تحفہ کرنیل ایبٹ صاحب

TOHFAH COLONEL ABBOTT.

یعنی واسطے یادگار نامی جناب کرنیل سانڈرس الکسس ایبٹ صاحب بہادر کمشنر لکھنؤ کے

منشی نول کشور پروپرایٹر مطبع نے مختصر کیفیات ہند تواریخ اودہ تا عہد واجد علی شاہ مسمی بہ

ہجری ۱۲۷۹

تواریخ نادر العصر

مع حالات تعمیرات شاہی و نقشہ خاص شہر لکھنؤ مرتبہ کرنیل صاحب محتشم الیہ جس سے محلے محلے کے حدود اور بعد مسافت

سڑکوں اور عمارات کا باہم دریافت ہو بعجلت تمام واسطے پیشکش صاحب محتشم الیہ کے تالیف و ترتیب کیا

مقام لکھنؤ میں

کارگزاران مطبع منشی نول کشور مؤلف نسخہ ہذا کے اہتمام سے چھپا

۱۸۶۳ء

فہرست مطالب تواریخ نادر العصر

فہرست مطالب تواریخ نادر العصر

فہرست مطالب تواریخ نادر العصر

هو المستعان

این نامه که خامه کرد بنیاد
توقیع قبول روزیش باد

راقم الحروف ہیچمیرز نول کشور جامع اوراق ناظرین اولی الابصار کی
خدمت مین گزارش کرتا ہی کہ جب غدر ۱۸۵۷ء کے بعد یہ ہیچمدان
ملک پنجاب سے شہر اکبراباد مین پوہنچا بعد چندے یعنی اخیر ۱۸۵۸ء
لکھنو کا اتفاق ہوا یہان جناب فیضماب کرنیل ایبٹ صاحب بہادر کی
ملازمت کیمیا خاصیت سے جو ہوشیارپور متعلقہ پنجاب کی ڈپٹی کمشنری
سے عہدہ جلیلہ کمشنری و سپرنڈنٹی قسمت لکھنو متعلقہ صوبہ اودہ پر تشریف
لائے تھے ساعت سعید مین عزت و امتیاز حاصل کی بسکہ پنجاب مین
مطبع متعلقہ راقم کا حسن اہتمام قدردانی حکام سے مشہور تھا فرط عنایت
جناب صاحب ممدوح سے باوجود کم بضاعتی کے اسباب و آلات
کلکتے سے یہان لایا اوسوقت سے آج تک باوجود نشیب و فراز زمانہ
خاص خاوندی جناب محتشم الیہ کے سبب سے یوماً فیوماً ترقی رہی بلکہ
موقع احتمال ضرر مین برعکس فائدے حاصل ہوے اب کہ ۱۸۶۳ء مین
صاحب محتشم الیہ پانچ برس کے بعد آسایش روحانی و صحت بدنی کے
لیے پندرہ مہینے کی رخصت لیکر عازم ولایت ہونے لگے صاحب

موصوف کے احباب کیا صاحبان ذی رتبہ کیا روسا و عمائد شہر کو
جدائی اونکی بہت شاق گذری اس تقریب مین سپاس نامے پڑھے
گئے دعوتین ہوئین لہذا بقول آنکہ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست حقیر نے
بھی موقع مناسب سمجھکر ہفتے عشرے کے اندر یہ عجالہ تالیفات قدیمہ
سے انتخاب کر کے اور کچھ اپنی یادداشت سے بڑھا کر اس بضاعت
مزجات کو پیشکش خدام عالیمقام کیا کہ تا تشریف آوری بطور یادگار تعوذ
بازوی روزگار رہے اور اس نام نامی سے مجکو اور میرے مطبع کو
تبرک حاصل ہو گر قبول افتذ زہے عز و شرف چنانچہ قبل اظہار مطلب
اولا حالات تشریف آوری صاحب محتشم الیہ کے ہندوستان مین اور
کارگزاریہای عظیمہ بعد اسکے ذکر سپاس نامونکا جو روسا و عمائد نے
جس عنوان کے ساتھہ پیش کیے بگذارش حقیقت حال اور اخیر مین
قصائد و قطعات جو صاحب ممدوح کی مدح مین اس مطبع کے متوسلون نے
موزون کیے ہین لکھے اگرچہ یہ ہدیہ محقر استحسان کے قابل نتھا لیکن

کند ہر کس بقدر خویشتن منت گزاریہا
زیاران تحفۂ دیگر ز مظہر جانسپاریہا

کرنیل ایس اے ایبٹ صاحب بہادر کمشنر لکھنؤ

LIEUT.-COLL. S. A. ABBOTT,

COMMISSIONER, LUCKNOW DIVISION.

Health, long life and prosperity may attend his retirement now and ever.

حال ابتداے آمد جناب کرنیل ایس ای ایبٹ صاحب بہادر کا ہندوستان مین

سنہ ۱۸۲۸ع مین کرنیل صاحب موصوف بعہدہ انسائین ولایت سی داخل کلکتہ ہوے دوسری سال اسی عہدی پر مقرر ہوکر ہمراہ ۲۴ رجمنٹ ہندوستانی پیدل کو بھیجی گئی چند روز کی بعد وہانسی تبدیل ہوکر ۵ رجمنٹ ہندوستانی مین مقرر ہوے اور اسی فوج کی ساتھ سنہ ۱۸۳۴ و سنہ ۱۸۳۵ع مین شیخاواٹی کی لڑائی مین موجود رہی جب ہمبرلاھی گڑھی فتح کی گئی اوسوقت صاحب موصوف چند کمپنی کے افسر تھی بعد اس لڑائی کی صاحب ممدوح رسالی مین پہلی رجمنٹ کی مترجم ہوی سنہ ۱۸۳۶ع مین ماتحت کرنیل سرہنری لارنس صاحب مرحوم کہ اوسوقت مین کپتان تھے محکمہ پیمایش کے اسسٹنٹ مقرر ہوی چنانچہ اسیوقت سی تا وفات کرنیل لارنس صاحب دونون صاحبون مین دوستی چلی آئی صاحب موصوف نے جنکو عہدہ لفٹنٹ کا ملا ضلع گورکھپور والہ آباد کی پیمایش کی سنہ ۱۸۳۸ع مین بندوبست کا محکمہ اونکے تعلق ہوا اور اونھون نے ضلع کانپور وجونپور وکسیقدر ضلع بنارس وضلع جالون واقع بندیل کھنڈ کو پیمایش کیا اور جب سنہ ۱۸۴۲ع مین تخفیف مصارف کے سبب سے گورنمنٹ نی کل پیمایش کی محکمی کی تخفیف کی صاحب موصوف نی اوسوقت مین عہدہ کپتان پایا تھا فسکمپیٹ یا ضیا مجسٹریٹی ہمراہ کمپ گورنر جنرل جو واسطی ملنے اوس فوج کی جو کابل سی لوٹی آتی تھی فیروزپور کو جاتا تھا مقرر

ہوسے ۱۸۴۳ء مین جب کمپ ٹوٹا صاحب موصوف بعہدۂ اڈیکانگ
یعنی مصاحب لارڈ ایلن براصاحب گورنر جنرل کی مقرر ہوکی ہمراہ محتشم الیہ
کلکتی کو گئے ماہ اکتوبر سنہ مذکور مین صاحب موصوف ماتحت کرنیل
رچمنڈ صاحب بہادر سی بی اجنٹ گورنر جنرل اضلاع غربی و شمالی کے
اسسٹنٹ مقرر ہوی اور ماہ جون ۱۸۴۴ء تک ضلع لدھیانا وغیرہ پر
اونکی تعلق رہا اس ۱۸۴۴ء مین اون سپاہی پلٹن نی جو سندہ کو جاتی
تھی بغاوت کی اور خوف اس بات کا ہوا کہ سکھونکا ارادہ حملہ کرنیکا
ہی دہنے کنارے دریاے ستلج کے ایک فوج خالصہ کی جا کر مقیم ہوئی
مگر چونکہ رات کیوقت اونکی سردار مارے گئے وی لوگ لاہور کو ارادۂ
بغاوت سی پھری ہوے واپس آئے چند روز بعد صاحب موصوف کو حکم
پیمایش و بندوبست ضلع کیتھل کا ہوا مگر اختتام اسکا ہو نہ سکا بوجہ
حملہ ثانی سکھون کے کہ جو ماہ دسمبر ۱۸۴۵ء مین ہوا اوسوقت براڈفٹ
صاحب نے خاص چٹھی لکھکر صاحب موصوف کو طلب کیا کہ آ کے
انصرام رسد فوج جو جمع ہو رہی تھی کرین صاحب بہادر سب انتظام
اسکا کر کے پچاس کوس گھوڑے پر سوار ہو جناب گورنر جنرل بہادر
سے انبالے مین جا ملے اوسوقت خبر پہونچی کہ سکھونکی فوج دریاے
ستلج کے پار اتر آئی ہے تب صاحب موصوف کو حکم ہوا کہ کسولی

پہاڑ پر جاکے فوراً ۲۹ رجمنٹ اور ایک نمبر فیوزیلیرس پلٹین لے آوین
اوسیوقت بہ تعمیل حکم صاحب موصوف گھوڑے پر سوار ہو سر شام
کسولی پہاڑ پر جو ۵۴ میل تھا پہونچے اور دوسری صبح فوج کو
ہمراہ لیکر روانہ ہوئے اور تھوڑے عرصے مین کمپ گورنر جنرل
مین داخل ہوئے اس بروقت مدد فوج سے ہارڈنگ صاحب بہادر
نے دشمن کا مقابلہ مقام فیروز پور مین کیا اور میجر براڈفٹ صاحب
و صاحب موصوف بھی لڑائی پر مصروف رہے مگر ایڈیکانک یعنی
مصاحب گورنر جنرل کہلایا کیے تبکی اور فیروز پور کی لڑائی مین
منجملہ ۱۲ افسر ۵ مصاحب گورنر جنرل کے جو لارڈ ہارڈنگ صاحب کے
ہمرکاب تھے کام آئے اور میجر براڈفٹ صاحب بھی اونمین سے
ایک مصاحب تھے جو مارے گئے اور ۵ مصاحب گھایل ہوئے کہ منجملہ
اونکے صاحب موصوف بھی ایک زخم رسیدہ تھے یعنی صاحب موصوف
کی ایک گولی بائین ہاتھ سی ہوکر نکل گئی اور ایک کاندھی کی نلی سی پیٹ کی
پسلی مین جا گڑی چھہ ہفتے تک صاحب موصوف اس درد و تکلیف
مین فیروز پور مین مقیم رہے جب صحت ہوئی تب حکم ملا کہ دیہات مین جاکر
تدبیر رسد کی کرین اس کارگزاری کی تعریف کی رپورٹ ولایت مین
ہوئی اور تب کپتان صاحب بہادر کو عہدہ بریوٹ میجر کا ملا صاحب موصوف کو لارڈ ہارڈنگ

گورنر جنرل نے ایک تمغہ اور لقب انریری اڈیکانگ سے یعنے
انریری مصاحب کا عطا فرمایا اور وہ لقب آج تک سب صاحبان
گورنر نے جو بعد لارڈ ہارڈنگ مقرر ہوئے برقرار رکھا۔
ابعد انصرام بندوبست ضلع کتھیل و لڈوا ایبجر صاحب ۱۸۴۷ء
مین ضلع انبالہ مین مقرر ہوئے جب سکھون کی دوسری لڑائی
ہوئی صاحب موصوف اسی ضلع مین مقرر تھے وہ بھی وقت
نہایت آزمایش و بیدار مغزی و بہادری کا تھا کہ ۱۸۴۹ء مین ہوشیارپور
کے عہدہ صاحب ضلع کیواسطے مقرر ہوئے اور اس ضلع مین عرصہ تک رہے
صاحب موصوف نے کمال رفاہ و آسایش رسانی خلائق سے
نئے انتظام انگریزی کو اوسی ضلع مین بٹھایا یہ صاحب ہی کا کام تھا
اور وہان سے تھوڑے دنون کے بعد بوجہ ناسازی مزاج
پندرہ مہینے کی رخصت لیکر ولایت کو تشریف لیگئے ماہ فروری
۱۸۵۶ء مین مراجعت فرمائی ۱۸۵۶ء مین بلوہ ہوا چنانچہ ۱۸۵۷ء
و ۱۸۵۸ء کی بابت صاحب ممدوح کی مفصل کارگزاریان پنجاب کی رپورٹ
مین مندرج ہین اوس ایام غدر کا انتظام ایسا عمدہ کیا کہ نہ آسایش
رعایا مین خلل آیا نہ دست تصرف باغیان سے اوس ضلع کو ضرر پہنچا
کمال بیدار مغزی و بہادرانہ طریق سے ضلع ہوشیارپور کا انتظام

بر قرار رکھا کہ آنزوے ستلج کے سب ضلعون مین آتش فساد
و نائرہ بلوہ مشتعل تھی اور گرد و پیش مین غدر کے نتیجے یعنے
لوٹ مار خون خرابے سے حشر برپا تھا مگر صاحب موصوف کے
انتظام و اخلاق و غریب پروری سے جون تک نہ مری کرنیل
سر ہنری لارنس صاحب بہادر چونکہ چیف کمشنر اودہ تھے
میجر ایبٹ صاحب بہادر کو قائم مقام کمشنر لکھنؤ فرما کر تار برقی پر
خبر بھیجی تھی لیکن تار کو باغیون نے متصل شہر دہلی ہنگامۂ غدر
مین کاٹ ڈالا تھا اس سبب سے خبر نہ پہنچی جبکہ ۱۸۵۸ء مین
سر رابرٹ منٹگمری صاحب بہادر چیف کمشنر ہوے اوسی
عہدۂ کمشنری لکھنؤ پر مستقل فرمایا اور ماہ اپریل مین لکھنؤ
تشریف لائے اب لکھنؤ مین تشریف لائے ہوے پورے
پانچ برس ہوے اور اسی جگہ عہدہ کرنیلی کا حاصل کیا
اُس زمانہ پرآشوب غدر مین اس عہدے پر لکھنؤ مین رونق افروز
ہوے تھے کہ شہر اوجاڑ پڑا تھا اکثر مقامات پر آدمیونکی
لاشون کی بو سے دماغ سڑتا تھا خلق اللہ رمیدہ تھی
آپ ڈر سے کانپتے تھے نواح مین باغیون کی لوٹ مار
غدر سے حشر برپا تھا اور آواز توپ و تفنگ سے افسران انگریزی

شب و روز مستعد بجنگ رہتے تھے چنانچہ خاص تدابیر صاحب
موصوف نے اس قسمت کی قسمت کو بیدار کیا رفاہ پسندی
اور آرام دہی سے رعایا کو تسکین دی اور آبادی مین توجہ
فرمائی غرض عدل و رحم صاحب موصوف کا بیان کی حد سے باہر
ہے لے خوف و خطر اپنے وطن کو آ سے خانہ آباد دولت روز افزون
سے آبادی شہر ہوئی شہر کی لوٹ اور ڈاکہ اور چوریون کا انسداد
کیا گیا غرض پانچ برس رفاہ و آسودگی خلائق مین ایسی توجہ
کی کہ آج کے دن صاحب موصوف کے محامد اوصاف کو
یاد کر کے فرط جدائی کا قلق سہا نہین جاتا۔

غرض ابتداے آمد ہندوستان مین اس ۱۸۶۳ء تک
۴۳ برس ہندوستان مین سے ہے خدا آسائش روحانی و جسمانی
نصیب کرے اب سن شریف صاحب محتشم الیہ کا ۶۲ برس کا ہے
اس بیان سے جانا چاہیے کہ صاحب محتشم الیہ نے کیسی کیسی دشواریان
سہین ابتداے آمد ہندوستان سے اہم کامون کی انجام دہی یادگار
اس ۴۳ برس مین جس جس مقام پر رہے رفاہ خلائق و کار سرکار کو
اپنی آسائش پر مقدم سمجھے اور خصوصاً اس پانچ برس کی گذشتگی مین
۱۰ لاکھ آدمیونکو الطاف و رحم دلی و انصاف صاحب ممدوح یادگار رہیگا فقط

کرنیل ایبٹ صاحب بہادر کمشنر لکھنؤ کا رخصت پر ولایت کو تشریف لیجانا

ای خرم از فروغ رخت لالہ زار عمر باز آ کہ رفت بی گل رویت بہار عمر

مارچ کی ۲۴ تاریخ سہ شنبہ کو ۳ بجے چتر منزل مین بتقریب ادای سپاس جناب معلی القاب کرنیل ساندرس الکس ایبٹ صاحب بہادر کمشنر قسمت لکھنؤ کے مجلس شاہزادون نوابون امیرون مہاجنون ساہوکارون اور نامی گرامی رئیسون اور صاحبان جلیل القدر کی منعقد ہوئی مگر چونکہ انعقاد مین عجلت ہوئی اسلیے ہزارون امرا اور رؤسا کو عدم صحت تحقیق روز کے سبب سے خبر نہ پہونچی کمال حسرت ہی اسپر بھی سب صاحب قریب ایکہزار کے تشریف فرما تھے مکانکی عالیشانی اور فضا اور ساماں کے بیان کی یہان گنجایش نہین ہے عقیدت و ارادت جناب محتشم الیہ سے شہر کے جملہ رؤسا و عمائد و عوام الناس کا دل بکمال تمنا شاکر تھا صاحب محتشم الیہ کی آسایش دہی و رفاہ رسانی و فراغ بخشی و عدالت نوشیروانی کا ہر متنفس مداح تھا چنانچہ آرزومندون نے ذریعہ اس حصول ملازمت و ادای شکریہ کا نواب محسن الدولہ بہادر کی تحریک سے پاکر اپنی اپنی تمنا پر کامیابی حاصل کی اور جلسہ عام مین سپاسنامہ مندرجہ ذیل پڑہا گیا

نقل سپاسنامہ از جانب شہزادگان و رؤسا و عمائد شہر لکھنؤ

سپاسنامہ بخدمت کرنیل سانڈرس الکس ایبٹ صاحب بہادر کمشنر قسمت لکھنؤ و انریری ایڈیکان جناب مستطاب معلی القاب نواب گورنر جنرل بہادر ویسرائے کشور ہند خلد اللہ ملکہ از طرف جملہ شاہزادگان و عزیزان خاندان شاہی و رئیسان و مہاجنان وغیرہ ساکنان شہر لکھنؤ خاص کے نواب محسن الدولہ بہادر نے پیش کیا *

جو کہ بعد فتح لکھنؤ و دفع باغیان و تسلط سرکار دولت مدار گورنمنٹ انگلشیہ و روز اجلاس فرمائی آپکے عہدۂ کمشنری لکھنؤ پر جو جو اخلاق و محبت و قدردانی و شفا پروری و عدل گستری نسبت ہم لوگون کے آپ کی جانب سے ظہور مین آئین ادائے شکریہ مین اوسکے ہم لوگون کی زبان قاصر ہے آپکی بیدار مغزی و معاملہ فہمی کی نسبت تعریف و توصیف کرنے کی کیا حاجت انفصال مقدمات سے ظاہر ہے آپ کے انصاف و عدل کے کوئی شخص شاکی کسیطرح کی حق تلفی کا نہین ہے بلکہ مداح ہے بعد ایام غدر کے اس شہر تباہ و برباد کو اپنی عنایت سے اور ہم لوگونکی قدردانی و دلجوئی سے از سر نو آباد کیا ہر فرد بشر آپ کی محبت و اخلاق سے راضی

وثنا کرتے ہے آپ کے عہد معدلت مہد مین ہر طرح کا چین و آرام رہا اس عمدہ
جلیلہ کا بخوبی بندوبست و انتظام رہا جایداد باشندگان شہر کو آپ نے قرقی
و ضبطی سے بچایا مظلومون کو ظالمون کے پنجے سے چھوڑایا حق سے
باطل کو جدا کیا عدل گستری و رعایا پروری سے ہر کہ و مہ کو مطمئن
و دلشاد کیا جس سے ہم سب آپ سے بدل راضی و ممنون و شاکر ہین
ہم لوگون کو آپ کی مفارقت سے بوجہ تشریف بری ولایت کے
بتقریب رخصت کے جو کچھہ رنج و ملال ہے زبان قلم تحریر مین اوسکے
لال ہے لیکن کچھہ اختیار نہین بجز اسکے کہ حق سبحانہ و تعالے ہمیشہ
آپ کو اپنے حفظ و امان مین رکھے و بخیر و عافیت تمام منزل مقصود کو
پونہچاوے اور جلد آپ کی ملاقات مسرت آیات بترقی جاہ و حشم پھر ہم
لوگون کو مسرت اندوز کرے ترصد کہ تا زمان مفارقت مدہ بدستور مشفق ہمانگی
شفقت و محبت و عنایت و عاطفت بہ نسبت ہم لوگون کے مرعی
و مبذول رہے فقط مرقوم ۲۴ ماہ مارچ ۱۸۶۳ع روز سہ شنبہ
اوسکو سماعت فرما کر جناب معلی القاب صاحب معزی الیہ نے موافق رسم مستمرہ استادہ
ہو کر جواب سپاسنامہ مین فصاحت خداداد سے حوالہ زبان گوہرفشان کر کے
آویزہ گوش ہوش اہل دربار فرمایا وہ بھی درج درج گوہر ہے بسکہ ہجوم خلائق سے خشار جلسہ کو
اوسکے سننے کی تمنا بلکہ رہی اسواسطے حسب الایما صاحب محتشم الیہ پرپرائٹر مطبع نے باواز بلند سنایا

جواب سپاسنامہ از جانب کرنیل سانڈرس الکسن ایبٹ صاحب بہادر کمشنر لکھنو مخاطب بنواب محسن الدولہ بہادر و شاہزادگان و امرایان و رئیسان شہر لکھنو

ای صاحبو پانچ برس کا عرصہ گذرا کہ راقم حسب الطلب صاحب نیک صفات سر رابرٹ منٹگمری صاحب بہادر جنکی یاد یقین ہے کہ آپ سب صاحبون کو ہوگی بعہدہ جلیلہ کمشنری قسمت لکھنو کے پنجاب سے اس جگہہ آیا اسی عرصے مین شہر لکھنو باغیان سے صاف ہوا یہ باغیان ایسے نمکحرام تھے کہ سرکار گورنمنٹ سے جسنے سو برس تک اونکی پرورش کی برخلاف ہوے اور تمام ملک ہندوستان مین علم بغاوت بلند کیا شہر لکھنو مین بکثرت مورچہ و ناکہ بندیان و ویرانگی تھی رعایاے شہر فرار ہوگئی اور شہر بعد فتح فوج سرکاری کے ہاتھ بدمعاشان و ڈکیتان سے غارت ہوتا رہا بلکہ یہ صورت عرصے تک رہی اور بعد و ایسی رعایا بدقت و مشکل تمام امن و انتظام ہوا الا لوٹ دیر تک موقوف نہوئی اسے صاحبان جو آپ سنے نسبت ہمارے سپاسنامے مین تحریر فرمایا ہے کہ ہاتھ ظالمون سے بچایا اوس سے آپ کی یہی مراد ہے جو بالا لکھا گیا آپ شاہزادگان و امرایان و رعایای شہر لکھنو سے جو توصیف محنت راقم انتظام و انصاف گستری مین فرمائی ہے مین نہایت خوش ہوا اور یہ امر

جو آپ صاحبان فرماتے ہین کہ ہمنے راستی کو بالکل سے علحدہ کیا آمین
ہمارے فہم کی بہت زیادہ توصیف ہوئی یقین ہے آپ صاحبان کو کہ بسبب
نہونے رعایا کے راستبازی کے انصاف گستری مین نقصان عظیم واقع ہے
علاج یہ ہے کہ ہر ایک آپ صاحبان مین سے اولاد خاص و عام کو ترغیب
تعلیم علوم دین و نیک راہی و شوق راست گفتاری مین کوشش و امداد فرماوین
اور بڑی امداد یہ ہے کہ آپ صاحبان خود بجاے کارندگان و مختاران کے
اپنے امورات و کاروبار مین اپنی اوقات و توجہ مبذول کرین اکثر آپ صاحبون
مین سے اہالیان کمیٹی صفائی ہین نہایت بہتر ہوگا اگر آپ سب صاحبان اسلیے
فوائد مشترکہ عام کے توجہ بلیغ فرماوین اور تدابیر نیک واسطے صحت و آسائش
و رفاہ کے تجویز کرین کہ یہ امر مستج فوائد عظیم ہوگا و انتظام و انصاف ہی مین
بھی آپ کی امداد و کوشش سے فوائد و بہتری ہو سکتی ہے آپ صاحبان
اگر واسطے تقرر اسیسری یا جوری وغیرہ کے طلب فرماے جاتے ہین تو
اوسکو تکلیف تصور کرتے ہین ہمارے راے مین یہ تجویز باعث بہتری آپ
صاحبان کا ہے کیونکہ اس وسیلے سے آپکو اپنی راے پر اعتماد و بھروسا
حاصل ہوگا اور ظاہر ہوگا کہ انتظام عدالت نہ صرف بطور ضابطہ ہے بلکہ
واسطے گواہی دینے خاص و عام کو کہ صاحبان مجسٹریٹ و جج بہادر انصاف
و راستی فرماتے ہین اور اسلیے کہ آپ و نکو تجویز منصفانہ مین امداد فرماوین کہ

یہ مفید ہر ایک صاحبون و خاص عام کے ہوگا ہماری نہایت خوشی ہے
کہ آپ صاحبان مین سے جتنے صاحب آنریری مجسٹریٹ مقرر کیئے جاوین
چند عرصہ گذرا کہ یہ امر تجویز ہوا تھا یقین ہے کہ اسواسطے ملتوی رہا کہ اسکا
انتظام پنجاب مین جہان اجرا ہوا امتحان دیکھا جاوے ہمکو یقین ہے
کہ پنجاب مین یہ انتظام بہت مفید ہوا ہوا امید ہے کہ ہمکو موقع مبارکبادی
دینے کا درباب جلد بنتے سڑک آہنی کے آپ صاحبون کو ملے کہ اس
سڑک سے شہر لکھنو و کانپور و دہلی و کلکتہ ایک ہو جاینگے اور اس سڑک
سے آپ صاحبون کو نہایت فائدہ ہوگا کہ آپ قدر و منزلت زمانہ سمجھینگے
اور روز آرایش سامان مین بکوشش تمام پیش قدمی کرینگے اور پیچھے نرہینگے
ای شاہزادگان و نواب صاحبان و رئیسان لکھنو مین شکر دلی ادا کرتا ہون
کہ آپ نے اس طرز شائستہ سے مجھے دعای بہبودی دی اور میری
مراجعت کی آرزو فرمائی یقین رہے آپ صاحبان کو کہ ہمارا دل لکھنو مین
ہے اور ہم نہایت رنج سے واسطے گونہ آرام لینے اپنے وطن کے
شہر سے جدائی کرتے ہین الا ہماری آرزو ہے کہ اگر زندہ رہے اور
اس عرصہ پندرہ یا بیس مہینے مین صحت حاصل ہوگئی تو ایک مرتبہ آپ
صاحبان کے پاس مراجعت کرینگے اور اس سپاسنامے مین جو آپنے
بیانات مہربانی آمیز تحریر فرماتے ہین انکا ہم بہت شکر ادا کرتے ہین

اور ہماری دعا ہے کہ آپ سب صاحبان تندرست و کامیاب ترقی دو دن میں رہین

از مولف

صاحب ممدوح کے محامد ذاتی و صفاتی عدل و قابلیت و خلق و حلم و قدردانی ہرگز محتاج بیان نہین +

چلتے چلتے اونکی توجہ رعایا اور رفاہ پسندی اور عنایت جو عائد حال خاص و عام رہی تمہ اوسکا اونکے سپاسنامے سے آشکار ہے یعنی جو امور کہ مفید اور باعث انتظام و بہتری خاص و عام کے ہین اونکی یاد و پیرایہ پند و نصائح مین دلائی جسپر عمل فرمانا منتج آسودگی و بہبود خاص و عام ہے یہ سب دلسوزی اور توجہ اونکے عہدے سے بڑھکر محض نیک ذاتی خلقی کا موجب ہے سرکار کا کام ایسا کیا کہ انصاف مین نوشیروان پر سبقت لیگئے رعایا پروری ایسی کہ ماں باپ بھی نکرسکتے حفظ مراتب و ساوہ کہ قیامت تک اونکو نہ بہولینگے +

ملک اودہ کے زہے طالع کہ یہان سب حکام عادل اور رعایا پرور اور نیکنام ہین حسن خلق مین یکتای روزگار ممدوح خاص و عام ہین دیکھو آسمان پر بہت ستارے منور ہین قدرت خالق سے ہر ایک سے فائدے مقرر ہین لیکن دن کو آفتاب کا جواب نہین رات کے وقت ثانی ماہتاب نہین شعاع مہر سے میوون مین پختگی آتی ہی چاندنی اثمار کا

رس بڑھاتی ہی ایسطرح صاحب موصوف اپنے صفات مین انتخاب ہین
روبرو ہر وزیر کے آفتاب شب امید کے ماہتاب ہین —

الغرض بعد رسم سپاس کے صاحب والاشان سوار ہوے اور مجلس
برخاست ہوئی اوسوقت کے افسوس اور حسرت کا حال لوگون کے
دل سے پوچھنا چاہیے مگر ہان صاحب ممدوح الوصف کے امید
بازآمد سے البتہ تسکین قلق مہاجرت ہے —

یوسف گم گشتہ باز آید بکنعان غم مخور کلبۂ احزان شود روزی گلستان غم مخور

۲۰ مارچ کو بتقریب رخصت صاحب ممدوح کی جناب فیضمآب نواب
محسن الدولہ بہادر رئیس اعظم لکھنؤ نے روشنی و آتشبازی کے ساتھ
بڑی دہوم دہام سے دعوت کی سبحان اللہ نواب صاحب کا
کیا کہنا شہر کی آبرو ہین سرکار کے دولتخواہ حکام کے رضاجو ہین
الحاصل صاحب معزی الیہ کی جدائی کا قلق ایک زمانے کو ہے
اور سب دست بدعا ہین کہ مع الخیر والمراد بعد اتمام رخصت کے
پھر اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس خطے کو غیرت ارم
اور دیدار فیض آثار سے منور فرما دین آمین —

بسفر رفتنت مبارکباد بسلامت روی و باز آئی

قطعہ حسب حال عقیدت نمونۂ از نتائج طبع سلیم مرزا نسیم

ای فلک افسوس کیون کرتا ہی ہمسی امتحان
سوچ اتنا او ستمگر تو کہان اور ہم کہان

کونسا احسان کیا تہا جسکی یہ یادداشت ہی
اپنے محسن سی جو آئی لفظ رخصت بر زبان

وای قسمت ہم یہ سمجہی تہی نہ چہوٹینگی قدم
ہای ناکامی یہ کیا سامان نظر آیا یہان

جوش بیتابی یہ کہتا ہی کہ ہو عزلت گزین
جب نہ آئی گل نظر بیجا ہی سیر بوستان

آرزو ایما یہ کرتی ہی کہ چلیی ساتہ ساتہ
ورنہ لطف زندگی ہو جائیگا خواب گران

عالم ایجاد مثل گوشہ تاریک ہی
رنج فرقت سی نظر مین وہ نہی شام بیکسان

وہ مکان جسمین مری محسن کی ذات پاک تہی
کسطرح دیکہون کہ جوش غم سی اوٹہتا ہی دہوان

یاد آتی ہین ہمین وہ روز آغاز ورود
جبکہ تہا ملک اودہ ممنون احسان خزان

آدمی ہا بی گہر تاراج ویران ملک و دشت
ہر در و دیوار سی پیدا صدای الامان

واہ ری ہمت کہ آیا دیکہکر دلمین جو رحم
کر دیا جہٹی ہوئی بستی کو گلزار جنان

ہر غریب عاجز و محتاج بخشش ہوئی
بچ گئین جانین ہوا دلشاد خیل بیکسان

ہر امیر و صاحب عسرت نی پایا اک عروج
خوش ہوی سینون مین دل آئین دعائین بر زبان

غل ہوا صاحب کمشنر کی زیادہ عمر ہو
یعنی وہ کرنیل ابیٹ والی ہندوستان

مل گئی جاگیر جو جو یان تعلقدار تہا
فیصلہ ہونی لگی برسونکی جہگڑی یکزمان

تہی جو ظالم اونکو یاداشت عمل اپنی ملی
عاجزونکی شکرگذاری کو ہوئی گویا زبان

کثرت سامان راحت سی تہا یہ وقت یاد
یعنی اکدن اس چمن پر آئی گی باد خزان

ناگہان شہرہ ہوا رخصت جلد صاحب ہوی
سنتی ہی جاتی رہی ہوش و خرد تاب و توان

آئی اشک چشم استقبال من کے لیے — لب ہوی اندوہ سے مصروف فریاد و فغان

ہر امیر و دوست آیا بہر استفسار حال — یون کہا مین نے تھا کسل مزاجی کچھ بیان

اس لیے چندی برائی سیر بنیا عزم ہے — جلد آئین گی بشرط خیریت ہم یہان

بسکہ تھا اک مین بھی مبذول عنایات گہری — دل ہوا مانند بسمل سوز فرقت سے تپان

بی تامل بر زبان آئی یہ اشعار دعا — یا الٰہی تا کہ ہی بنیاد کاخ آسمان

یا الٰہی تا کہ ہی بنیاد ہستی کو بقا — یا الٰہی تا کہ ہی سر پر یہ نیلی سائبان

اقتدار و عزت و اقبال صاحبکار ہے — مدعی ہون زرد رو جس طرح ہو برگ خزان

جلد پھر تشریف لائین تا یہ غم جاتا رہے — ای پھر پابوس کو کوسون سے خیل دوستان

لکھنؤ مین دھوم ہو ہر سو مبارکباد کی — ہو سلامی در یہ ہر ہر طفل و ہر پیر و جوان

مین قصیدہ مدح کا اکثر پڑہون با طبع شاد — دیکھون ان آنکھون سے لطف بزم و خیل دوستان

ای قلم بس رنج فرقت سے نہین دل کو قرار
جوش غم کثرت پہ ہی کر اختصار داستان

ایضا

دریغا کہ یہ دور لیل و نہار — نہین ایک صورت پہ رکھتا بہار

کبھی کچھ ہے کبھی کچھ ہی رنگ — زمانہ نہین قابل اعتبار

اگر آج بھی دن کو بلبل ہنسے ہین — تو ہی شب کو شبنم کی چشم اشکبار

کوئی چشم تر یاد احسان ہی ہے — کسی جا ہی عزم عشرت آشکار

غرض تا کجا شکوۂ انقلاب ۔۔۔ گذر اس سے ای خامہ کر اختصار
رقم کر مضامین رخصت ہی چند ۔۔۔ کہ دل مثل سیماب ہے بیقرار
وہ محسن کہ جس سے ملین راحتین ۔۔۔ وہ حاکم جو تھا عادل روزگار
وہ سردار جسکی کہ در سے کبھے ۔۔۔ نہ محروم اوٹھا کوئی امیدوار
غریبون پہ احسان امیرون پہ لطف ۔۔۔ اب ایسا کہان صاحب باوقار
او وہ بعد تاراج اک دشت تھا ۔۔۔ ہوا فیض سے اوسکے بہر نوبہار
وہ مجرم جو مایوس تھی زیست سے ۔۔۔ قصور اونکے بخشے گیے بار بار
رہا کون باقی وہ صاحب غرض ۔۔۔ نہین جسکے نخل تمنا مین بار
فدا اون پہ اور اونکی الطاف پر ۔۔۔ یہ کرنیل ایبٹ ہین جو نامدار
الٰہی رہے عمر و دولت سدا ۔۔۔ یہ جب تک کہ ہے ہستی روزگار
بڑہی اور بھی اوج اقبال مین ۔۔۔ ملی دشمنون کو دل داغدار
کہانتک بیان لطف و اوصاف ہون ۔۔۔ زیادہ ہی قید سخن سے شمار
مری پرورش کا جو آیا خیال ۔۔۔ ہوئی صورت مطلع نابدار
وہ احسان کیی جنکی کچھ حد نہین ۔۔۔ کہانتک ادا شکر ہو بار بار
تمنا تو یہ تھی کہ تا زندگے ۔۔۔ جدا اسے کسی دم نہو آشکار
رہین یون ہی ممنون احسان سدا ۔۔۔ مگر حیف ای گردش روزگار
وہ آنکھین کہ جیسی یہ دیکھون ہو لطف ۔۔۔ وہ سامان رخصت ہی ہوان اشکبار

وہ دل جسمین لبریز تھا جوش شوق
وہ جان تھی محبت سی جو بیقرار

ادھمین یہ نظر آئی شکل سفر
بجز آہ و افسوس کیا اختیار

الہی بس اب ہی یہی آرزو
کہ جبسدم چلین صاحب باوقار

ترا سایہ فضل اونپر رہے
سبے تجھے سونپتا ہون مری کردگار

برآئین مرادین جو کچھ دلمین ہین
موافق رہے دور لیل و نہار

بہت جلد تشریف لائین یہان
کہ دل دوستون کی ہون پھر بہار

رئیس و امیر آکے پھر نذر دیت
سنین کوس شادی کی غل بار بار

قدم سے ملین آنکھین احباب دوست
خوشی سی ملین صاحب نامدار

ٹھہرا ای قلم ختم مطلب ہوا
دعا لکھہ ہمیشہ رہے اقتدار

قصیدہ از نتائج طبع شاعر سحر بیان شیرین زبان منشی طوطا رام صاحب شایان

گلستان سی ہوتی ہی رخصت بہار
خزان نکہت گل سی کہاتی ہی خار

یہ کس شاہ گل کی رخصت ہی آج
کہ بلبل ہی گل کی روش دلفگار

گلون کو ہی کیا ای صبا بیکلی
دل عندلیب آج ہے داغدار

پریشان ہین قمریان باغ مین
رخ سبزہ سی ہی عیان انتشار

بنا غمکدہ گلشن لکھنو
اوتارا عروس چمن نی سنگار

بہت تنگ ہی یوسف گل کا حال
گریبان و دامن ہین سب تار تار

مری غنچۂ دل کو تہی بستگی یہ بول اوٹہا اک بلبل بیشمار
کہ شایان اوڑاکیون ہی چہرہ کا رنگ ہراک دل یہ پاین آج صدمی ہزار
بیان کیاکرون حال نیرنگ چرخ کہ ہی اسکی ہاتہون سی سینہ فگار
چمن کا تہا جو باعث رنگ و بو ملاان جسکی گلگشت سی انتشار
جسی دیکہکر نو عروسان باغ سماتی نہ جامی مین تہی زینہار
کبھی ہوتیا کو لگایا جو ہاتہ ملی اوسکو آب در شاہوار
حنا ہاتہ ملتی ہی اوسکی لیے ولایت کو ہوتی ہین وہ اب سوار
طبیعت جو ہی اندنون کچہ علیل اسی سی وہ رخصت کی ہین خواستگار
شفابخش عالم اونہین دی شفا عروسانہ صحت رہی ہمکنار
یہ سنکر کل افشانی عندلیب ہین گویا ہوا اوس سی بی اختیار
تمنا ہی آویزۂ گوش ہو وہ نام مبارک جو ہی ذی وقار
یہ سنتی ہی بلبل ہوا نغمہ سنج وہ کرنیل ایبٹ ہین عالی وقار
وہ عازم ہین لندن کی اسکا ہی غم اونہین جلد پہر لائی پروردگار
یہ سنکر کہا مین نی ای مشت پر تری گلفشانی پہ دل ہی نثار
مجہی بہی ہی فکر لائی یہان نہین تجہسی بہتر کوئی غمکسار
کہلی جب سی یہ لکہنؤ مین خبر ان آنکہون نی اشکو نکا باندہا ہی تار
زن و مرد ہین ہر طرف مدح خوان یہ صاحب حقیقت مین ہین نامدار

دیا وہ ریاض عدالت کو رنگ — خلش کر سکا گل سے ہرگز نہ خار

وہ ہم عدل عیسائی اہل ہند — کسی مین تفاوت نہ تھا زینہار

رقم لوح دل پر ہین ساری علوم — ہنر سب طرح کی ہین اونپر نثار

ریاضی کو اونسی بہت رنگ و بو — ستارون کا ہی اونگلیون پر شمار

بھلا کیا ہو وصف تکلم بیان — نفس رشک موج نسیم بہار

زمین پر ہی پیش نظر سیر چرخ — نظر کی ہین سیار و ثابت شکار

شرف اونسی حاصل ہی ہر علم کو — دبیر فلک عقل پر ہی نثار

عجب علم پیمایش اونکو ہی یاد — حساب زمین جنکے علم آشکار

بنایا ہی نقشہ یہان کا عجیب — کہ آئینہ سے ہے حال آئینہ وار

کیی ہین قواعین نو اختراع — سند سی ہر اک قول ہی پایدار

سخاوت مین حاتم کا ہی ذکر کیا — لحد مین ہی قارون کا سینہ فگار

مروت مین دفتر شجاعت مین فرد — ملا اونسی دونون کو ہی اقتدار

دل افواج دشمن کا چو رنگ ہو — جو تلوار کھینچین دم کارزار

ہرن بنکی شیر فلک آی پیش — اگر عزم فرماوین بہر شکار

صفت اونکی گھوڑونکی اب ہو رقم — صبا ہر قدم پر ہی جنکی نثار

نہایت ہین شایستہ خوش قدم — زمین پر چمکتی ہین وہ برق وار

ہوا سی ہین سرعت مین چالاک تر — نہ سایی کو پہونچی پری زینہار

نہین اونکی بکہی ہوا پر ہی تخت
زبان لائق مدح شایان کہان
خدا اونکو پہر لائی با عز و جاہ
پہر آباد ہو گلشن لکہنؤ
عمل دی نہ مضمون فرقت کو طول
فلک پہ ہی جبتک مسیحا کا دور
یہ جب تک کہ قائم ہی ارض و سما

سلیمان کا حاصل ہی عز و وقار
کرون اونکی تعریف کیا آشکار
دعا ہی یہی اپنی پروردگار
پہر آئین ولایت سی مثل بہار
مناسب عا پر ہی اب اختصار
زمین پہ مہ و مہر ہین نور بار
نمایان ہین دنیا مین لیل و نہار

یہ کرنیل ایبٹ بہادر مدام
رہین زندہ با دولت پایدار

قطعہ تاریخ

رخصت کرنیل ایبٹ صاحب بہادر
کمشنر لکھنؤ منکلام محمد مردان علیخان
رعنا اہلکار سرکار کپورتھلہ

ہین فخر فرنگ کرنیل ایبٹ صاحب
تھی قسمت لکھنؤ سے فرمان عرصہ
باندھی ہی ہوا عدل نے اونکی ایسی

گلگشت وطن کو ہند سے پابرکاب
عدل و کرم و خلق سے وہ عرش جناب
مقدور نہین توڑ سکی ایک حباب

ایسی ہین وہ سیر چشم چشم بد دور / حاتم کو رہا اونسی سدا چشم حجاب

خلقت مین ہی اونکی اسقدر خلق عمیم / مداح غریب ہین سے تا نواب

اب اونکی فراق مین یہ ہے مردم چشم / دریا کوزی مین ہے کہ ہی چشم پرآب

دلسوز مربی کی جدائی مین آج / دل آتش دوری سے ہی رنگ سیماب

اسدرجہ مشایعت ہوئی عالم گیر / قدسی بھی چلے آئے پے حدالباب

جبتک ہی جہان مین رسم مدحہ آمین / فرماندہ خلق وہ رہین یا وہاب

رعنا کی دعائیہ ہے تاریخ سفر
بالخیر کہ لکھنؤ مین وہ آئین شتاب

۱۸۶۳

ابتدای عالم

بقول اہل ہند خدای تعالی نے اول برہما کو ابو البشر پیدا کیا اور کل مخلوق برہما سے عالم ظہور مین آئے اور تمام عالم برہما سے شائع ہوے جن سے ہر چار بید ملوہین تفصیل اوسکی اور کتابون مین بشرح موجود ہی

ہندوستانکے ہندوراجون کا سلسلہ

اس ملک کی سلطنت ہندو راجاؤن کی ہمیشہ سے سورج بنسی اور چندر بنسی راجاؤن کے خاندان مین رہی لیکن اگلے زمانے کے ہندو راجاؤن کا حال ٹھیک ٹھیک پتہ وار معلوم نہین ہوتا اور اونکے سال و سمبت و مدت سلطنت کا کچھ پتہ نہین اور نہ کبھی کسی زمانے مین ہندو راجاؤن مین سے ایک خاندان ایسا رہا کہ کسی زمانے تک اقسام تحریری و کوائف پایا جاسے اور ہند مین طوائف الملوکی ابتدا سے معلوم ہوتی ہی یہ بات ضرور مان سکتے ہین کہ ہر ایک راجا چھوٹی چھوٹی

حکومت پر دولت و حشمت ہند سے متمکن و قانع تھا اور کسی نوع کی
محتاجی نتھی — اگرچہ اس ملک کے رہنے والے عموماً ہندو کہلاتے رہے
اور کہلاتے ہین لیکن اختلاف طریقے مذہبی و عقائد سے صدہا مذہب
جدا جدا بن گئے اور اسی وجہ سے بھی ایک فریق نے تعصب سے
دوسرے فریق کے ذکر کو اپنی تصنیفات مین دخل ندیا بلکہ خلاف ہی
لکھتے رہے اس سبب سے بھی مغالطہ عظیم واقع ہوتا ہی علاوہ اسکے
بہت کچھ ذخیرے علوم کے ضائع ہو گئے رہا سہا جو کچھ کہین بنا بگڑا ملتا ہی
اوسکے سمجھنے کا علم دشوار اس ہندوستان مین دو بڑے مذہب نے
رواج پایا ایک مذہب برہمنون کا جو اسوقت مین ہندوستان مین
اوسکے اصول پر عموماً عقائد اور پابندی ہی دوسرا بدھ کا ان دونون
مذہب والون مین حد کے مرتبہ تعصب ہا بدھ کے مذہب والون نے
برہمنون کی کتابین خاک مین ملائین اور برہمنون نے بدھ والون کی
پوتھیان غارت کین یہان تک کہ مسلمانون نے دونون کو نیست و نابود
کر دیا مثل چھاپے کے آگے کوئی حکمت ایسی نتھی کہ ایک ایک سے ہزار ہزار
جلد باقی رہین اب کوئی حال ٹھیک نہین معلوم ہو سکتا مگر مختصر یہ کہ
ہند کا پہلا دار السلطنۃ کوسل دیس یعنی اجودھیا عرف اودھ جہان
راجہ رام چندر اوتار فرمانروا تھے انکا حال بتصریح رامائن وغیرہ کتابون سے

مشہور ہی اونکے بعد اب تک ہند مین دو خاندان راجاؤن کے مشہور
اور معتبر ہین اول سورج بنسی دوم چندر بنسی سلسلہ ان دونون کا برہما جی پر
منتہی ہوتا ہی سورج بنسی مین برہما سے ایک طبقے کے ۸۰ راجہ اور دوسرے
طبقے کے ۳۵ راجہ ہوے اور چندر بنسی کا برہما سے مختلف سلسلے کے
۱۳۱ راجہ کا شمار ہی اور دار الحکومۃ ہر ایک کا اپنے اپنے زمانے مین مختلف
مقامات پر رہا راجگان دہلی یعنی اندر پرست ہستنا پور کا خاندان راجہ پانڈو
سے ہی جنمین راجہ نامی اول جدشٹر ہوے اونکا کارنامہ مہابھارتھ مین
مشہور و موجود ہی اور زمانہ راجہ جدشٹر کو تخمیناً پانچ ہزار برس گذرے راجہ
موصوف سے راجہ کھیمن تک ۸ پشت حکومت اس خاندان مین رہی
بسرور نام وزیر راجہ کھیمن کو قتل کرکے مالک سلطنت کا بنا ملک راجدھیا
سب اوسکے قبضہ تصرف مین تھا پسر راجہ بسرور سے بکرماجیت تک مختلف
۴۲ راجاؤن نے راج کیا راجہ بکرماجیت فرمانروای ہند تھا تختگاہ اوسکی
اوجین تھی عدل اور نیکنامی اور رعایا پروری اور بخشش مین ضرب المثل
اور سمبت اوسکا آج تک رائج ہی اس راجہ سے راجہ پتھورا تک ۷۴ راجہ
گذرے یہ راجہ پتھورا ہند کا اخیر راجہ تھا عہد راجہ جدشٹر سے زمانہ راجہ پتھورا
تک پانچ ہزار چار سو آٹھ سال مین ایک سی بیس برس راجاؤن نے
حکمرانی کی اور راجہ پتھورا کے بعد علاء الدین غوری ہند پر مسلط ہوا فقط

راجہ رام چندرجی کے بعد راجہ جدشٹر داسی دور کلجگ مین بکرماجیت و بھوج ہندوستان کے راجاؤن مین یادگار ہین

علم کا بیان

سب مورخون کا اسپر اتفاق ہی کہ تمام علوم پہلے ہند مین موجود تھے اونسے اہل یونان و مصر نے اور اونسے اہل یورپ نے حاصل کیے باوجود کثرت حکما کے سکندر بھی ایک حکیم ہند سے لیگیا تھا سب علم نادر اور طرح طرح کی حرفت اور صنعت پُران اور بیدون مین بھری ہوئی تھی مگر زبان اونکی سنسکرت مشکل اور دقیق ہی فقط اور اس زمانے مین بھی اکثر علوم کا چرچہ بنارس اور کشمیر و سوای ریاست ہندوستانی مین قدیم سنسکرت کا استعمال ہی مگر تعلیم و معلم باقاعدہ کم

ہنود کے مذہب کا طریق

مدت دراز سے ایک ایک کا مذہب اور طریق اہل ہند کا چلا آتا ہی اور یہ اوسکے سخت پابند ہین ہندو اگر دوسرا مذہب اختیار کرے ہو سکتا ہی لیکن مذہب ہنود مین نہین آسکتا ہی اور دوسرا مذہب والا ہرگز ہندو نہین ہوتا ہی رسوم و عبادت ہزارون برس سے ایک طرح پر چلی جاتی ہی منجملہ اونکے

کئی باتین قابل ذکر کے ہین ۱ اس مذہب والے ایک شادی کے سوا
دوسری شادی جبتک کہ زوجہ اوسکی زندہ ہی نہین کرتے ہین ۲ کھانا
کسی کے ساتھ غیر برادری کے اور بے نہائے نہین کھاتے شراب اور
گوشت بکری کا کچھ ہندو کھاتے ہین اور کل گوشت کو تمام ہندو نہین کھاتے
۳ سواے ہندو کے جو اپنے طریق کا ہوتا ہی غیر مذہب والے سے شادی
نہین کرتے ۴ مُردے کو اگ مین جلاتے یا دریا مین بہاتے ہین ۵
ایک رشتہ یعنی زنار اکثر اور سر پر چوٹی کل ہندو رکھتے ہین ۶ شوہر کی لاش
کے ساتھ عورت خوشی خوشی ستی یعنی جل جاتی ہی مگر یہ رسم سرکار نے بالکل
موقوف کروادی غرض ایسی ایسی بہت سی خصوصتین رسمی و مذہبی ہین جنکے
وہ ایک طور پر پابند ہین یہان عام اہل ہنود کا ذکر ہی اونمین بعضے ایسے
بھی ہین جو بے نہائے کھانا کھاتے ہین اور راجہ کئی کئی شادی بھی کرتے
ہین اگرچہ اڑھائی ہزار برس پیشتر ہند مین ایک مذہب بدھ کا تھا
مگر یہ بھی مذہب ہنود سے تھا اور اب اس مذہب بودھ سے چین اور برہما
کا ملک آبادہی اور خال خال ہندوستان مین بھی ہین لیکن وہ بودھ
نہین سراوگی و چینی بودھ مذہب ہی کے پیرو ہین اور اس مذہب والے
معتقد ۲۴ اوتار کے ہین اس زمانہ کے ۱۲ اوتار کے قائل ہین جسمین سے
ایک اوتار کا کلنکی کہ جسکا سنبھل مراداباد مین قرار دیتے ہین ظہور باقی ہی

مدت ناتمام اور دنیا کی عمر کروڑون برس بتاتے ہین اور کسی نبی اور کتاب
آسمانی اور طوفان نوح کے قائل و مقر نہین لیکن چارون بید کتاب آسمانی
ہین فقط پرانے وقت کی رسم وراہ علم و ہنر مذہب کی پابندی کے عہد سے
زیادہ تر میان دوآب یعنی گنگا و جمنا کے درمیان مین شمار ہو سکتے ہین

ہند کا حال

ہند دنیا کے ملک کا مجموعہ ہی پہاڑ سرد ہین میدان گرم ہی جانور چرند پرند ہند
مین پیدا ہوتے ہین میوے نباتات اور معدنیات طرح طرح کے بکثرت
ہین جنس غلہ ہر قسم کی پیدا ہوتی ہی اور ہر شی بہ نسبت اور ملکون کے ارزان
ہوتی ہی موسم جاڑا گرمی برسات مقرری ہی مگر کوہستان مین جاڑا اور
برسات بہت اور میدان مین خصوص دکھن مین پورب تک گرمی بشدت
امراض وبائی اور فصلی بخار ولرزہ اور ہیضہ برسات مین اور بخار وغیرہ موسم
گرما مین شائع ہوتا ہی مگر طبیب بھی ویسے ہی اور دوائین ہر قسم کی جابجا
ملکون مین مہیا ہین سرکار کے دار الشفا بھی موجود فقط اور دریاؤن کی
کثرت اور شادابی سے یہ سرزمین تمام دنیا مین باغ ہمیشہ بہار ہی

باشندہ

ہند کے باشندے ۲۴ کروڑ آرام طلب اور کاہل عیش دوست خود پسند

ہوتے ہین اور اس عادت کے سوائے یہ بھی صفت ہی کہ مہمان نواز خلیق صالح
صاحب علم و بیر دستکار بھی اکثر ہوتے ہین مگر تمام ہند مین مدہ دیس
جو بنارس سے دہلی اور ہمالہ سے اگرہ تک ہی اسلیئے عمدہ مشہور ہی کہ
بہ نسبت اور ملک کے یہان علم و ہنر آدمیت رونق تکلفات زیادہ ہین
عموما باشندے ہند کے راہ و رسم ملاقات اور احسان سے جلد آشنا
ہوجاتے ہین غربت اور انکسار بھی اونکی طبیعتون مین ہی یہان اون
حرامزادون اور بدذاتون کا ذکر نہین ہی کہ جنھون نے غدر مین اپنا منہ
کالا کیا ہی یا جو وحشی اور جنگل کے باشندے ہین اور ہند کے ہر خطے اور
ملک کی وضع لباس اور زبان ایسی جدا ہی کہ ایک دوسرے کی بولی اکثر
سمجھ نہین سکتے

جدول معدنیات ہند

نمبر	جنس	تعداد مقامات	تفصیل مقامات
۱	آہن مع فولاد	۲۳	آشام اسلام نگر اودے پور بیربھوم بہار بندیلکھنڈ نرمل علاقہ اندور دکن سندھ سلہٹ سکیت منڈی سیام

نمبر شمار	جنس	تعداد مقام	تفصیل مقامات
			کمہار پچھ کوٹ کھاری شملہ گوالیر محال باج گزار شرقی منی پور میسور مندراس ناگپور خرد ناگپور کلان نیپال
۲	ابرک	۳	بہار محال باج گزار شرقی ناگپور خرد
۳	بلور	۲	بہار کشمیر
۴	پھٹکری	۳	جی پور کالا باغ کچھ
۵	جست	۱	اودے پور
۶	رانگ	۲	سیام نیپال
۷	زبرجد	۲	نیپال ناگپور خرد
۸	سیسہ	۵	جودھپور سیام مارواڑ ناگپور خرد نیپال
۹	سرمہ	۲	گورنگی جہلم پنجاب ناگپور خرد
۱۰	شورہ	۴	اودے پور پٹیالہ ترہت سارن
۱۱	طلا	۹	آشام اٹک سیام کٹک کوہ کماون محال باج گزار شرقی ناگپور خرد ناگپور کلان نیپال
۱۲	عقیق	۳	بہار برودہ علاقۂ جمو

نمبر	جنس	تعداد مقامات	تفصیل مقامات
۱۳	کویلہ سنگ	۶	بیربھوم رانی گنج بنگالہ کشمیر محال باج گزار شرقی زبدا ناگپور خرد
۱۴	گندک	۲	اودے پور نیپال [illegible]
۱۵	مس	۸	اودے پور جی پور سیام کماؤن کشمیر مندراس نیپال بلور مندراس
۱۶	مروارید	۲	نوگیوان مندراس سورت
۱۷	مومیائی		سننے مین آتا ہی کہ بعض لوگون نے دریای اٹک وجھلم مین خوز مین اور پہاڑ سے نکالی اور مفید پائی
۱۸	نمک	۴	جی پور پنڈدادن خان پنجاب سکیت منڈی کالاباغ
۱۹	نیلم	۱	سیام
۲۰	ہرتال	۱	نیپال
۲۱	ہیرا	۶	بیراگڑہ سیام شاہ اباد بہار کنتو مندراس کرپ ایضاً ناگپور خرد
۲۲	یشب	۱	سیام۔
۲۳	یاقوت	۱	ایضاً

شاہان اسلام

ہند مین اول سکندر بادشاہ آیا پھر سنہ ۱۳ ہجری مین عمر خلیفۂ دوم کا سردار
سندھ آکر پھر گیا اور بعض تاریخ سے معلوم ہوتا ہی کہ فتح کرکے چلا گیا
سنہ ۹۳ ہجری مین حجاز کا سردار آیا سنہ ۱۰۰۱ع سے محمود غزنوی نے
پچیس سال مین ۱۲ مرتبہ ہندوستان پر یورش کیا اکثر شہرون کو
تباہ و تاراج کیا سنہ ۱۱۹۱ع سے قطب الدین غلام شاہ علاء الدین
غوری ہند پر متسلط ہوا اوسی سے سلطنت شاہان اسلام کی ہند مین
مستقل ہوئی قطب الدین سے ابراہیم لودی تک ۲۸ بادشاہ مختلف
ہوے اور ناصر الدین بیسوان بادشاہ تھا اوسکے ایام سلطنت مین
سنہ ۱۳۹۸ع مین امیر تیمور دہلی کو فتح اور غارت کرکے صوبہ چھوڑ کر پھر گیا
سنہ ۱۵۲۵ع مین بابر شاہ تیمور کے پروتے نے ابراہیم لودی پر فتحیاب
ہوکر ہند مین سلطنت کی بنیاد ڈالی فقط مسلمانون کی سلطنت مین یہ
خاندان تیموریہ سب سے پچھلا تھا امیر تیمور گورگان صاحب قران
ولد امیر طراغان نسل چنگیز خان سے تھے سنہ ۷۳۶ ہجری کو شہر
مردار ترکستان مین پیدا ہوے سنہ ۷۷۲ ہجری مین بمقام بلخ تخت پر
بیٹھے ۳۵ برس ۱۰ مہینے ۲۵ دن ایران و خراسان و ترکستان و
بخارا و روم و شام و تاتار و ہندوستان مین تنہا شہنشاہی کرکے

۷۰ سال کی عمر مین وفات پاکے سمرقند مین دفن ہوے بہادر شاہ پشت ۲۳
مین ۲۱ سال براے نام تخت نشین رہکر بالزام غدر ۹۹ برس کی عمر مین مقام
جزیرۂ رنگون سرکار برطانیہ کی قید مین زندان ہستی سے نجات پائی
عاقل اور خداشناس کو یہ مقام عبرت کا ہی امیر تیمور سے
بہادر شاہ تک ۲۳ پشت مین پورے پانچ سو برس سلطنت رہی
ہندو راجاؤن مین جیسا بکرما جیت راجہ باہمہ صفت موصوف و نیکنام
ہوا ہی ویسا ہی اس خاندان مین موافق زمانے کے اکبر بادشاہ بھی نہایت
نیک و نامی ہوا اس بادشاہ کے فیلخانے مین پانچ ہزار ہاتھی اور اصطبل
مین دس ہزار گھوڑے خاصے کے بندھتے تھے اور اوسکا ڈیرہ دو تیسرا
کمخواب کے فرش اور موتی ٹکا ہوا پردون کا سفر کے وقت اڑھائی
کوس کے گھیرے مین کھڑا ہوتا تھا ہر سالگرہ کو سونے کا تلادان
کرتا اور اوسوقت سونے کا بادام اپنے دربار مین لٹاتا جسپر بھی وہ رعیت
کے ساتھ سیدھا سادہ تھا آٹھ پہر مین ایک وقت کھانا کھاتا
گوشت سے پرہیز کرتا کسی جاندار کے آزار کا روادار نہین تھا صرف نام
کو مسلمان تھا لیکن دل وجان سے وہ آفتاب کی پرستش کرتا تھا
اتوار کے روز اوسکی ساری عملداری مین جانور کی جان مارنے کی منادی
تھی رعیت اوسکو اسقدر چاہتی تھی کہ لوگ جیتے جی اوسکی درگاہ مین تشین

بانٹتے اور نذرین چڑھاتے تھے اسکی سلطنت مین ایکمن بائیس سیر گیہون بکتا تھا اور دو من چودہ سیر جو اس ریاست کا آخر زمانہ بہادر شاہ ابوظفر پر خاتمہ ہوا

قطعات تاریخ بہادر شاہ از محمد مردان علیخان صاحب عنایت اہلکار سرکار کپورتھلا

بپرس احوال این دنیا که چونست — چه آغازش وگر هم دیگر انجام

کجا اسکندر و جمشید و ضحاک — کجا اسفندیار و رستم و سام

مگر از نیک و بد باقیست نامی — تو خواهی نیکنامی شو که بدنام

بچرخ نیلگون رنگ وفا نیست — بگر معکوس و خالی صورت جام

غنیمت دان دو روز عمر نادان — بسر گردد گرت با عیش و آرام

شه تیمور چنگیزی ز ترکان — شنیدستی که بودش بخت در دام

همه در سایهٔ صیت جلالش — ز چین و هند و فارس روم و تا شام

هنودان هندوش بودند و رامش — همه ترسا و گبر و اهل اسلام

بترکستان سمند شاهی او — بزد در هفصد و هفتاد و دو گام

ز تیمور ابتدا بر بوظفر ختم — بهند آمد شمار بست و سه نام

شمار سال عمر سلطنت گشت — ازین رو پنج صد ای نیک فرجام

ز ابراهیم لودی باز چون کرد — ظهیر الدین بابر هند را رام

هزار و پانصد و بست و شش از سال — چه سال از سال عیسی بود هنگام

غرض سه صد و سی یک سال زین رو — شمار کامرانی گشت ایام

بعهد شاه عالم عهد شاهی
هزار و یکصد و هفتاد و سه بود
ز تخت و تاج شاهی ماند تا هم
مگر چون صد فزود آخر شد آخر
۱۲۷۳
شد از آب جفا کشت غدر سبز
هزار و دو صد و هفتاد و سه بود
پس از یک سال شاه انگلستان
هنوز آن شاه و شاهان حکمرانست
بگیر آمد بهادر شه چو در رزم
دلاوری که شد شوریده و شور
گرت و اگوش شنوا چشم بیناست
شده طالع ز مغرب شد بمشرق
مقام ترس و عبرت خوف و بیم ست
من و تو هر دو را کار از قضا هست
مگر مغرورش ای رعنا که آمد
چه دید انگون شه هیکس قضا کرد

بعهد کمپنی چون کرد انجام
ز هجر بادی هر خاص و هر عام
نشان نام باقی با صد اکرام
نشان شاهی هم از کمپنی نام
برنگ سبزهٔ بیگانه ناکام
که گشته از بغاوت شاه بدنام
گرفت از کمپنی احکام حکام
که حکمش باد در هر ملک مادام
برنگون رفت آخر با صد آلام
شده آغاز شورش را چه انجام
شنو نظمم ببین احوال ناکام
شد این روز سیه را زود تر شام
که آغاز آن شود این باشد انجام
دگر خواب و خیال فکر و اوهام
بگوش از سحر شورم شور کهرام
بهادر شاه غازی بو ظفر نام
۱۲۷۹

ایضاً

شاہ بیکس چو رفت از دنیا	بیکسی کرد بر سرش ماتم
دید رعنا چو دشت را خالی	گفت بشگفتہ غزال ارم

۱۲۷۹

ایضا

بہادر شاہ چون سوی ارم رفت	کہ بروی نام شاہی گشت اتمام
چنین رعنا رقم زد سال فوتش	بہادر شاہ غازیے خلد خدام

۱۲۷۹

ایضا

چون ز دنیا رفت سوی خلد از حکم قضا	یادگار شاہ ترکان چغتا کج کلہ
کرد رعنا بہر تاریخ وفاتش این خطاب	بوظفر غازی بہادر شہ بہشت آرامگہ

۱۲۷۹

ایضا

رفت از دہلی سوی رنگون چو شاہ بوظفر	شادمان گشتند بہر دعوتش ارباب خلد
رخت بست از ملک مشرق چون سوی خلد برین	گفت رعنا سال فوتش بود مشرق باب خلد

۱۲۷۹

ایضا

رہی بست و سہ سال تک بادشاہی	گرو تھی کہ تھی وہ برات چغتہ
ہوا خاتمہ بوظفر پر تو گویا	ہوئی سلطنت سے نجات چغتہ

۱۸۶۲ع

ایضا

دار فانی مقام عبرت ہی	کیا کوئی اوس سے آہ دل کو لگائے
دیکھ رعنا سرای فانی سے	شاہ بیکس نے رخت باندھا ہے

۱۲۷۹

جدول حال اورنگ نشینان از عہد تیمور تا بہادر شاہ ظفر

نام پادشاہ	ولدیت	تاریخ ولادت	محل ولادت	مقام جلوس	تعداد عمر روز جلوس	تاریخ جلوس	مرض الموت	تاریخ وفات	محل دفن	مدت عمر	مدت سلطنت
امیر تیمور	ولد امیر طراغائی اولاد چنگیز خان	۲۵ شعبان ۷۳۶ سہ شنبہ	شہر سبز وار خطہ کش نیز گویند	شہر بلخ	۳۵ سال ۲۷ یوم	۲۲ رمضان ۷۷۱ چہار شنبہ	تپ محرقہ ہفت روز ماندہ	۱۷ شعبان ۸۰۷ شب چہار شنبہ	سمرقند	۷۱ سال ۱۱ شہر ۲۰ یوم	۳۵ سال ۱۰ شہر ۲۵ یوم
جلال الدین میران شاہ	ابن تیمور	۱۴ ربیع الآخر ۷۶۵ پنجشنبہ	سمرقند	میان سمرقند و آذربایجان	۳۸ سال ۴ شہر ۳ یوم	۱۷ شعبان ۸۰۷	در جنگ مرزا	۱۴ ذیقعدہ ۸۱۰	تبریز	۴۱ سال ۷ شہر ۱ یوم	۳ سال ۳ شہر ۷ یوم
سلطان محمد مرزا	ابن میران شاہ	۳ ذی حجہ ۸۰۰	نامعلوم	سمرقند	۹ سال ۲ شہر ۲۴ یوم	۴ ذیقعدہ ۸۱۰	عارضہ جسمانی	۳ ذی حجہ ۸۵۵	خطہ کش	۵۵ سال	۴۵ سال ۱ شہر ۵ یوم
ابو سعید مرزا سلطان	ابن سلطان محمد مرزا	۱۳ رجب ۸۳۰	سمرقند	غزنین	۲۵ سال	۳ ذی حجہ ۸۵۵	در جنگ حسن بیگ شہید شد	۱۲ رجب ۸۷۳ شنبہ	نواح سمرقند	۴۳ سال	۱۷ سال ۲ شہر ۱۲ یوم
عمر شیخ مرزا	خلف چہارم سلطان ابو سعید	۳ ذی حجہ ۸۶۰	سمرقند	ولایت اندجان فرغانہ	۱۲ سال ۶ شہر ۳ یوم	۱۲ رجب ۸۷۳ دوشنبہ	از بام افتاد و مرد	۴ رمضان ۸۹۹ دوشنبہ	سمرقند	۳۸ سال ۸ شہر ۴ یوم	۲۶ سال ۱ شہر ۲۲ یوم

ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ	ابن سلطان عمر شیخ مرزا	۶ محرم ۸۸۸	ولایت فرغانہ	خط کش	۱۱ سال ۸ شہر ۹ یوم	۲۵ رمضان ۸۹۰ سہ شنبہ	تپ	۶ جمادی الاولی ۹۳۷	کابل	۴۹ سال ۴ شہر	۳۷ سال ۷ شہر ۱ یوم
نصیر الدین محمد ہمایون	ابن بابر بادشاہ جنت آشیانی	۴ ذیقعدہ ۹۰۳	ارک شہر کابل	آگرہ	۲۳ سال ۶ شہر ۴ یوم	۶ جمادی الاولی ۹۳۷	از بام افتاد	۱۳ ربیع الاول ۹۶۳	در مقبرہ ہمایون	۴۹ سال ۴ شہر ۹ یوم	۲۵ سال ۱۰ شہر ۵ یوم
ابو النصر جلال الدین محمد اکبر شاہ	ابن محمد ہمایون	۵ رجب ۹۴۹ یکشنبہ	در سہالہ امرکوٹ	کلانور	۱۳ سال ۸ شہر ۲۸ یوم	۲ ربیع الآخر ۹۶۳ جمعہ	عارضہ جسمانی	۱۲ جمادی الآخر ۱۰۱۴	مقبرہ سکندرہ	۶۴ سال ۱۱ شہر ۷ یوم	۵۱ سال ۲ شہر ۹ یوم
نور الدین محمد جہانگیر	ابن محمد اکبر شاہ	۷ ربیع الاول ۹۷۷ چہار شنبہ	فتح پور سیکری	اکبر آباد	۳۷ سال ۲ شہر ۲۷ یوم	۱۴ جمادی الآخر ۱۰۱۴ یکشنبہ	ضیق النفس	۲۸ صفر ۱۰۳۷ یکشنبہ	باغ نور جہان واقع لاہور	۵۹ سال ۱۱ شہر ۱ یوم	۲۲ سال ۸ شہر ۱۴ یوم
محمد شہاب الدین شاہجہان	ابن جہانگیر بادشاہ	سلخ ربیع الاول پنجشنبہ	لاہور	لاہور	۳۷ سال ۲ شہر ۲۱ یوم	۲۲ جمادی الاولی ۱۰۳۷ دوشنبہ	درد گردہ و تپ محرقہ	۲۶ رجب ۱۰۷۶ دوشنبہ	اکبر آباد روضۂ تاج گنج	۷۶ سال ۴ شہر ۶ یوم	۳۰ سال ۲ شہر ۴ یوم
محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ	بن شاہجہان	۲۵ ذیقعدہ ۱۰۲۸ یکشنبہ	صوبہ گجرات	نواح اکبر آباد	۳۹ سال ۶ شہر ۵ یوم	غرہ جمادی الآخر ۱۰۶۸	عارضہ جسمانی	۲۸ ذیقعدہ ۱۱۱۸ جمعہ	مقبرہ زین الدین شاہ در اورنگ آباد	۹۰ سال ۳ یوم	۵۰ سال ۵ شہر ۲ یوم

اعظم شاه	بن عالمگیر پادشاه	۱۲ شعبان ۱۰۶۳	دکن	متصل اورنگ آباد	۵۵ سال ۳ شهر ۲۶ یوم	۱۸ ذیحجه ۱۱۱۸	درجنگ بهادر شاه در چاچومرد	۸ ربیع الاول ۱۱۱۹	مقبره همایون پادشاه	۵۵ سال ۷ شهر ۶ یوم	۳ شهر ۱۰ یوم
بهادر شاه شاه عالم خلد منزل	بن عالمگیر پادشاه	سلخ رجب ۱۰۴۳	دکن	کابل	۶۵ سال ۶ شهر ۱ یوم	۱۰ محرم ۱۱۱۹	عارضه جسمانی	۱۸ محرم ۱۱۲۴	درگاه خواجه قطب الدین	۷۰ سال ۲ شهر ۸ یوم	۵ سال ۸ یوم
معز الدین جهاندار شاه	بن بهادر شاه	غره شوال ۱۰۷۲ چهارشنبه	دکن	لاهور	۵۲ سال ۳ شهر ۱۰ یوم	۱۸ محرم ۱۱۲۴ جمعه	فرخ سیر در قید کشت	۲۹ محرم ۱۱۲۵	مقبره همایون پادشاه	۵۳ سال ۳ شهر ۲۵ یوم	۱۱ شهر ۵ یوم
فرخ سیر پادشاه	پسر عظیم الشان بهادر شاه شهید	غره محرم پنجشنبه ۱۰۹۸	دکن	نواح اکبرآباد	۲۶ سال ۱۱ شهر ۲۳ یوم	۲۳ ذیحجه ۱۱۲۴ جمعه	سید حسین علیخان اسیر کرده کشت	۹ رجب ۱۱۳۱	مقبره همایون پادشاه	۳۳ سال ۳ شهر ۹ یوم	۶ سال ۳ شهر ۶ یوم
ابو البرکات شمس الدین	پسر رفیع الشان بن بهادر شاه	۱۷ رمضان ۱۰۸۳	دهلی	اکبرآباد	۴۷ سال ۶ شهر ۲۳ یوم	۹ ربیع الآخر ۱۱۳۱	تپ دق	۹ رجب ۱۱۳۱	مقبره همایون پادشاه	۴۷ سال ۱۰ شهر ۳ یوم	۳ شهر ۹ یوم
رفیع الدوله	پسر رفیع الشان بن بهادر شاه	۲۰ رمضان ۱۰۹۳	نواح اکبرآباد	اکبرآباد	۴۷ سال ۲ شهر	۶ رجب ۱۱۳۱	غلبه کوکنار	۱۷ ذیقعده ۱۱۳۱	ایضاً	۴۸ سال ۱ شهر ۲ یوم	۳ شهر ۲۸ یوم

روشن اختر محمد شاہ پادشاہ	بن جہاندار شاہ ابن بہادر شاہ	۲۴ ربیع الاول ۱۱۱۴	غزنین	کہراولی موضع اکبرآباد ہشت کروہ	۱۷ سال ۷ شہر ۲۴ یوم	۷ ذیقعدہ ۱۱۳۱	عارضہ جسمانی	۲۷ ربیع الآخر ۱۱۶۱	درگاہ حضرت نظام الدین	۴۷ سال ۱ شہر ۲ یوم	۲۹ سال ۵ شہر ۱ یوم
ابو النصر مجاہد الدین احمد شاہ	بن محمد شاہ بادشاہ	۱۷ ذیحجہ ۱۱۳۸	شاہجہان آباد	پانی پت	۲۲ سال ۴ شہر ۱۳ یوم	غرہ جمادی الاولی ۱۱۰۶	بسبب کشیدن میل در چشم	۱۰ شعبان ۱۱۶۷ روز سہ شنبہ	مقبرہ ہمایون پادشاہ	۲۸ سال ۲۳ یوم	۶ سال ۳ شہر ۱ یوم
محمد عزیز الدین عالمگیر ثانی	بن معز الدین جہاندار شاہ	غرہ محرم ۱۰۹۹	صوبہ ملتان	دہلی	۶۸ سال ۷ شہر ۱۰ یوم	۱۰ شعبان ۱۱۶۷	از قلعہ فیروز آباد افتاد	۱۸ ربیع الآخر ۱۱۷۳	ایضاً	۷۴ سال ۳ شہر ۱ یوم	۵ سال ۸ شہر ۸ یوم
علی گوہر شاہ عالم پادشاہ	بن عالمگیر ثانی	۲ جمادی الاولی ۱۱۳۱	دہلی	کہتولی متصل عظیم آباد	۴۲ سال ۳ یوم	۴ جمادی الاولی ۱۱۷۳	عارضہ جسمانی	۷ رمضان	درگاہ خواجہ قطب الدین	۹۰ سال ۴ شہر ۶ یوم	۴۸ سال ۴ شہر ۳ یوم
ابو النصر معین الدین محمد اکبر شاہ		۲۸ رجب ۱۱۷۳	ریمان نکن پور	دار الخلافہ شاہجہان آباد	۴۸ سال ۱ شہر ۹ یوم	۷ رمضان ۱۲۲۱	اسہال و ورم	۲۷ جمادی الاخری ۱۲۵۳	ایضاً	۸۰ سال	۳۱ سال ۱ شہر ۲۰ یوم
ابو المظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ		۱۱۸۰	شاہجہان آباد	ایضاً	۷۳ سال	۱۲۵۳		۱۲۷۹	رنگون	۹۹ سال	۲۶ سال

خاتمہ بالخیر

تسلط سرکار کمپنی انگلسیہ کا بیان

زمانۂ اکبر شاہ مین یوروپ سے اس ملک مین پہلے پہل پرتکالی اور
فرانسس بطریق سوداگری آتے جاتے تھے انگریزون نے جب
دیکھا کہ پرتکال اور فرانسیس وغیرہ فرنگستانی آدمی ہندوستان مین
جاتے ہین اور یہان کی تجارت سے بڑا فائدہ اوٹھاتے ہین تو پھر
ان آفت کے پرکالون سے کب چپ چاپ رہا جا سکتا تھا ان لوگون
نے بھی اپنے مال کے جہاز روانہ کیے اور ۱۵۹۹ء مین لندن شہر کے اندر
بہت سے انگریزون نے آپس کے ساجھے مین روپیہ اکٹھا کر کے
اس ملک مین سوداگری کرنے کیواسطے ایک کوٹھی مقرر کی اور دوسرے
ہی سال وہان کے بادشاہ سے کئی شرطون پر اس بات کی اپنے نام
سند لکھوالی کہ سوائے ہم ساجھیون کے دوسرا کوئی انگریز ہندوستان
مین جا کر سوداگری نہ کرنے پاوے لیکن جب اس ملک مین ان لوگون
نے اپنا عمل اور دخل کرنا شروع کیا تب ۱۸۱۳ء مین انکو تجارت کرنے
کی مناہی ہوئی بلکہ تجارت کا اذن عام ہو گیا روک ٹوک جاتی رہی اور یہ
کمپنی ایک سرکار کہلانے لگی انگریزی زبان مین ساجھیون کو کمپنی
کہتے ہین اسلیے ان ساجھی سوداگرونکا نام عی ایسٹ انڈیا کمپنی رکھا گیا

جب انگلستان مین یہ کمپنی کھڑی ہوئی تو اوسوقت یہان اکبر بادشاہ تخت
پر تھا ہندوستان مین پہلے پہل انگریزون کی کوٹھیان سنہ ۱۶۱۱ء
مین سورت احمدآباد کھمبھات اور گھوگھے مین جاری ہوئین اور سنہ ۱۶۵۲ء
مین بنگالے کے اندر بلیشور مین اور اوسکے دو برس کے بعد مندراج
مین بھی جاری ہوگئی سنہ ۱۶۶۴ء مین پرتگال کے بادشاہ سے بمبئی کا
ٹاپو لیا گیا اور سنہ [illegible]ء مین بنگالے کے صوبیدار نے کلکتہ گوبندپور
اور چھوٹانٹی یہ تینون گانو انگریزون کو دیدیے اور کلکتے مین ایک قلعہ
بھی جسکا نام اب فورٹ ولیم ہی بنانے کی اجازت ملی اُس زمانے مین
یہ کلکتہ کُل شہر جھونپڑونکا ایک گانو تھا سنہ ۱۷۵۶ء مین بنگالے کے
صوبیدار نواب سراج الدولہ نے اس بات پر کہ انگریزون نے
ہمارے ایک آدمی کو جو ڈھاکے سے کچھ خزانہ لیکر بھاگا تھا پناہ دی
ناخوش ہوکر کلکتہ چھین لیا اور ایک سو چھیالیس انگریز کو جو اوسوقت
وہان موجود تھے ایسی ایک تنگ و تاریک کوٹھری مین جسکی وسعت
بیس فٹ مربع سے زیادہ نہین تھی اور جسکو اب تک یہ لوگ بلیک ہول
یعنی کالی بل پکارتے ہین بند کردیا کہ دوسرے دن اُن مین سے کل
تیئیس ۲۳ جیتے نکلے تب آخر کو یہ خبر سنتے ہی کرنل کلاو صاحب مندراج
سے نو سو گورے اور پندرہ سو تلنگے لیکر کلکتے مین آئے کلکتہ بھی لیا

اور پھر مرشدآباد پر چڑھا و کر دیا تب سنہ ۱۷۵۷ء کی ۲۳ جون کو مقام پلاسی
کی لڑائی مین سراج الدولہ کی فوج نے جو ستر ہزار سے کم نہین تھی
شکست کھائی نواب بھاگا اور اُسی روز گویا ہندوستان مین انگریزی
عملداری کی نیو جم گئی پھر تھوڑے دن پیچھے سنہ ۱۷۶۵ء مین شاہ عالم بادشاہ
نے جو اُسوقت دلی کے تخت پر تھا صوبہ بہار بنگالا اور اُڑیسہ ان تینون
صوبون کی استمراری دیوانی کا پروانہ کمپنی کے نام لکھدیا کہ جس سے دو
کرور روپیہ سال کی آمدنی کا ٹھکانا ہو گیا اور وزیر اصف الدولہ نے رہیلون
کی لڑائی مین مدد دینے کیواسطے سنہ ۱۷۷۵ء مین بنارس کا علاقہ بالکل انکے
حوالے کیا اُس زمانے مین ہندوستان کی بادشاہت کا عجب حال تھا
آپس کی پھوٹ اور ہمیشہ کی لڑائی بھڑائی کے باعث تیمور کا خاندان
تحس نحس ہو رہا تھا بادشاہ شطرنج کے مُہرے کیطرح لوگون کے ہاتھ
مین بر کر مات ہو چکا تھا یہان تک کہ سنہ ۱۷۳۹ء مین ایران کے بادشاہ
نادر شاہ اور پھر تھوڑے روز بعد احمد شاہ درانی نے جو پہلے نادر شاہ کے
امیرون مین تھا ایسے ایسے سخت حملے اس ملک کے اوپر پے در پے کیے
کہ رہا سہا زور بھی دلی کے بادشاہ کا جاتا رہا سلطنت مین کچھ ذرہ دم نہین
باقی تھا صوبے دارون نے بادشاہ کی اطاعت بالکل چھوڑ دی سلطنت
اپنی سمجھی جسکے باپ دادا نے کبھی چپا بھر زمین پر دخل نہ پایا تھا آج انھی

ہندوستان کی پادشاہت پر دل دوڑایا الغرض ادھر تو دکھن کے
صوبے دار نظام الملک نے حیدرآباد مین اپنی حکومت جمائی اور اُدھر
نواب وزیر نے اودھ کے صوبے کو اپنا ملک سمجھا آگرے تک مرہٹون
نے لوٹ مار مچار کر دھینگا دھینگی سے چوتھ لینا شروع کیا اور سکھون کا
حملہ سَرہِند تک ہونے لگا بھرتھ پور کے جاٹ بھی ہیکڑ بنے ہوے تھے
رہیلکھنڈ کے رہیلے جدا خود مختار ہو گئے تھے بادشاہ اگرچہ براے نام دلّی
کے قلعے مین پڑا تھا لیکن وہان بھی اُسے کوئی بیٹھا رہنے نہین دیتا تھا
یعنی اُسکی یہ نوبت تھی کہ آج ایک بادشاہ تخت پر بیٹھا کل کسی دوسرے
نے اُسکا سر کاٹ کر سکہ خطبہ اپنے نام جاری کر لیا ابھی تلوار کا لہو نہین
سوکھنے پایا کہ تیسرے نے اُسکو بھی موت کا جامہ پہنایا اور تاج بادشاہی
اپنے سر پر رکھا کبھی بادشاہ مرہٹون کی قید مین پڑ جاتا تھا اور کبھی رہیلون
کے پنجے مین گرفتار رہتا غرض ۱۷۰۷ء تک کہ جب اکبر کے پوتے کا بیٹا
اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ مرا ۱۷۶۰ء تک یعنی شاہ عالم کے روز اول
جلوس تک ترپن ۵۳ برس کے اندر نادر شاہ اور احمد شاہ چھوڑ کے چودہ بادشاہ
دلّی کی تخت پر بیٹھے اور اگر انمین سے محمد شاہ کی سلطنت کے تیس برس
نکال ڈالو تو صرف تیئیس برس مین تیرہ بادشاہ گذر گئے پس اب سوچنا
چاہیے کہ جہان براے نام تخت اور تاج کے لیے ایسی چھین چھان اور

نوچ کھسوٹ سے بچے گی وہان کی سلطنت کسطرح قائم رہیگی اسلیے سدا سے یہ
دستور چلا آیا ہی کہ جب خالق رب العالمین دیکھتا ہی کہ اب پادشاہ میرے
بندون کی پرورش اور نگہبانی نہین کر سکتا اور جس کام کے لیے اسکو
مقرر کیا تھا اُسے چھوڑکر یہ عیش و عشرت اور ظلم و بدعت کرنے لگا تب
اوس بداقبال بادشاہ کو دفع کرکے جو کوئی اس کام کی لیاقت رکھتا ہی
اوسکو اپنی قدرت اور طاقت کے زور سے تخت کے اوپر بیٹھا دیتا ہی اسمین
کچھ شک نہین کہ جو اس حالت مین انگریز لوگ ہندوستان کو نہ لیتے تو
فرانسیس یا فرنگستان کا کوئی دوسرا بادشاہ اس ملک کو اپنے قبضے مین
کر لیتا اور اگر شاید وہ بھی نہ لیتا تو پھر کوئی دوسری قوم سندھ پار سے
آکر اس ہندوستان کی بادشاہ بن جاتی اور اپنے خاندان کی نیو جماتی
تیمور کی اولاد سے بادشاہت نکل چکی تھی خدا کے فضل و کرم سے ہندوستانیون
کے دن اچھے تھے جو انگریز یہان آئے گویا سوکھے ہوے کھیت پھر
لہلہائے الغرض پہلے تو حیدر علی کے بیٹے ٹیپو نے ان انگریزون
کے ساتھ دشمنی پر کمر باندھی اور بیٹھے بٹھائے لڑائی اُٹھائی حیدر علی
میسور کے راجا کا نوکر تھا موقع پاکر اُسکا سارا ملک لے بیٹھا ٹیپو کا یہ ارادہ
ہوا کہ انگریزون کو دکھن سے نکال دیوے اور ابھارا اُسکو فرانسیسون نے
تھا کئی برس کی لڑائی مین آخر کو ۱۷۹۹ع مین شری رنگ پٹن کے

حملے کے درمیان وہ انگریزی سپاہیون کے ہاتھ سے مارا گیا اور ملک
اُسکا بہت سا سرکار کے اختیار مین آیا اُنھین دنون مین سرکار کو مرہٹون
کی طرف سے کھٹکا پیدا ہوا فرانسیسون کو وہ بھی نوکر رکھنے لگے تب لارڈ
ولزلی صاحب نے جو اُسوقت یہان کے گورنر جنرل تھے اُنکے پیشوا
باجی راو سے دوستی کرنا چاہا اُسنے اُسوقت تو دولت راو سیندھیا کے
بہکانے سے نمانا لیکن جب جسونت راو ہلکر نے اُسپر چڑھاو کیا تب سرکار
سے قول و قرار کر لیا اور بندیل کھنڈ کا علاقہ بھی دے دیا یہ سنکر سیندھیا
بگڑا اور اُسنے چاہا کہ ناگپور والے سے ملکر کچھ فساد اُٹھاوے لیکن ادھر تو
لارڈ لیک صاحب نے ڈیک اور لسواری اور دلّی اور اُدھر جنرل ولزلی نے
اسائی اور ارگانو کی لڑائیون مین ہلکر اور سیندھیا کے دانت ایسے کھٹے
کیے کہ آخر کو ۱۸۰۳ع مین ناگپور کے راجا نے توکٹک کا ضلع اور سیندھیا نے
بالکل انتربید یعنی گنگا اور جمنا کے بیچ کا ملک انگریزون کو دیکے اپنا پیچھا
چھڑایا پھر تو اس نئے ملک کے ہاتھ لگنے سے انگریزون کی عملداری
دلی تک پہنچ گئی وہان اس زمانے مین شاہ عالم بادشاہ قلعے کے اندر سیندھیا
کی قید مین پڑا تھا لارڈ ولزلی نے اُسکو قید سے چھڑا کر گذارے کیواسطے
ایک لاکھ روپیہ مہینے سے کچھ اوپر اسکی تنخواہ مقرر کر دی پھر تھوڑے
روز بعد نیپالیون نے اپنی حد سے قدم باہر نکالا اور بڑھتے بڑھتے وہ

کانگڑے تک پہنچ گئے جب پہاڑ سے اُتر کر ترائی مین انگریزی رعیت کو
تنگ کرنے لگے تو سرکار نے اُنکو بھی نصیحت دینا مناسب سمجھا تب ۱۸۱۴ع
مین ملون کے قلعے پر اُنکی فوج کو شکست دیکے کالی ندی کے پچھم طرف
کے پہاڑ تو اپنے دخل مین کر لیے اور پورب طرف کے اُنکے پاس رہنے دیے
اگرچہ باجی راو نے اپنی مصیبت کے وقت مین انگریزون سے قول قرار
کر لیا تھا لیکن دل مین اُنکے ساتھ دغا کی نرد کھیلا چاہتا تھا یہان تک کہ
اُسنے تاریخ ۶ نومبر ۱۸۱۵ع کو پونا کے درمیان رزیڈنٹی مین آگ لگادی
اور انگریزی سپاہی جو تھوڑے سے وہان رہتے تھے اُنکا مقابلہ کیا
اور ادھر سے سیندھیا کا بھی ایک خط نیپال کے راجا کے نام ایسا
پکڑا گیا کہ جس سے اوسکی جانی دشمنی انگریز کے ساتھ ثابت ہوگئی
پنڈارون نے بھی قریب پچیس ہزار سوار کے اکٹھا ہو کر سارے ملک
مین لوٹ مار مچا رکھی تھی ملک کے کاردار بھی سرکار کے مخالفون کی
طرفداری کرتے تھے امیر خان ٹونک والا اپنے پٹھانون کے ساتھ
راجپوتانے کو تباہ کر رہا تھا یہان دیکھا چاہیے خدا کی قدرت اور مرضی
کو کہ اگرچہ اُسوقت مین ہر ایک طرف ہل چل پڑ گئی تھی اور سارے
ہندوستان مین فساد کی آگ بھڑکتی چلی تھی مگر لارڈ ہیسٹنگ صاحب
جو اُس زمانے مین گورنر جنرل تھے اُنھون نے اس ہوشیاری کے

ساتھ سبکا بند وبست کر لیا اور اپنی فوج کو چارون طرف اس ڈھب سے دوڑا دیا کہ اُدھر تو سیندھیا کو جو کچھ سرکار نے فرمایا سب مان کر لچھوتانے سے اپنا اختیار بالکل اٹھا لینا پڑا اور اُدھر امیر خان نے اپنا توبخانہ سرکار کے حوالے کر دیا باجی راو پیشوا نے بھی سرکاری خزانے سے آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ پنشن لیکر بٹھور مین گنگا کو سینا اختیار کیا اور ہلکر کی فوج نے مہید پور مین شکست کھا کر سرکار کی اطاعت دل وجان سے قبول کی پھر تو ناگپور کا راجا اپنے قصور کے ڈر کے مارے اپنا ہی ملک چھوڑ کر بھاگ گیا چنانچہ سرکار نے اسکا کچھ تھوڑا سا ملک لیکر باقی اسکے وارثون کو دے ڈالا پنڈارے اسقدر قتل ہوے کہ نام کو بھی باقی نرہے جو کچھ جیتے بچے وہ لوٹ مار چھوڑ کر کھیتی باڑی کرنے لگے الغرض ۱۸۱۸ء مین مرہٹون کی لڑائی بالکل فتح کے ساتھ ختم ہو گئی اور سب طرف سے امن چین کی راہ کھلی کابل کی لڑائی کے وقت سندھ کے امیرون نے کراچی اور ٹھٹھا سرکار کو دے ڈالا تھا اور سندھ ندی کی راہ سے محصول اٹھا لینے کا اقرار کئی باتون کے ساتھ سرکار سے کیا تھا لیکن دغا کر کے اپنے قول قرار سے پھر گئے تب ۱۸۴۳ء مین سرکار نے انکو بھی اُس ملک سے خارج کر کے وہان بالکل اپنا عمل دخل کر لیا بعد اسکے ۱۸۴۵ء کے اخیر مین سکھون نے ستلج پار اُتر کر سرکار پر چڑھائی کر دی لیکن آخر کو جیسا کیا ویسا پھل پایا پہلے تو سرکار نے

۱۸۴۶ء انکا صرف جالندھر دواب اور ستلج کے اس پار کا ملک ضبط کر لیا
اور قصور معاف کر کے دلیپ سنگھ کو لاہور کی گدی پر بحال رکھا لیکن پھر بھی
جب یہ لوگ لڑائی بھڑائی سے باز نہین آئے اور بہت عرصے تک لڑتے
رہے تب ۱۸۴۹ء مین سرکار نے بالکل انکا ملک ضبط کر کے اپنی عملداری مین
شامل کر لیا اور دلیپ سنگھ کو پنجاب سے نکالکر گذارے کے لیے دس ہزار روپیہ
مہینا اوسکا مقرر کر دیا اب اٹک سے کٹک تک بالکل انگریزی عملداری
ہی اور ہمالیہ سے سمندر تک انھین کا ڈنکا جاری ہی بلکہ پورب اور پچھم مین
ہندوستان کی اصلی سرحد سے بھی زیادہ انکی عملداری بڑھتی چلی

غدر کا حال

سبب برپا ہونے غدر ۱۸۵۷ء کے بہت کچھ صاحبان انگریز بہادر نے لکھے ہین
اور خلاف آن باتفاق اُنکے اہل ہند نے بھی اسباب اسکے تحریر کیے ہین
غرض تقدیر الٰہی ہونہار بات تھی جو ہوئی مگر غدر مین تین قسم کے لوگ تھے
۱ عام لوگ بانی غدر کے اور باغی سرکاری فوج کے تھے ۲ سرداران
باغی مثل شاہ دہلی اور بیگم اودھ اور نانا پیشوا مع لواحقین وغیرہ کے جو
اپنے اسلاف کے ملک و مملکت سے محروم اور اسکے مدعی تھے ۳
بیکار اور نوکری پیشہ اوباش اور وہ لوگ جنکا پیشہ رہزنی تھا فقط

لیکن سرکار کی قدرت اور نیت نے اس مواد فاسد کو جڑ سے ایسا
دفع کیا کہ اب ہندوستان مین اسکا اثر باقی نہین ہی

ذکر عہد دولت ملکہ معظمہ شہنشاہ انگلند وہند خلداللہ ملکہا

سنہ ۱۸۵۸ع مین ملکہ معظمہ یعنی کوئین وکٹوریا نے اس ملک کا انتظام کمپنی
سے لیکر اپنے ایک وزیر کے سپرد کر دیا اور اُنکے مدد کیواسطے بارہ صاحبان
جلیل الشان کی ایک کونسل بھی مقرر کر دی اسی وزیر کا لقب سکرٹری
اف اسٹیٹ فار انڈیا ہی سارا انتظام وزیر کے اختیار مین ہی وہی صاحبون
کو اس ملک کے عہدون پر مقرر کرکے وہان سے بھیجتا ہی اور یہان
پر گورنر جنرل کو باتفاق رای کونسل اختیار دے رکھا ہی گورنر جنرل کے
تحت مین مندراج و بمبئی کے گورنر اپنی اپنی کونسل سمیت اور آگرہ او
پنجاب کے لفٹنٹ گورنر اور بنگالے کے ڈپٹی گورنر اور اودھ اور ناگپور
کے چیف کمشنر مقرر ہین اور پھر سوائے پنجاب کے چارون گورنرون
کے زیر حکم چار چار صدر دیوانی اور صدر نظامت عدالت اور چار
بورڈ ریونیو اور انکے تابع ہر ایک ضلع مین کمشنر و جج مجسٹریٹ کلکٹر وغیرہ
اپنا اپنا کام کرتے ہین پنجاب اور اودھ ناگپور میسور مین صدر دیوانی و
نظامت کی جگہ جوڈیشل کمشنر اور بورڈ کی جگہ فنیانشل کا تقرر ہی

اور کمشنر کے نیچے اکثر ضلعون مین حاکم ضلع ڈپٹی کمشنر کہلاتے ہین کلکتہ
مندراج بمبئی مین انگریزون پر نالشات سننے کے واسطے عدالت
سپریم کورٹ مقرر ہی کلکتہ مندراج بمبئی ان تین احاطون کیواسطے کمانڈر انچیف
ولایت سے مقرر ہوکر آتے ہین لیکن کلکتہ والا کمانڈر انچیف دونون پر غالب
ہی اسوقت ہندوستان مین فوج گورہ اسّی ہزار سے کم نہین ہی فقط

رونق تازہ

سرکار کے عمل سے جابجا سڑک اور ریل اور تار برقی اور چوکی تھانہ اور ضلعبندی
اور آمدورفت بلامزاحمت اور اجراے کشتی وجہاز و نہر اور انتظام ملک
کے ایین اور دارالشفا ومطابع اور اخبار اردوزبان اور انگریزی اور
مدرسہ اور ڈاک اور معانی محصولات اکثر اشیا سے اب ہند مین
رونق اور امن وآسایش بدرجہا زیادہ ہی زراعت کی بھی ترقی ہی مگر یہ
کیفیت سرکاری علاقون تک ہی رجواڑون کا حال کم کم بدلا ہی اور اب
روز بروز بدلتا جاتا ہی چونکہ اکثر تجارت اہل یورپ کے ہاتھ مین ہی اور
اشیاے ولایتی کے آگے اشیاے ہند بیقدر ہوگئین سو لمبے اسکے ہند
مین نوکری پیشہ بہت لوگ ہین جو اکثر بیکار رہین اسی وجہ سے تمام باشندے
ہند کے صورت آسودگی کما حقہ نہین رکھتے بالدار اور امرا لوگ تن پروری

اور عیاشی کے سبب اپنے دخل و خرچ کا انتظام کم رکھتے ہین اُس وجہ سے جلد تباہ ہو جاتے ہین فقط

جدول ریاستہای ہندوستانی

نمبر	نام ریاست	وسعت میل مربع	آمدنی سالانہ	کیفیت
۱	اودیپور	۱۱۶۰۰	۱۲ لکہ ۵ ہزار	یہ ریاست قدیم ہی نوشیروان [illegible] واقع راجستان
۲	الور	۳۵۰۰	۱۰ لکہ	والی ریاست جوان سرکار سے اس سال مسندنشینی و اختیار عطا ہوے واقع راجستان
۳	اندور	۸۰۰۰	۱۲ لکہ	انتظام اچھا والی ہوشیار
۴	اجی گڑھ	۰	۳ لکہ ۲۵ ہزار	واقع بندیل کھنڈ
۵	ارچھا	۰	۷ لکہ	ایضاً صدر ٹڑی ہی
۶	بانسوارہ	۱۵۰	۲ لکہ	جنوب اودے پور
۷	برودھ	۲۴۰۰۰	۷۰ لکہ	ملک زرخیز اور آباد والی عاقل و صاحب اشتہار
۸	بسھر	۰	۱ لکہ	
۹	بجاور	۰	۱۲ لکہ ۲۵ ہزار	واقع بندیل کھنڈ
۱۰	بوندی	۲۲۰۰	۱۰ لکہ	شہر لاٹو دیہی اور کٹاری یہاں کی مشہور ہی
۱۱	بہاولپور	۲۰۰۰۰	۲۵ لکہ	انتظام خیریت والی حال بیدار مغز

نمبر	نام ریاست	وسعت میل مربع	آمدنی سالانہ	کیفیت
۱۲	بھوپال	۷۰۰۰	۲۵ لکھ	والیہ بڑی عاقل وہوشیار انتظام قابل تعریف
۱۳	بھرت پور	۲۰۰۰	۲۰ لکھ	ملک آباد والی صغیر سن
۱۴	بیکانیر	۱۷۰۰۰	۲۰ لکھ	والی مہذب اور لائق و نام آور
۱۵	پٹیالا	۵۰۰۰	۲۵ لکھ	ملک آباد رعیت آسودہ اہلکار بڑے لائق والی ہوشیار
۱۶	پنا	۰	۴ لکھ	ہیرے کی عمدہ کان یہین ہی
۱۷	پرتاب گڑھ	۱۵۰۰	۲ لکھ	شجر کمیاب آب سراب
۱۸	ترپوانکوڑ	۵۰۰۰	۴ لکھ	ملک سیر حاصل زرریز ہی
۱۹	ٹونک	۱۸۰۰	۱۰ لکھ	حاکم حال بہت دیندار و متشرع
۲۰	جودھپور	۳۵۰۰۰	۷ لکھ	باشندے یہان کے افیونی اور والی شوقین خوش اوقات انتظام و اہلکار رسمی
۲۱	جی پور	۱۵۰۰۰	۸۵ لکھ	والی عاقل بیدار مغز اہلکار لائق انتظام غنیمت
۲۲	جیسلمیر	۱۲۰۰۰	۱ لکھ	شہر اجاڑ باشندے کم
۲۳	جیند	۰	۵ لکھ	والی مدبر و منتظم اہلکار اچھے
۲۴	چارکھاری	۰	۴ لکھ	عرف چھ گھڑی والی صغیر سن
۲۵	چھترپور	۰	۳ لکھ	
۲۶	چمبا یعنی سکیت منڈی	۰	۵ لکھ	آب وہوا اصل علی

نمبر	نام ریاست	وسعت میل مربع	آمدنی سالانہ	کیفیت
۲۷	دتیا	۰	۱۰ لکھ	واقع بندیل کھنڈ
۲۸	دھارا	۱۰۰۰	۴ لکھ ۷۵ ہزار	دارالحکومت راجا بھوج و باجی راو پیشوا والی پونا
۲۹	دھول پور	۱۶۲۵	۷ لکھ	انتظام و اہلکار رسمی والی غافل و لیعہد قابل
۳۰	دیواس	۰	۴ لکھ	محلات و قلعہ و مسجد و تالاب و مقبرہ حسین شاہ قابل دید ہی
۳۱	دونگرپور	۱۰۰۰	۴ لکھ	جھیل پہ بند سنگ مرمر قابل دید
۳۲	ریوان	۱۰۰۰	۲۰ لکھ	انتظام غنیمت اہلکار کم والی عالی منش و جوانمرد
۳۳	رامپور	۷۰۰	۱۱ لکھ	ملک سیراب سیر حاصل انتظام چست والی قابل صاحب اشعار
۳۴	ساونت واڑی	۱۰۰۰	۲ لکھ	ملک کوہ و جنگل و بیہڑ تسلط سرکار کا راجا کو بعد منہائی صرف کے مابقی ملتا ہی
۳۵	سروہی	۳۷۰۰۰	۱ لکھ	سروہی کی تلوار مشہور ہی
۳۶	سمتھر	۰	۴ لکھ ۲۵ ہزار	واقع بندیل کھنڈ
۳۷	سکم	۱۶۰۰	۰	کوہ دارجلنگ مشہور و مذہب بدھ آدمی بلا خور
۳۸	فرید کوٹ	۰	۲ لکھ	قریب فیروز پور پنجاب ہی
۳۹	قرولی	۱۹۰۰	۵۰۰۰۰	والی صاحب حوصلہ
۴۰	کہلوار	۱۶۰۰	۱ لکھ	جس صدر بلاسپور ہمالہ پنجاب کوہ پر فضا دلکشا
۴۱	کپورتھلا	۰	۱۰ لکھ	ملک آباد رعیت شاد اہلکار خیر خواہ والی متین عاقل

نمبر	نام ریاست	وسعت میل مربع	آمدنی سالانہ	کیفیت
۴۲	کچھی	۲۰۰۰	۸ لکہ	جنگل وجھیل آب شور برسات عالم آب سیر عجیب نگ نما
۴۳	کشمیر معجمو	۲۵۰۰۰	۵۰ لکہ	والی عاقل اہلکار سرکار خیرخواہ ملک آباد رعایا شاد
۴۴	کشنگڑھ	۷۰۰	۴ لک	
۴۵	کوٹانا	۶۵۰۰۰	۳۵ لکہ	ثلث اولاد ظالم سنگھ کو جسنے نابالغی راجا مین کام کیا سرکار نے دلادیا وہ جھالرا پاٹن مین ہین
-		—۲	۱۱	
۴۶	کوچی	۲۰۰۰	۵ لکہ	عرف کوچین اب تحت سرکار یہ شہر اور کوٹا کے محلات عمدہ
۴۷	کولاپور	۳۵۰۰۰	۵ الکہ	کوہستان مین لب دریا ہی
۴۸	گوالیر	۳۳۰۰۰	۸۰ لکہ	علاوہ جاگیرات کے مالوہ زر خیز رعایا آسودہ ملک آباد جنگل بھی ہی والی مدبر جرار شمس الامرا صاحب اسبا فوج مثل اہلکار لائق
۴۹	گھڑوال	۴۵۰۰۰	۱ لکہ	ملحقہ بسائر وکوہستان
۵۰	مالیر کوٹھ		۲ لکہ	قدیم خاندان ہی
۵۱	منی پور	۷۵۰۰	۱ لکہ	باشندہ معتقد دیوی برہنہ وجنگلی کوہ کثیر تسلط سرکار
۵۲	میسور	۳۷۰۰۰	۷۰ لکہ	تسلط سرکار
۵۳	نابھہ	۵۵۰۰	۷ لکہ	والی عاقل یہ راج پنجاب مین ہی
۵۴	نیپال	۸۰۰۰	۳۲ لکہ	سرکار سے عہدنامہ وآشتی ہی

اوده

تواریخہاے ہنود عموماً کتب سنسکرت سے مستنبط ہے کہ قدیمی نام اسکا اوتر
کوشل ہے اور ابتداے آبادی منوجی موجد اصول دہرم شاستر سے بتائی ہین
اور دفتر شاہی اور انگریزی مین صوبۂ اوده لکہا جاتا ہے اور قدیم سے اوده یعنی
مقام اجودہیا دار الامارة وحاکم نشین رہا اور ہندو لوگ مولد ودار السلطنت
مہاراجہ رام چندر جی سے خاص اوده اور اوسکے مضافات کو ایک مہاتیرت
جانتے ہین عہد سلطنت مہاراجہ رام چندر مین اوده کا دار السلطنت اجودہیا
تہا کہ جسکا طول ایک سو اٹہائیس کوس اور عرض چھبیس کوس تہا یہ ملک بسبب کثرت دریا
اور ندیون کے ہندوستان کا گویا ایک باغ تہا کثرت آبادی وزراعت
ومردم شماری وپیداواری وآمدنی مین ہندوستان کی اور بلاد سے
جو اکثر مقابلہ ہوا سب باتون مین صوبۂ اوده کو ترجیح رہی یہان پہاڑ بالکل نہین
زمین ہموار اس ملک مین لاجورد کی کان ہے اور یہان کا لاجورد نہایت
عمده اور صاف ہے ۔

زراعت یہانکی نیشکر چانول افیون تو مشہور ہے باقی ہر قسم کی پیداوار
اور پہول پہل افروت اور زائد اب انگریزی زمانے مین نیل روئی افیون
کی زراعت کثرت سے ہو چلی ہے قبل تسلط اہل اسلام بطور خود یہانکے
لوگ اپنا گذران قناعت سے کرتے تہے انقلاب عملداریون سے

کچھ نکچھ ہل چل ہوتی رہی علی الخصوص اخیر زمانہ تیموریہ مین بہت بڑا نشیب و فراز
ہوا جو تواریخون سے خود معلوم ہوگا اب عہد انگریزی مین ہر ضلع تعلقہ داری
مین ایسا بندوبست ہوگیا ہے کہ سرکار کو اب کسی نوع کا دغدغہ نہین اور
ہمیشہ سے اس ملک مین معافی اور شکلب بہی بہت سے ہے کہ اوس سے
گذارہ یہانکی خلائق کا ہوتا تہا دعاگو حاکم وقت رہتے تہے اور اپنی قسم
کے کمالات حاصل کرتے تہے اب اکثر معافیان اور جاگیرین حین حیات
ہین بڑے دریا و ندیان اس ملک کے بیشمار کیے گئے ہین گنگا گہاگرا
گومتی راپتی سرجو و جوکا اور بہی بعض ندیان ہین جو بارہون مہینے رواں
رہتی ہین مالگزاری کا بندوبست عہد شاہی مین اور اس زمانے مین
بہی نصفی کا ہے اور اب بندوبست پختہ بہی کئی ضلعون مین ہوگیا تو بہی
قریب قریب سے ہے بندوبست بحال رہے رعایا اور ملک کی آبادی
اور بہتری ملائم بندوبست کے سبب سے متصور ہے۔ محاصل یہانکا
اگرچہ پختہ ڈیڑہ کرور کا عہد شاہی مین مشہور ہے مگر کبہی ایک کرور بہی داخل
خزانہ نہوا اگر اب جو مالگزاری کا بندوبست سرسری کیا گیا ہے البتہ قریب
ایک کرور ۲ لاکہہ ہے سوا سے لسکے اور آمدنی ملاکر کل مبلغ یک کرور ۲۵ لاکہہ
اسقدر ہین اس ملک مین اب سرکاری فوج بہی اکثر ہے اور پولس کے
بندوبست سے جنگی سپاہ کو زیادہ تر امداد اور کام کے دینے کی ضرورت

نہین ہوتی ۔ اس زمانے مین دارالحکومت لکھنؤ کی حدود یہ ہین اوتر
کی طرف نیپال کی ترائی ہے اور دکن گنگا اور راوسیار کانپور کا ضلع جانب
شرق گورکہہ پور اور جونپور اور غرب فرخ اباد اور شاہجہان پور ۔ اس ملک
مین قبل ۱۸۶۳ع چار کمشنری تہین اب صرف تین کمشنری رہ گئین لکھنؤ
خیراباد فیض اباد ان تینون کمشنری کے ضلع ضلع کی مختصر یہہ کیفیت
ہے قسمت لکھنؤ کا پہلا ضلع

لکھنؤ

یہہ ضلع دارالحکومت اس صوبے کا ہے یہ شہر لب گومتی دکن رویہ
اباد ہے گومتی کی دونون طرف آبادی سے تخمیناً تین لاکہہ آدمی کی
بستی ہے ۲۶ درجہ ۱۵ دقیقے اونتر عرض ۸۰ درجہ ۵۰ دقیقہ پورب طول
مین دارالامارہ کلکتے سے گوشہ شمال ور مغرب کی طرف بسا ہوا ہے ۔
اصل نام اسکا لکہش نامی بتلاتے ہین ۔ اور بعضے لوگ ایسا ہی کہتے
ہین کہ نمیشارن جہان سوت جی ساٹھہ ہزار منیون یعنی زاہدون کے
ساتھہ جلسے مین پران سناتے تہے اسی مقام پر تہا اصلی نام اسکا لکہمش
ناوتی ہے ۔ اور بعضے لچھمن پور کہتے ہین اصل دونون کی ایک ہی ہے
یعنی مہاراج لچھمن برادر خرد راجہ رام چندر جی نے بسایا شہر لکھنؤ کی دارالحکومت
ہونیکا دعوی ہر چند جلوس نواب آصف الدولہ سے ہے جسکو عرصہ اسی برس کا

ہوا ہے مگر مدت مدید سے یہ شہر ازبس معظم اور مشہور شہر ہاے اودھ سے
تھا فی زماننا جہان شہر لکھنو آباد ہے اوس مقام پر ۴۲ دہات آباد تھے
جنکے نام اسماے محلات سے جو اونکی جگہہ آباد ہین مفہوم ہوتے ہین
اور مابقی دہات کے نام و نشان مفقود ہو گئے ہین اور بجز کتب قدیمہ
اور کسی علامت سے اونکے نام دریافت ہو نہین سکتے ناف شہر لکھنو وہ
بلند مقام متصل پل پختہ کے ہے جہان ایک مسجد نامزد شاہ پیر محمد صاحب
موجود ہے اور جسکو بنام لچھمن ٹیلہ مشہور کرتے ہین اس جانب یعنی بجانب
ٹیلہ مذکور کے ایک گانون بنام لچھمن پور آباد تھا اور اوسی گانون کے
نام سے یہ شہر لکھنو مشہور ہوا۔ ایک قدیم روایت ہے کہ شہر اجودھیا
جبکہ خاندان راجپوتان سورج بنسی اس شہر مین حکمران تھے ایسا بڑا
وسیع شہر تھا کہ آبادی شہر اجودھیا سے جواب آباد ہے شہر لکھنو تک
بلا فاصلہ آباد تھا۔ یہ روایت اس وجہ سے قرین قیاس ہو سکتی ہے
کہ لچھمن جی جو آباد کنندہ لچھمن پور کے تھے بھائی سری رام چند کے تھے
جنہون نے اجودھیا کو آباد کیا تھا اور یہ دونون بھائی کبھی جدا نہوتے
تھے اس نظر سے ظن غالب ہے کہ دونون نے آبادی اپنے اپنے
شہر کی بھی متصل ایک دوسرے کی ہو غالب ہے کہ آبادی لچھمن پور
کی برہمنون کی تھی اور چند خاندان شیخ جو سنہ ۱۰۱٦ء مین ہمراہ فوج سید سالار

غازی میان برادر زادہ محمود غزنوی اونکو مغلوب کرکے خود اونکے ملک پر
مسلط ہوگئے تھے اوس وقت مین اہل اسلام اس ملک مین آئے تھے
گواب ہر ایک خاندان اہل اسلام بیان کرتا ہے کہ وہ ہمراہ فوج سپہسالار کے
یہان آئے ظاہرا اونکی آمد اور قیام اس ملک مین بتدریج ہوا ہوا ور غالب
کہ نسو برس کے عرصے سے آبادی اونکی یہان قرار پائی ہو یہ خاندان شیخ
جو ہمراہ سپہسالار کے آیا تھا اونہون نے ملک مین بڑی عظمت و شان
پیدا کی یہانتک کہ فوج مین سے اونکے خاندان کے کئی شخص علاقہ صوبہ داری
پر ممتاز ہوگئے تھے اول اول لوگون نے تجویز تعمیر قلعے کی کری اور یہ
قلعہ استحکام مین بہت مشہور ہوا اور یہ قلعہ اوس مقام پر تعمیر کیا گیا تھا جہان اب
قلعہ بھی بھون مشہور ہے — اور روایت اسطرح پر مشہور ہے کہ اوسکی تعمیر ایک
اہیر کے ذمے تھے جسکا نام لکھنا تھا اس وجہ سے اوسکو قلعہ لکھنا کہتے
تھے اور چونکہ یہ خاندان شیخ بہت ذی رتبہ تھا اور کثرت اشخاص اوسمین
تھی اسلیے اوسکے گرد و پیش مین اکثر آبادی ہوگئی اور یہ دونون آبادی
کے نام یعنی بھین پور اور لکھنا کے نام سے مخلوط ہوکر لکھنو ہوگیا اب یہ امر
تحقیقاً معلوم نہین ہوتا کہ یہ نام لکھنو اس آبادی کا کب سے کہا گیا مگر اسمین شک
نہین کہ یہ آبادی قبل از عہد اکبر شاہ بنام لکھنو مشہور تھی شیخان لکھنو ایک قصہ
اثبات بزرگی اس شہر کا بیان کرتے ہین کہ جب ۱۵۴۰ع مین ہمایون بادشاہ

واسطے جنگ شیر شاہ بادشاہ جونپور کے جو بعد ازان شہنشاہ دہلی ہوگیا روانہ ہوے
اور اثناے راہ مین بمقام لکھنو چار گہنٹے استراحت فرمائی تہی باوجود اسکے کہ
فوج شکست خوردہ و دل شکستہ تہی اور ایسے وقت مین رعایا بہی فرمانبردار نہین
رہتی مگر تاہم اس عرصے قلیل مین فوج مذکور نے واسطے شہنشاہ کے دس ہزار
روپیہ اور پچاس راس اسپ بہم پہنچاے تہے اس قصے مین ہر چند مبالغہ ہو
مگر یہ بات ظاہر ہے کہ اوس زمانے مین بہی شہر لکھنو آباد و مالدار تہا غرض کہ
زمانہ آصف الدولہ سے تا عہد واجد علی شاہ آبادی بڑہتی گئی بلکہ کسی زمانے
مین آدمیون کا بن مشہور تہا اور عہد سلطنت مین پانچ لاکہہ سے زیادہ سکونت
بتاتے ہین اس شہر مین کتنی سڑکین بہت سے کٹرے اور ٹولے اور
محلے آباد ہین جس محلے مین شیخ مینا صاحب کی درگاہ تہی اب وہ محلہ تو مسمار
ہوگیا لیکن درگاہ موجود ہے اکثر لوگ پنجشنبے کو فاتحہ کے واسطے وہان جاتی ہین
سوا اسکے اور بہی زیارت گاہ اہل ہنود و اہل اسلام کی ہین جنکی تفصیل طول ہے
- باغات اس شہر مین اکثر اور میوجات ہر قسم کے نہایت تحفہ انبہ و خربزہ
اور کوے مشہور ہین - کوچے یہان کے تنگ اور غلیظ مگر اب صفائی
شہر کے لیے کمیٹی سے تدارک ہوتا جاتا ہے اور اب سڑکین بہی وسیع اور
فراخ نکلی ہین اور نکلتی جاتی ہین اور اب بہی اس ٹوٹی پہوٹی حالت پر شہر کو
کسی بلند مقام سے دیکہا جاے تو جہانتک نظر جاے وہانتک درخت

باغ مینار گنبد اور عالی شان مکانات اور بعض جگہہ چمکتی ہوئی سنہری کلسیان
نظر پڑتی ہین۔ حسین اباد اور چوک مین اچھی رونق ہوتی ہے۔ عہد
شاہی مین حجامون تک کے بدن پر دو شالے اور حلال خورون کے
پاؤن مین ٹاٹ بانی جوتی موجود تھی جسکے گہر مین جو لے پر توا بھی نہ تھا وہ
بھی بازار مین سینے پھرتے تھے لفافہ تو اس شہر کا مشہور ہو ابھی تک
یہان کے امراء اور رؤسا اور اہل وثائق سے شہر کی شان و شوکت کچہہ
مشتے نمونہ از خروارے باقی ہے۔ ہر قسم تجارت کی جنس موجود انگریزی
عملداری سے پہلے بادشاہی مکانات کے بڑی طیاریان ہتی تہین
قرینہ اور سجاوٹ دیکھکر انسان کی عقل دنگ ہو جاتی تہی جہاڑ کنول شیشہ
اور دیگر تکلفات کا کیا بیان ہو قصر جمشیدی کی شان و شوکت اوس سے
عیان ہو فرح بخش مبارک منزل اندراسن موتی محل شیش محل حسین اباد
کتب خانے لائق دید تھے اب بھی جو کچہہ مسماری و منہدمی سے محفوظ رہی
جسکا بیان آخر مین زیر کیفیت مکانات کے درج ہوگا قابل دید ہین
محرم یہان کا مشہور عالم ہے امام باڑے ایام محرم مین نور کے تقتے نظر
آتے ہین خصوصاً حسین اباد۔ لوگ لکھنؤ کے تراش و خراش بول چال
مین اور شہرون کی زبان کو اپنے برابر نہین جانتے بلکہ عموماً اتفاق ہے
کہ جیسا یورپ مین فرنچ ویسا ہی ہند مین لکھنؤ ہے۔ میلے بھی بہت کثرت

سے ہوتے ہین متل عیش باغ آٹھون کا میلہ سورج کنڈ نوچندی اور باقی حال
باشندون کا آخر مین لکھا جائیگا اس ضلع مین اگرچہ چھوٹے چھوٹے
قصبے بہت ہین مگر کاکوری کرسی ملیح آباد کاکوری کے مسلمان رئیس
بڑے نامور خدمات سرکاری پر اکثر جگہہ ممتاز اور عموماً اس قصبے کے
لوگ فارسی عربی مین مہارت کمال رکھتے ہین نواح شہر کی زمینداری مین
البتہ فائدہ آمدنی ترکاری و سبزی کی بہت زیادہ اور ہر موسم کی چیزین
فصل سے آگے اس شہر مین آکر فروخت ہوتی ہین دار الحکومت عمل
انگریزی مین بدستور لکھنو ہی قرار پایا صاحب چیف کمشنر بہادر اسی
جگہہ تشریف رکھتے ہین اس ضلع کے تعلقہ دار بھی اکثر شہر کی نزدیکی کے
سبب سے خوش وضع و پر تکلف ہین ـــــ زمین اس ضلع کی اوسط
درجے کی ہے ـ حضور تحصیل لکھنو کرسی موہن لال گنج ملیح آباد
یہ چار تحصیل ہین ـ

دوسرا ضلع دریاباد

اسکا صدر مقام لکھنؤ سے ۲۰ میل نوابگنج بارہ بنکی مین ہے یہ ایک قصبہ مختصر سا ہے اب ایک سراے پختہ نئی زیر اہتمام اہلکاران سرکاری تعمیر ہوئی ہے آب و ہوا اس ضلع کی بہت اچھی زراعت پر فلاحت ہے تعلقدار بھی اس ضلع کے نامی گرامی رعایا خوش اور اکثر تعلقہ دار اہل اسلام سے ہین جنگل کم ندیان اور جھیل سے سارا ضلع سیراب اور مقام ستر کھ مین ایک میلہ بھی ہر سال ہوتا ہے اور اب لکھنؤ سے نوابگنج ہوتے ہوے فیض آباد تک سڑک پختہ طیار ہوگئی ہے اور ایک اسکول بھی زیر اہتمام ضلع کے جاری ہے اور اس ضلع مین تحصیل ہاے مفصلۂ ذیل یہ ہین نوابگنج خصوصاً تحصیل ردولی دریاباد رام نگر +

تیسرا ضلع راے بریلی

یہ مقام لکھنؤ سے ۴۵ میل جانب مشرق مائل جنوب واقع ہے قصبہ پرانا مکانات کہنہ اور یہ ضلع قبل از تجویز جدید مقام کمشنری بیسواڑہ بھی رہا زمین عموماً اچھی اور ہر طرح کی قابلیت زراعت اور تعلقہ دار بڑے بڑے ہین اور آسودہ اور مرفہ الحال ہین لیکن ہندو خصوص

راجپوت کثرت سے ہین شاہزادہ سہدیو سنگھ خلف سردار شیر سنگھ
مہاراجہ پنجاب کو اس ضلع مین جاگیر عطا ہوئی ہے اسلیئے وہ بھی
یہان رہتے ہین اور بعض بعض انگریز جو اس ضلع مین تعلقدار
ہین اونھون نے نیل اور پنبہ کی زراعت مین توجہ کی ہے
راے بریلی ڈلمؤ بچھرانوان حیدرگڑھ یہ چار تحصیل ہین +

چوتھا اونام

لکھنؤ سے ۴۰ میل جنوب اسکے گنگا اسکے پار کانپور ہے
صدر مقام اسکا اونام ہے بندوبست پختہ سے رفاہ رعایا برایا
ہوا ہے تعلقہ داری بہت کم ہندو مسلمانکی آبادی ہے برہمن اور
راجپوت زیادہ ہین عموماً اوسط درجہ کی زمین خاص مقام اونام
شیخون کا آباد کیا ہے شاید یہ پرانے خاندان شیخون سے ہین اور
اب بھی اونکے خاندان سے لوگ موجود ہین اس ضلع کا انتظام
بہت اچھا اور رعایا کمال خوش حضور تحصیل اونام نوابگنج
پوروا صفی پور یہ چار تحصیل ہین +

قسمت خیرآباد

ضلع ہردوئی

مقام ضلع کا خاص ہردوئی لکھنؤ سے ۰ء میل ہے یہ ضلع بہت وسیع ہے
حدود غربی ملحق ہین فرخ آباد اور جنوبی حد گنگا سے ملتی ہے اس ضلع
کی زمین متوسط آدمی بھی عموماً اچھے اور بانگر جہاں کے جو مشہور
ہین اسی ضلع مین واقع ہے اس ضلع مین اچھے اچھے قصبے
بلکہ بطور شہر آباد ہین سندیلہ بلگرام شاہ آباد گوپامؤ کٹیاری
لیکن ضلع کا دار الحکومتہ بہت خراب موقع پر آباد ہے اہل معاملہ
کو بوجہ نہونے گھرونکے تکلیف ہوتی ہے لیکن اب آباد ہوتا
جاتا ہے جنگل بھی اکثر واقع ہین اور بہت کچھ نیلام بھی ہوگئے
اور اونمین آبادی ہوتی جاتی ہے ہندو و مسلمان دونون مذہب
کے رئیس اعظم تعلقہ دار ہین چودہری حشمت علی رئیس سندیلہ
اور راجہ ہردیو بخش کٹیاری کے بڑے عالی نژاد اور نامور ہین
سوا انکے اور اور بھی رئیس تعلقہ دار خصوصاً اہل اسلام سے
زیادہ تر باوضع اور پر تکلف ہین اب اس ضلع مین مدرسہ
حاکم ضلع کے اہتمام سے اجرا ہے اور ترقی پر ہے ہیڈ ماسٹر
اور مدرسون کی لیاقت قابل تعریف ہردوئی حضور تحصیل
شاہ آباد سندیلہ بلگرام یہ چار تحصیل ہین +

دوسرا سیتاپور

مقام دار الحکومتہ کمشنری و ضلع کا ہے خیرآباد سے جانب شمالی
۶ میل لکھنؤ سے ۶۰ میل ہے حکام کی نیک نیتی سے اس ضلع
مین یوماً فیوماً برکت ہے تعلقدار اور رئیس قدیمی سے یہ ضلع
گلزار ہے زمین بہت اچھی گنجایشی کئی قصبہ نامی مثل خیرآباد
باڑی لسوان رامپور اور ضلع کے صدر مقام سے کچھ فاصلے
پر مصر کھ اور اوسکے قریب نمیسار مین یہ دونون مقام متبرک
اور پرانے ہین اور نمیسارن وہ مقام ہے جہان سوت جی نے
پوران سنایا گومتی اوسکے تلے بہتی ہے اسکے نزدیک ایک حوض
برحھاورت نام کا ہے اسکا پانی اندرہی اندر جوش کھاکر ایسا چکر
کھاتا ہے کہ آدمی کو مقدور نہین کہ اوسمین غوطہ لگاسکے یہی
وہ مقام ہنود کے نزدیک ہے کہ انقلابات زمانہ سے جب بید
اور پوتھیان علوم و فنون کی جو ضائع ہوگئین تھین اس مقام
پر اونکی از سر نو ایجاد ہوئی اور حضرات رشیت کیش پاک باطنون
کی رہنمائی سے پھر علوم اور پرانی سنسکرت کی پوتھیون کا ظہور
ہوگیا اوسکے قریب ایک سرچشمہ ہے کہ وہ گومتی مین ملتا ہے
ایک گز چوڑا اور چار اونگل گہرا ہے جب برہمن پوجا کرتے جانول

اُنہون کا سامان اوسمین چھوڑ رستے ہین اوسکا نشان نہین ملتا اور بھی اکثر عقائد مذہبی کی وجہ سے باتین مشہور ہین نمسارن مصرکھہ کا ہر سال ہین جب کوئی پرب ہوا میلہ ہوتا ہے اور معمولی میلہ ہر سال بڑی دھوم سے ہوتا ہے کئی سال سے حاکم ضلع اور صاحب کمشنر کی عنایت سے خیرآباد کے مقام پر ایک میلہ ہوتا ہے اس مین گھوڑے اور مویشی کثرت سے بکنے کو آتے ہین اور یہ قصبہ خیرآباد بہت قدیمی اور اکثر رئیس یہانکے نامور اور سرکاری خدمتون پر مامور ہین مکا خیاط کا امام باڑہ مشہور ہے نیشکر کی زراعت بہت اور کئی مقامون پر کھنڈسال بہی ہے بسوان مین قالین بنائے جاتے ہین اور تماکو بھی اچھا ہوتا ہے اور محمود آباد کی ریاست اس ضلع مین بڑی ہے یہ چار تحصیل کے مقام ہین حضور تحصیل سیتاپور بسوان باڑی مصرکھہ +

ضلع کھیم پور

لکھنؤ سے فاصلہ تخمیناً ٦٠ میل سیتاپور کے اوتر ٢٤ میل پر دارالحکومت ضلع ہے شمال اور غرب مین بہت بڑی حد نیپال کی پیلی بھیت اور شاہجہان پور اور بریلی اور مشرق مین بہرایچ

اور دریا باد کا ضلع ہے تعلقدار اور راجہ بہت پرانے ہین
زمین متوسط جنگل بکثرت اور شکاری جانور اس جنگل مین بہت
اور جانب شمالی ضلع مین بیماری ہمیشہ رہتی ہے اور گوکرن ناتہ
مہادیو کا مقام اس ضلع مین بہت متبرک گنا جاتا ہے دو میلے بہی ایک
سال مین ہوتے ہین اور معتقد صدہا کوس سے آتے ہین
حضور تحصیل لکھیم پور علی گنج محمدی یہ تین تحصیل ہین +

چوتہا بہرائچ

لکھنؤ سے بفاصلہ ۸۰ میل اوتر کی جانب ہے اس ضلع مین
بڑا علاقہ تعلقہ داری راجہ کپورتھلہ یعنی علاقہ بونڈی و درگاپور
اور بہی بڑے بڑے تعلقدار ہین حدود شمالی اس ضلع کی نیپال سے
ملتی ہوئی ہین یہ ضلع گھاگھرا اور راپتی ندیون کی وجہ سے
بالکل سیراب جنگل کی کثرت وگرینٹ بہی بہت سے ہے اور پیداواری
سب قسم کی ہے لیکن دھان بکثرت پیدا ہوتا ہے سرجو
اس ضلع کے تلے بہتی ہے سید سالار مسعود غازی کی درگاہ اور
رجب سالار کا مقبرہ اسی جگہ ہے سنتے ہین کہ رجب سالار
تغلق شاہ کے بہائی تہے اور سید سالار مسعود غازی کے حال مین اختلاف
ہے صحیح قول یہ ہے کہ قوم کے سید لیکن سلطان محمود غزنوی سے

بھی قرابت رکھتے تھے اور بعض کا یہ قول ہے کہ پٹھان تھے لیکن شہید ہوئے غرض درگاہ اونکی اہل عالم کی زیارت گاہ ہے سال مین ایک بار بڑا میلا ہوتا ہے دور دور سے لوگ منیدلی کے ہمراہ آتے ہین کتنے ہی سیاح بیوپاری بھی آتے ہین اقوام ارزال لال لال نیزون کے ساتھ ہزارون ڈفالی گاتے بجاتے ساتھ لیکر اپنی اپنی بستیون سے نکلتے ہین غرض جیٹھ کا پہلا اتوار اس میلے کا دن ہے عقائد مذہبی و جہالت سے معتقدین انواع و اقسام کی حرکات سے اس میلے مین شریک ہوتے ہین صدر تحصیل بہرائچ مقام بیر نان ارہ یہ تین مقام ہین ٭

تیسری کمشنری فیض آباد

پہلا گونڈہ

دار الحکومۃ ضلع کا ہے لکھنؤ سے فاصلہ ۶۷ میل فیض آباد سے ۲۴ میل شمالی ہے - گھاگرا کے کنارے یہ ضلع گورکھپور تک آباد ہے پیداوار ہر قسم روئی و نیل کی زراعت کے لائق زمین بہت ہے مہاراجہ دگبجے سنگہ صاحب بہادر بلرام پور کا تعلقہ اسی ضلع مین اور ایک حصہ تعلقداری مہاراجہ مان سنگہ صاحب بہادر قائم جنگ یعنی علاقہ تلسی پور بھی ہے - جنگل افتادہ بھی ہے

بڑے بڑے تعلقہ سوائے مہاراجہ بلرام پور و مہاراجہ مانسنگہ صاحب
بہادر کے بہت کم ہین آب و ہوا اچھی و مفرح ہے ۔ یہ مقامات
تحصیل ہین حضور تحصیل گونڈہ اوترولہ سعداللہ نگر طبگنج

فیض آباد

لکھنؤ سے ۸۰ میل کے فاصلہ پر ضلع کا دارالحکومتہ لب گھاگھرا
واقع ہے پرانا شہر دارالامارتہ اودہ مقام بنگلہ کے نام سے
۳ کوس کے فاصلہ پر آباد ہے یہ مقام ہندؤن کے عقائد مین
بڑا متبرک ہے دیس دیس کے مذہبی معتقد اس مقام پر آتے
ہین کیونکہ مولد و دارالحکومتہ مہاراجہ رام چندر جی کا ہے مرتاضون
کی اب بھی کثرت ہے ہنومان گڑھی اسی مقام پر ہے اب سرکار
سے مذہبی امور مین مراعات ہین ہر سال رام نومی یعنی چیت
کی نومی کو بڑا بھی میلا ہوتا ہے مہاراجہ مانسنگہ صاحب بہادر قائم جنگ
اور اونکے خاندان سے اکثر مقامات گھاٹ اور دیو استھان
یادگار ہے اندنون بھی مہاراجہ صاحب کی اعانت سے اسکول
اور ایک مدرسہ آموزش مذہبی فرائض کا جاری ہے جسکا مصارف
ہزار روپیہ ماہواری مہاراجہ موصوف نے اپنی ہمت عالی پر کیا ہے
فیض آباد کے قریب دو بڑی قبرین ہین طول اونکا سات سات

آٹھہ آٹھہ گز سے کم نہین عوام اونکو حضرت شیث اور حضرت نوح سے منسوب کرتے ہین اور ہر پنجشنبہ کو اکثر لوگ وہان جاکر فاتحہ پڑہتے ہین ۔ اور بعضون کے نزدیک رتن پور مین کبیر جولاہے کی قبر ہے یہ شخص سلطان سکندر لودی کے عہد مین تھا بنارس کے مقام مین عقائد ہنود مین عبادت کرتا رہا فقرا کے نزدیک موحد صاحب کمال تھا چنانچہ اوسکے طبعزاد اکثر دوہرے اہل مذاق کے وردزبان ہین ۔ شجاع الدولہ کے عہد کی آبادی بہت بتاتے ہین اور اب لکھنؤ سے اوتر کر صوبہ اودہ مین یہ شہر ہے ملک سیراب اور ہر قسم کی پیداواری وزراعت ہوتی ہے مہاراجہ مان سنگہ بہادر کا صدر علاقہ اس ضلع مین ہے اور یہ چار مقامات تحصیل ہین فیض آباد اکبرپور دوستپور پرتی پور +

سلطان پور

یہ ضلع شرقی وجنوبی حد فیض آباد سے بفاصلہ ۳۰ میل اور لکھنؤ سے بہ فاصلہ ۸۰ میل واقع ہے متوسط کیفیت ضلع ہے اور اشخاص ورعایا اچھے اور بڑے تعلقدار اس ضلع کے راجہ مادھو سنگہ صاحب بہادر گڑہ امیٹھی کے ہین زمین بہت اچھی قابلیت ہر قسم کی گومتی اور کئی ندیان اس ضلع مین ہین اور مقامات تحصیل

یہ ہین حضور تحصیل سلطان پور امیٹھی انھونا موہن گنج

پرتاپ گڑھ

یہ ضلع لکھنؤ سے بفاصلہ ۱۲۰ میل واقع ہے ضلع کا دار الحکومتہ بیلا گھاٹ ہے جنوب الہ آباد شرق جونپور حد ہین بلکہ صوبہ اودہ کی شرقی حد اس ضلع کی حدون پر ختم ہے یہ ضلع سب طرح سے اچھا رعایا آباد تعلقدار شریف وخوش اور بندوبست پختہ ہوتا جاتا ہے اور یہ مقامات تحصیل ہین حضور تحصیل بیلا گھاٹ پٹی بلکھر بہار سلون +

انتباہ

یہ کیفیت نہایت ہی مختصر ہے دوسری کتاب مفصل حالات ملک اودہ مین عنقریب طبع ہونے والی ہے اوس سے مشرح معلوم ہوگا — عہد شاہی مین یہ انتظام اضلاع نتھا صرف سرسری طور پر نظامت کبھی چار کبھی پانچ اور اون کے نیچے کے چکلہ دار ہوتے رہے اور مالگذاری کا انتظام تو کبھی نتھا اب سرکاری عملداری مین ہر جگہہ آبادی وزراعت کی کثرت اور فضل الٰہی سے تولید و تناسل حضرت بنی آدم کی بھی افزایش اللھم یوماً فیوماً مزید +

نواب سعادت خان برہان الملک

صوبہ داران اودھ کی ریاست کا مورث اعلی یہہ نواب ہوئے کہتے ہین کہ اصلی نام اس
نواب کا میر محمد امین عرف میان نصیر نیشاپوری ہے زمانۂ دولت بہادر شاہ ۱۷۱۱ع شاہجہان آباد
مین آیا اور عہد دولت محمد شاہ ۱۸۳۲ع مین جبکہ دہلی مین ہنگامۂ نادرشاہی ہوا تھا
تو اوسوقت مین اتفاقات و انقلابات وقت سے مقرب درگاہ بادشاہ ہوگیا بلکہ
خدمتین پسندیدہ اس سے ایسی وقوع مین آئین کہ متصدی عہدۂ وزارت کا تھا
چنانچہ اوسوقت مین عملداری اودھ مین ہر مقام پر بے انتظامیان ہو رہی تھین
واسطے انتظام صوبۂ اودھ کے مامور ہوکر آئے اور عہدہ سابق بہی بدستور بحال
رہا اس صوبے مین اوسوقت پشتہا پشت سے خاندان شیخ نواب عبدالرحیم خان
جو عہد اکبری مین صوبہ دار تھے زمیدارانہ اس صوبے پر قابض و متصرف تھے
بلکہ اس صوبے کی آمدنی بالکل خورد و برد تھی اور زمانہ کا رنگ دیکھکر در پردہ
سرکش ہو رہے تھے جبکہ نواب برہان الملک اس صوبے مین پہونچا تو لکھنو
مین آکر ٹھہرا اور بوجہ سد راہ ہونے شیخزادون کے کنارہ شہر مین بہی دخل
نہو سکا اور کئی مہینے تک لکھنو کے اکبری دروازے کی جنوبی جانب
خیمہ زن رہا اور کوئی تدبیر موافق حال نہوئی تو عیاری کو کام مین لایا شیخزادون نے
بظاہر اتحاد بڑہایا کہ خیال عداوت بکلی مخالفون کے دل سے مٹایا بعد چند

سعادت خان برہان الملک

ایک جشن مین شیخزادونکی دعوت کا اذن عام دیا چنانچہ وہ جمعیت کثیر سے ساٹھ
ہزار آدمیون کے ساتھ مہمان ہوے یہ موقع اور قابو پاکر کمین گاہ سے معہ
افواج سوارون کے حملہ آور ہوا اور ساری جماعت کو مع اونکے سردارون کے
اوسی جگہ ٹھکانے لگایا اور پھر سارے صوبے مین قابض ہوکر انتظام مہمات
مین نامآور ہوا - ایک روایت ہے کہ شیخون نے داب حکومت اور سیاست
دکھلانیکے واسطے محلہ مین دروازے پر شمشیر برہنہ لٹکا دی تھی کہ جب بادشاہ دہلی
کا صوبہ دار یا حاکم صوبہ داری اودہ پر مختار و مامور ہوکر آتا تھا تو اپنی دلیری و
شجاعت سے اوسکو تنگ کرتے تھے اور اوس سے اوس تلوار کا
سلام لیا کرتے تھے ×

× جب برہان الملک کا قبضہ اور تصرف شہر مین کما حقہ ہوا فوراً اوس تلوار
کو پہنکوا دیا اور بعد اوسکے سب بے کھٹکے اس صوبے پر مسلط رہا اوس زمانے
مین پچاس لاکھ روپیہ محاصل صوبہ تھا اور عہد برہان الملک مین صوبے کی
یہہ حدین تھین - دکہن گنگا - شمال دریاے راپتی و ترائی نیپال
- شرقی ملحق عظیم اباد - مغربی شاہ اباد ملحقہ فرخ اباد سنہ ۱۱۵۱ ہجری مین
شاہ جہان اباد دہلی ہوکر بعد ہنگامہ نادر شاہ وفات پائی اور شاہجہان آباد

× تہ محلہ یہہ مکان لکہنو مین شیخزادونکی حکومتگاہ تھی شاید مچھی بہون کے متصل
واقع تھا اب نام ہے نہ نشان ——

مین فن اور راجہ جی سنگہ اسکے بنانے مین کارپرداز تہا **قطعہ تاریخ**
ہوئی جسدم کتاب امجد عمر ادیب مرگ کی ہاتہوسی ابتر پی تاریخ کی جو فکر شایان
ہوا سال اسم ہی اوسکا اظہر قلم نے ذال ملفوظی کی اعداد کئی اسم سعادتخان سے باہر

مرزا محمد مقیم ملقب بلقب نواب صفدر جنگ

باپ اس نواب کا نواب جعفر علی خان داماد ہمشیرزادہ نواب برہان الملک کا تہا
نواب برہان الملک کی صوبہ داری نسبت اور صوبہ دارون کے اودہ مین زیادہ استحکام
سے رہی اسواسطے اونکے خاندان مین اس صوبہ نے زیادہ تر قیام
پکڑا اور اپنا نقشہ جما لیا بعد انتقال برہان الملک کے ۱۱۵۱ہجری مین
نواب صفدر جنگ قائم مقام برہان الملک کے حضور بہادر شاہ شاہجہان آباد
سے ہوا اور وزارت کا منصب بہی حاصل کیا یہ نواب بڑا ہی دلیر اور صاحب
تدبیر تہا او مقرب بادشاہ دہلی رہا جب احمد خان ابدالی کی شورش ہندوستان
مین ہوئی اور مثل نادر شاہ کے ہندوستان مین آکر ایک تہلکہ ڈال دیا تہا
ہمراہ لشکر شاہی برفاقت شاہزادہ احمد صفدر جنگ نے وہ داد شجاعت دی
کہ اور بہی مقرب درگاہ ہوا اور بعد فتح یابی کے شاہزادہ موصوف معہ صفدر جنگ
دہلی کی جانب روانہ ہوا کہ راستہ مین خبر وفات محمد شاہ کی معلوم ہوئی یہ خبر
افسانہ ہوئی تہی کہ صفدر جنگ نے چتر شاہی احمد شاہ کے سر پر رکہا اور تاج

نواب منصور علیخاں صفدر جنگ

مع ارا کین درگاہ جو ہمرکاب شاہزادہ تھے بہون سے نذرین تخت وتاج کی دین
کہ اس جلدوین عمدۂ وزارت حاصل ہوا لیکن اکثر امرا وارا کین سلطنت کہ جو
پشتہا پشت سے مقرب درگاہ تھے اس خدمت وزارت صفدر جنگ سے
ناخوش ہوے اور درپی استیصال صفدر جنگ تھے لیکن صفدر جنگ کا
عروج تہا کسی دشمن کی پیش نگئی بلکہ ۱۱۶۱ ہجری مین کمال اولوالعزمی سے
مخالفان روہیلونکو فریب سے قتل کرا اپنا قبضہ اور دخل کرلیا راجہ نول راے کو
اپنا نائب مقرر کرکے اس جگہہ پر چہوڑکر خود صفدر جنگ روانہ شاہجہان اباد
ہوا چند روز کے بعد پٹہانون نے یورش کی اور راجہ نولراے اوسی
ہنگامے مین کام آے اور یورش کی خبر پاتے ہی صفدر جنگ نے
باعانت سورج مل جاٹ راجہ بہرتپور ومرہٹہ وغیرہ کی جمعیت کثیر کے ساتہہ
پہر مقابلہ پٹہانون کا کیا پٹہانون کے افسر احمد خان ورستم خان برادر
قائم جنگ کے تہے اس ہنگامے مین لاکہون آدمی کا کشت وخون ہوا
اور رستم خان مارا گیا اور صفدر جنگ سامٹ کو جا کر شاہجہان اباد کو پہر گیا
اور بقیہ فوج مشکل سے جانبر ہوکر روانہ الہ اباد ہوئی پہر اودہ اور فرخ ابادان
دونون صوبون مین روہیلہ گردی سے روز حشر نمودار تہا سارا ملک تاراج
ہوگیا شہر بنارس بچ گیا وہان کے مہاجنون نے شہر کی حفاظت
اور بچانیکے واسطے دو کرور روپیہ پیشکش کیا کہ روہیلون کی بدانتظامی اور

طمع نفس سے لکھنو کا انتظام جاتا رہا اور شیخ معز الدین نے اپنے قبضے اور تصرف مین کر لیا
ساکنان لکھنو اور نواح اوسکے سے آکر پٹھانون کو تہ تیغ کیا اور علاقجات پر بخوبی
مسلط ہوگئے اور صفدر جنگ کو اطلاع دی کہ یہہ وقت ہے کہ روہیلون سے
عوض لیجے چنانچہ صفدر جنگ نے باجی جی بہاو و ملہار او کہ بجمعیت کثیر اسی ہزار اٹاوہ
مین تہی اونکی معیت سے احمد خان وغیرہ روہیلون فرخ اباد کے پاس گنگا پار اوتر کر
خوب ہی خبر لی اور مرہٹون نے کہ معاون صفدر جنگ تہے اور واسطے صلح کرا دینے
احمد خان روہیلے کے صفدر جنگ سے دونون طرفسے دو کرور روپیہ نقد پاے اور اپنے
ملک کو لوٹ گئے اور الہ اباد اور اودہ کے صوبے کا انتظام و تسلط خاطر خواہ کرکے صفدر جنگ
پہر شاہجہان اباد کو لوٹ گیا اسکے ارکین سلطنت و امراے حضوری بادشاہ نے صفدر جنگ
کیطرفسے بادشاہ کو آشفتہ کر رکہا تہا صفدر جنگ تنگ ہو کر اپنے ملک مقبوضہ مین چلا آیا
اور دہا برس تک اس صوبہ اودہ مقام فیض اباد دار الحکومت کی سیر کی سنہ ۱۱۶۷ھ مین
وفات پائی اور فیض اباد مین لاش اوسکی سپرد زمین ہوئی اور وہانسے شاہجہان اباد مین قریب
درگاہ شاہ مردان کربلا کے دفن کی گئی اور استخوان اونکی کربلا بہجوا لی گئی تا بہ الہی تاریخ
وفات منصور علیخان آہ ای مدت ریاست بیس برس **تنبیہ** صفدر جنگ کے
زمانے مین سلطنت اسلام ہند کا زور روز بروز گہٹتا گیا ہر ایک صوبہ دار بجای خود حاکم
و نواب ہو بیٹہا مرہٹون و جاٹون اور سکہون نے جدا جدا شورشین کین تمام ہندوستان
پامال ہنگامہ آرائی ہوگیا اور ہزار لاکہون خلق خدا کا کشت و خون ہوا قضا نے خوب رستخیز دکہائی تہی

بیان جنگ میر قاسم خان ناظم بنگالہ با انگریزان

نواب شجاع الدولہ بہادر کو جو سرکوبی سرکشان بندیل کھنڈ تلووں سے لگی ہوئی
تہی اس مرتبہ باحسن الوجوہ عمل مین آئی یعنی وہ نذر کو پونہچے اوسوقت ناگاہ
میر قاسم خان ناظم بنگالہ نے کہ انگریز کے ہاتہون سے شکست پائی تہی او
نواب شجاع الدولہ بہادر کو اپنا مددگار اسطرح سے بنالیا کہ اگر آپ میری دستگیری
کرین لاکہہ روپیہ کوچ اور پچاس ہزار مقام دونگا اور بعد فتح کے یہہ مستزاد عہد کیا
تہا کہ صوبہ عظیم آباد کہ ۹۰ لاکہہ کی جگہہ ہے مع ایک کرور روپیہ نقد تواضع مین شجاع الدولہ
بہادر تمہارے فرزند کی بخوشی دونگا نوابصاحب بہی اس معاملے پر راضی ہوکر مستعد
و شریک حال ہوئے حاصل مدعا تو درکنار تمامی سرمایہ اور جواہرات نقد و جنس کرور ہا
روپیے کے نوابصاحب کے تصرف مین آئی اور میر محمد قاسم خان اونکی ہتہون
سے یہانتک تنگ ہوئے کہ حصول مدعا اور مال متاع سے دست بردار ہو
اور بواسطہ فتح علیخان اپنی گلو خلاصی کرکے پریشان و زرگار روہیلے کے ملک
مین چلے گئے نواب شجاع الدولہ نے اوسوقت چاہا کہ ملک بنگالہ اپنے قبضہ
تصرف مین آجاے فوج بہی کثیر ہمرکاب تہی شجاعت سے ہاتہہ پاون نکالے
انگریزون نے بمصلحت وقت نواب ممدوح سے پیغام صلح کا دیا کہ عالیجاہ بنیاد
آویزش و فساد کا تہا درمیان سے گیا تمہارے اور ہمارے درمیان صلح اخوت

کوئی امر کہ مبنی فساد یا عناد کا ہو نہین ہے اس صورت مین مناسب ہے کہ سلسلہ
رسم اتحاد و محبت کا جاری رہے قول و اقرار کی پاسداری رہے دوست و
دشمن جانبین کے طرفین مین دوست و دشمن سمجھے جائین اور صوبہ عظیم آباد
کا جو عالیجاہ سے نامزد صاحبزادہ عالی مرتبت کے کیا ہے اوس سے
ہمکو بہی کسیطرح دریغ و انکار نہین ہے چنانچہ راجہ بینی کہ اسوقت مین کارپرداز و مدارالمہام
اس سرکار کا تہا بنظر خیرخواہی طرح مصالحہ در رفع فساد کی ڈالی لیکن نواب سالار جنگ
و مرزا علیخان و میر نعیم خان وغیرہ کہ ہواخواہ نواب شجاع الدولہ بہادر کے تہے
برہمزن اس معاملہ اور مصالحہ کے ہوئے نوبت توپ و تفنگ کی آئی اور شعلہ
آتش جدال و قتال آسمان سے گذرا منظور خدا شکست تہی نواب صاحب نے
عین معرکے مین یہ چاہا کہ ہاتہی سے اوترکر گہوڑے پر سوار ہون ہاتہی کو
فیلبان نے بہلا دیا فوج کو بادی النظر مین یہہ ذہن نشین ہوا کہ نواب ممدوح نے
زخم کاری کہایا قدم میدان سے ہٹایا ادہر راجہ بینی بہادر دل شکستہ نے بہلے تو
دس بارہ ہزار فوج ہمراہی اپنی سے خوب میدان کارزار گرم کیا مگر اوسوقت
یہہ خیال مین آیا کہ شجاعت پٹہانونکی دیکہا چاہیے کہ وہ اسوقت خاص مین
کیا کار نمایان کرتے ہین اور شجاعت دکہاتے ہین جنگ سے کنارہ کش
ہوا کہ فوج افغان وغیرہ نے عین وقت پر دغا دے آپ کو بے سردار سمجہکر
بہاگ گئے اور اپنے ولی نعمت کا خزانہ بیوارث جانکر خوب لوٹا ع مال حرام بود بجای

حرام رفت ۔ آخر کار شکست فاش نصیب نواب ہوئی شجاعت اور تدبیر سب خراب
ہوئی پانچ سوا ہمنان ستہے کہ داناملک وہیلہ ہوسے اور انگریز مظفر و منصور
لکہنو مین آئے تاریخ اس معاملہ کی مرزا رفیع تخلص بسودا نے کیا خوب کہی ہے
کل مغل ہوئین ۱۱۷۷ القصہ نواب شجاع الدولہ بادر ملک روہیلہ مین جو آئے
سوائے حافظ رحمت خان کے کسیکو غمخوار نپایا وہان سے بمشورۂ خان تیز کو
فرخ آباد مین آئے احمد خان بڑے اعزاز و اکرام سے پیش آیا استقبال کیا
اپنے گہر مین لایا تواضع اور مدارات موافق مزاج اور لائق مرتبہ ظہور مین آئی
اور بصلاح عماد الملک بہادر پینتالیس ہزار مرہٹہ واسطے کمک و امداد نواب
موصوف حسب الطلب آیا تہا چالیس ہزار کوچ اور بیس ہزار مقام روپیہ مقرر
تہا المختصر پہر کوڑہ جہان آباد مین انگریزون سے نوبت صف آرائی کی
آئی بعد کشت و خون بسیار انجام کار وہی دن پیش آیا وہ زبردست رہے
یہہ زیر باشکست ہوسے ناچار نواب ممدوح بصلاح وقت دو انگریزون کو
کہ پہلی لڑائی مین ہاتہہ آگئے تہے اونکو قید سے آزاد کرکے بہت سے گہوڑے
ہاتہی اور جواہر گران بہا اور اشرفیان نقد دیگر احسانمند کیا اور بدرخواست
مصالحہ طرف لشکر مقابل کے روانہ کیا اور آپ بہی چند سوار سمیت جانب
لشکر انگریزی قدم زن ہوسے اونہون نے جو خبر پائی کہ نواب صاحب آتے
لشکر مین آتے ہین باستقبال پیش آئے اور بڑے اعزاز و اکرام سے

اسینے مقام پایا سے یہ صورت مصالحے کی قرار پائی کہ ایک روپے مین
چھ آنے حاصلات ملک سے داخل خزانہ انگریزی ہوا کرین اور ملک پراپنے
نوابصاحب بہادر بدستور قابض اور متصرف ہین القصہ نوابصاحب بہادر
راضی وخوشی کشتیان جواہرات وغیرہ بطریق تواضع سرکار انگریزی سے لیکے
داخل لشکر ہوسے اسپنے قلمرو پر بدستور اختیار حاصل ہوا یہہ معاملہ ١١٦٩ھ
مین گذرا لیکن اس معرکے مین بہت مال نقد وجنس عماد الملک بہادر کا تلف
اور ضائع ہوا تہا اوسکی عوض مین نواب صاحب بہادر نے گیارہ لاکہہ کا
ملک اپنی قلمرو سے جدا کر کے سند اوسکی عماد الملک بہادر کو ارسال کی تہی
اونکی ہمت سے نے قبول نکیا پہیر دی اور بخوشی خاطر روانہ شاہجہان آباد کو
ہوئے نوابصاحب بہادر باغواے بعض مشیران ناعاقبت اندیش راجہ
بینی بہادر کی طرف سے دل مین ملال رکہنے لگے اور استیصال اوسکا
منظور نظر تہا چنانچہ بعد چندے لکہنو مین تشریف لاسے اور بہانے سے
اوسکو اپنے ہمراہ لیا اور بصلاح ایلچ خان کارپرداز کہ اوس ریاست مین نہایت
ذی مرتبہ وصاحب اقتدار تہا کہ لکہنو مین آج تک ایلچ خان کا میدان ومسجد
مشہور ہے ١١٧١ھ ہجری مین سلائی اوسکی آنکہونمین پہیری گئی تاریخ ضیائے
چشم وای اور اوسی سن مین شادی آصف الدولہ بہادر یحیی خان عرف مرزا امانی
کی ساتہہ شمس النسا بیگم دختر خانخانان خلف قمر الدین خان وزیر محمد شاہ کے

نواب شجاع الدولہ بہادر

ہوئی چوبیس لاکہہ روپیہ اس شادی مین صرف ہوا تہا۔

نواب شجاع الدولہ بہادر

مخاطب جلال الدین محمد شجاع الدولہ بہادر ابو المنصور خان اسد جنگ فدوی
احمد شاہ بادشاہ سنہ ۱۱۶۷ ہجری مین ۲۶ برس کی عمر مین مسند نشین صوبہ اودہ مقام
فیض اباد مین ہوسے مادہ تاریخ مسند نشینی ۔ رونق مسند ماہ وزارت
اسی نواب کے زمانے مین انگریزونکی قدرت واقتدار نے ترقی پائی
جوانی عمر و نشہ حکومت کے تقاضے سے ابتدا مین عیاشی و تن پروری
مین مشغول تہا اور اسی سبب سے بعض عمائد و اراکین کی یہہ مشورت
ٹہری کہ اس نواب کو حکومت سے خارج کرکے نواب محمد قلیخان برادر زادہ
صفدر جنگ کو کہ الہ اباد مین مقیم تہا بلاکر مسند حکومت پر نصب کرین نواب
بہو بیگم صاحبہ نے کہ اوسکا اقتدار بہت تہا اس ارادہ بیجا سے اراکین
ریاست کو باز رکہا اور اوسوقت سے نواب شجاع الدولہ نے آئین
ریاست داری کو کار فرمایا اور پردہ غفلت کا گوش ہوش سے اوٹہایا
اور اسی زمانے مین سلطنت دہلی مین فتور پر فتور برپا ہوتے جاتے تہے
ملازمان درگاہ اور اراکین سلطنت نے نالائقی سے سلطنت کو ایک کہیل
بنا رکہا تہا جسکا ذرا بہی قابو ہوا بادشاہ کو نچاسے پہرے چنانچہ عماد الملک
و دیگر وزراے سلطنت وغیرہ نے شاہزادہ علی گوہر شاہ عالم کو عداوت سے

خارج کرنا چاہا اور اس سبب سے شاہزادہ مذکور الہ آباد مین مقیم تہے کہ اس
عرصے مین احمد شاہ درانی بادشاہ دہلی کی امداد کے لیے مرہٹہ بہاو راو وغیرہ
کے مقابلے کیواسطے بہ ہندوستان مین پہونچا واضح ہو کہ ان مرہٹون نے
بجمعیت کثیر و جم غفیر قریب بیس پچیس لاکھہ کے دہلی کو گہیرا تہا اور مرکوز
خاطر تہا کہ دہلی کو فتح کر کے تخت و تاراج کرین کہ احمد شاہ درانی بارادہ کمک
اور امداد شاہ دہلی کے آیا اور حسب ایماے احمد شاہ درانی و پاس ناموس
اسلام کے شجاع الدولہ و دیگر صوبہ داران شاہی احمد شاہ کے
لشکر مین پہونچے اور باتفاق یکدیگر ان سب نے خوب ہی مرہٹون کا
پانی پت کے مقام پر مقابلہ کیا آخر مرہٹون کی کمس پس سے کچھہ نہو سکا اور جم غفیر
نے راہ فرار لی* اس فتح نمایان سے احمد شاہ درانی و شجاع الدولہ بہادر کی خدمت از بس پسندیدہ
ہوئی بلکہ سلطنت کو کچھہ استحکام ہو گیا۔ بعد اس ہنگامے کے بادشاہ سے
رخصت ہو کر نواب مذکور اپنی دار الریاست صوبہ اودہ مین لوٹ آیا اور سعادت
سے دادگستری و معدلت پژوہی مین ہمعصران مین مشہور تہا یہ نواب نکار دو
اور دلیر اور شجاعت مین اسم بامسمی تہا رفاہ خلائق مین حتی الوسع کوشش کرتا
اور اس نواب کے عہد مین صوبہ اودہ بالکل خرخشے مخالفون سے پاک
ہو گیا اور ریاست بالاستقلال سمجھی گئی اوس زمانے مین اقبال نواب سے

* مرہٹون کی لڑائی اور ہنگامہ و سرکشی کی کیفیت دیگر سوانح مین مفصل تحریر ہے

اس صوبہ کی حد زیادہ بڑھ گئی غرب اٹاوہ و شرق مین مرزاپور اور
الہ اباد کا صوبہ بہی شامل صوبۂ اودہ ہو گیا اس نواب کے عہد ریاست مین
چند لڑائیان و فتوحات تازہ بر روی کار آئی جس سے ریاست مین روز بروز
زوال و تنزل ہوتا گیا اور یہی سبب ہوا کہ ریاست جدید تہی جسقدر
محفوظ رہی غنیمت سمجھتے رہے لیکن اسمین شک نہین کہ یہ نواب دلیر و باہمت
اور اوس زمانے کا مدبر سمجھا گیا تہا ۔

ریاستہای بندیل کہنڈ کی شورشین

اس صوبے کی چہوٹی چہوٹی ریاستین تہین زمانہ کا رنگ دیکھکر ہر ایک
رئیس خودسر ہو گیا سارے صوبے مین غدر ہو گیا اور بعضے بعضے رئیسو نسے
خود لشکر نواب شجاع الدولہ سے ہنگامہ کارزار گرم ہوا کہین سے فتح اور کہین
شکست ہوئی لیکن انتظام قرار واقعی نہو سکا اس لیے راجہ ہمت+ بہادر گوشائین
کو مع سرداران دیگر اصلاح بغاوت بندیل کہنڈ کیواسطے معین کیا بعد کشت
و خون بسیار نواب کی فوج کو ہزیمت ہوئی اور بہت سے سردار کام مین
آئے اور ہمت بہادر شکست کہا کر اودہ مین لوٹ آیا یہ معرکہ ۱۱۸۶ ہجری
مین ہوا اور اس سے کسیقدر اقتدار نواب کا کم ہوتا گیا ۔

+ یہ شخص مشہور رئیسون اور ارکان شاہی سے تہا ۔

وقائع احمد خان بنگش فرخ ابادی و نواب شجاع الدولہ

یہہ احمد خان وہی روہیلہ ہے جسنے نائب نولراے صفدر جنگ کو تیغ کر کے فرخ اباد مین اپنا عمل و تصرف کر لیا تہا جسکے استیصال کے واسطے نواب صفدر جنگ سے نے بمعیت مرہٹون کے بہت سی کوششون کے بعد کامیابی حاصل کی لیکن برای نام اطاعت قبول کر کے جہگڑا طی ہوا تہا مگر درحقیقت وہ اپنی ریاست پر قابض تہا - زمانہ صفدر جنگ سے تا عہد شجاع الدولہ رسم و راہ و اتحاد و اخلاص فیمابین سرکارین رہا جبکہ نواب شجاع الدولہ سے بعضے بعضے سرداراوسکے سرکش ہوگئے تو ایک سردار مسمی امراو گر گوشائین نواب سے منحرف ہوا احمد خان بنگش سنے اوسی سردار کو اپنے پاس جگہہ دی یہ بات نواب شجاع الدولہ بہادر کو ناگوار گذری اونہونے امراو گر کے نکال دینے کو لکہا اوسنے درجواب اسکے لکہا کہ وہ طلبیدہ نہین آیا اوسکا دینا خلاف مروت و مردیت کے ہے نواب شجاع الدولہ نے لشکر کشی کی اور قنوج مین فوج کا جماو ہوتا گیا اور فریقین کی سپاہ اور دوستون کی جمعیت سے دونون طرف کی جمعیت لاتعد تہی چاہتے تہے کہ آتش ہنگامہ مشتعل ہو کہ نواب نجیب الدولہ بہادر شجاع الدولہ سے کے

---

* یہہ شخص وزیر شاہ دہلی تہا -

لشکر کا ممد و معاون ہوا اور اُس عزیمت جنگ اور جہالت بیجا کو اسطرح
فرو کردیا کہ امراو گڑھ فرخ اباد سے آگرے بہجوا دیا اور جو جو سردار افاغنہ رامپور
وغیرہ سے واسطے کمک احمد خان بنگش کی آئی تہی اونکو اپنی اپنی ریاست
پر رخصت کرادیا اور لشکر نواب شجاع الدولہ خیریت سے اپنی دار الریاست
اودہ کو پہر آیا ع رسیدہ بود بلائی ولی بخیر گذشت ایسے ایسے
بہت سے ہنگامہ ہوئے اور کئی مرتبہ انگریزون سے بہی شکست
پائی آخر کو حسب قرارداد چہہ آنے انگریزون کو دیتے تہے اور باقی
نوابصاحب کا حصہ ہا اور روہیلون سے بہی ہمیشہ تا حین حیات نوابصاحب
کی نوک جہوک ہوتی رہی اور اکثر لڑائیون مین انگریزی سپاہ نے مدد
دی چنانچہ حافظ رحمت خان کی لڑائی مشہور ہے ۱۱۸۸ ہجری مین
انگریزون کی مدد سے فتح پائی اور حافظ رحمت خان کا سر کاٹا گیا او
اوسی سال مین غازی الدین حیدر تولد ہوئے -

اس نواب کے عہد حکومت مین سپاہ کا انتظام اچہا نہ تہا اور سردار بہی
بعض بعض بیدل ہو گئے مگر ماتحت شاہ دہلی کے سارے صوبون مین
مشہور تہا اور ہر ایک اراکین اور سردارون خود سرے میل ملاپ بہی ہا
یوم مسند نشینی سے ایسے جہگڑے اور خرخشے رہے کہ ایکدن بہی آسایش
نپائی انگریزون کے مددگار ہونے سے اودہ کی ریاست کو زور ہوتا گیا

بلکہ موروثی اور خود اختیاری ہو گئی اور دشمنان اندرونی و بیرونی سے
نجات پائی سپاہ مین اکثر سپہ سالار خواجہ سرا ہوے کہان شجاعت کلاہ و قوت
اور کہان افسری خواجہ سراونکی اور اوسی عہد سے عیاشی کی کثرت
اس ریاست اور ارکان مین ہوتی گئی آخر زمانہ شجاع الدولہ مین اٹھائیس
ہزار سوار بافسری شیخ احسان علی خان بہیج و خواجہ اسد خان الحسنی و یوسف خان
قندہاری اور کل ... اس صوبے کی جب کسی مدت مین فرخ اباد بھی صوبہ
صوبہ اودہ کے شریک تہا دو کرور ستر لاکہہ کی تہی جسمین تراسی لاکہہ روپیہ
بابت چہہ آنے کے سرکار انگریزی مین جاتا تہا۔ نواب شجاع الدولہ کے
عہد ریاست تک پانچ محلے کا کرایہ شیخون کو دیا جاتا تہا شاید دو سو روپیہ ماہوار ہوگی
تہا ۲۴ ذیقعدہ ۱۱۸۸ ہجری مین وفات پائی مدت ریاست ۱۹ سال راجہ
بینی بہادر کارپرداز تہا اور بعدہ یحیی خان —

مدت ریاست نواب آصف الدولہ بہادر

۲۴ ذیقعدہ ۱۱۸۸ ہجری مین نواب آصف الدولہ فرزند شجاع الدولہ بہادر بہر جنگ
بمقام فیض آباد مین ۲۷ برس کی عمر مین بمسند نشین صوبہ اودہ ہوا قطعہ تاریخ جلوس
گشت از پای آصف الدولہ ... رونق مسند وزارت ہند ... ہمی نواب سے کے عہد
حکومت مین دار الحکومت لکھنؤ قرار دیا گیا فیاضی اس نواب کی مشہور و

نواب آصف الدوله بهادر

اور شہر کی آبادی اسدرجہ بڑہی کہ اتنا بڑا شہر ابتک سے ہے کہ ہندوستان مین نظیر
نہین رکہتا ۔ رومی دروازہ وامام باڑہ آصف الدولہ کا بنایا لائق دیکہنے اور تعریف
سے کہی جسکا ذکر خود تذکرۂ تعمیرات پر آئیگا ۔ پل ابتک یادگار ہے آصف الدولہ
کے زمانے مین سردار ہمت بہادر گوشائین کے حوالے میان دوآبہ کا ملک تہا
اسکی رانی ابتک بندرابن ضلع متہرا مین موجود ہے ۔ اگرچہ آصف الدولہ کی
مسند نشینی کے ذریعے سے مختارالدولہ نائب تہا اور اس وجہ سے نہ خود نواب صاحب
کی نہ اور دیگر ارکان سلطنت کی وقعت اوسکے مزاج مین تہی آخرالامر ارکان سلطنت
باہم سازش کرکے سعادت علیخان کو مسند وزارت پر بٹہانا چاہتے تہے خصوص
بسنت علیخان کا دلی ارادہ یہی تہا کہ سعادت علیخان مسند وزارت پر بیٹہے
لیکن مختارالدولہ کے غرور و تکبر سے ہر ایک سردار ناراض تہا اور بسنت علیخان
تو بدل اوس سے ناراض تہا آخرالامر قابو پاکر بسنت علیخان نے جبکہ لشکر
نواب آصف الدولہ کا اوادہ مین تہا مختارالدولہ کا کام تمام کیا اور ارادہ تہا کہ
اوسی دن نواب آصف الدولہ بہادر کا بہی کام تمام کرے لیکن اتفاقاً ہواخواہون کے
خبر ملنے سے بچ گئے ۔ نواب آصف الدولہ کہ اوس سے بدگمان تہا اوسکے
قتل کا حکم دیا راجہ نواز سنگہ نے فوراً ہاتہ صاف کیا اوس مقام پر جہان بسنت
خواجہ سرا قتل کیا گیا سعادت علیخان بہی تہا اسکے واسطے اونسے بہی نواب آصف الدولہ بدگمان ہوے
اس وجہ سے سعادت علیخان عہد نواب ممدوح مین کبہی بنارس اور کبہی آگرہ

اور کبھی کلکتے مین رہتے اور اسی فکر مین ستھے کہ موقع پاکر خود ہی وارث ریاست
ہو بیٹھیے لیکن نواب آصف الدولہ کی زندگی تک کوئی تدبیر مفید نہین ہوئی —
بعد اتفاقات زمانہ ایلچ خان جبکہ آگرے سے سعادت علیخان کا ستایا ہوا لکھنو مین
پہونچا خلعت نیابت ملا لیکن زندگی نے وفا نکی سات دنکے بعد مرگیا پھر نیابت
کا شورہ رہا ابوطالبخان لندنی اسمعیل بیگ خان اور مرزا جعفر یہ تین آدمی تجویز
ہوے تھے لیکن تقدیر کی اسکو خبر حیدر بیگ خان کہ نہایت افلاس زدہ تھا
متوقع نوکری سو پچاس روپے کا رزیڈنٹ صاحب بہادر کی خدمت مین
جایا کرتا تھا اونکی عنایت سے خلعت نائب حاصل ہوا اور خطاب اوسکا
نواب امیر الدولہ بہادر ہوا دیوانی کی خدمت راجہ ٹکیت رای کو مفوض ہوئی
اس شخص کا اقتدار اور نام ابتک مشہور ہے تالاب ٹکیت رائے پر اب بھی
ہر سال میلہ ہوتا ہے اور جنرل مارٹین صاحب فرانسیس صاحب عمارت عجیبہ اور
رفیع رفیق میجر سلر صاحب کی تھی ایک نیکنامی انکی مشہور ہے عہد آصفی
مین انکا بھی مسکن لکھنؤ مین تھا امیر الدولہ سے بہت موافق تھے عہد و پیمان
معاملہ دوستی و اتحاد نے فیما بین مین استحکام پایا تھا اوسی وجہ سے عمل
و نصب رزیڈنٹ کا حسب استدعای امیر الدولہ ظہور مین آتا تھا امن دنون مین نیابت
امیر الدولہ کا اقتدار بندوبست و کارگزاری چمکی ہوئی تھی اگرچہ راجہ ٹکیت رای دانشمند تھے
لیکن ایک معاملہ خفیف مین دشمنون سے مل گئے اسی وجہ سے طبیعت نواب صاحب

بہادر کی راجہ ٹکیت راے سے پہر گئی نظرون سے بہی گر گئے خزانہ راجہ مہراج
کو سپرد ہوا اب نواب صاحب ممدوح نے پیش خود یہ تجویز فرمائی کہ راجہ جہاؤلال
کو بجاے امیر الدولہ نائب سرفراز الدولہ کا کیا چاہیے لیکن بمقتضای عاقبت اندیشی
مصلحتاً سرفراز الدولہ کو اس بات پر رکہا کہ آپ نیابت راجہ جہاؤلال کہ آدمی چالاک
ہے قبول نہ فرمائین انجام کو یہہ راجہ کچھہ ہاتہ پاون نکالے گا المختصر سرفراز الدولہ
کو یہ مشورہ پسند آیا بے نائب کے کام کرنا گوارا نہ تہا رفتہ رفتہ بواسطہ صاحب
رزیڈنٹ کے پہر خلعت دیوانیکا راجہ ٹکیت راے کو سرکار عالی نے دلوایا
چونکہ یہہ امر خلاف طبیعت نواب ممدوح کے تہا بعد ایک مہینے کے پہر معطل
کردیا نواب ممدوح کے دل مین راجہ جہاؤلال کی کمال جگہہ تہی سنہ ۱۲۱۱ ہجری
مین لوگون نے وہ تدبیر نکالی کہ راجہ جہاؤلال کو کسی طرح یہان سے
نکالا چاہیے کہ انکا اخراج و عزل باعث ممنونی راجہ ٹکیت راے ہوگا یہانتک
عرق ریزیان اس بات مین کین کہ نواب گورنر جنرل بہادر لکہنو مین تشریف لائے
اور جہاؤلال کو آپ سے جدا کرکے اعظم اباد مین بہیجا لیکن اس امر کے ظہور سے
مزاج آصف الدولہ بہادر نہایت برہم اور مکدر ہوا اور یہ بات زبان پر لائے کہ
تغییر لباس کرکے واسطے زیارت کے طرف کربلاے معلی یا نجف اشرف کی چلا جاؤنگا
اور زمین و آسمان اپنے مقام سے گو ٹل جائین لیکن عہدہ نیابت کا حسن رضا خان
اور ٹکیت راے کو نہ دونگا آخرکار تجویز نیابت کی بنام الماس علیخان قرار پائی

اوسی زمانے مین گورنر جنرل لکھنؤ مین تشریف فرماتے تھے کہ ورمقدمکی کمی چٹھی
تلاش فرماتے تھے کہ ایک چٹھی نواب گورنر جنرل مارکویس کارنوالس بہادر
کی بمضمون عدم تفویض عہدہ نیابت الماس علیخان کو نکل آئی اس جہہ سے
وہ صورت جو کہ قرار پائی تھی بدل گئی تفضل حسین خان نے خلعت نیابت پایا روایت
کرتے ہین کہ امیر الدولہ اس سرکار کا بڑا خیر خواہ تھا اتفاق کلکتہ جانیکا ہوا
اہالی گورنمنٹ نے حال سبب برہمی مزاج آصف الدولہ کا استفسار فرمایا امیر الدولہ
نے بیان کیا کہ آمدنی کی صورت قلت پر ہے اور خرچ بکثرت تیئیس لاکھہ روپیہ
بابت جمعیت آنیکے سرکار کو بہی دینا پڑتا ہے اور جو صاحبان انگریز بہادر نووارد
رونق افزاے لکھنؤ ہوتے ہین اونکی مہمانداری اور تواضع اور روشنی مین
لاکہون کا صرف ہوتا ہے اور انگریزی سوداگرون سے مال کا محصول نہین
لیا جاتا ہے ہزارونکا اسمین بہی نقصان ہوتا ہے اور سواے اسکے جو سوداگر
مال ولایتی لاتے ہین نوابصاحب سے یہہ عرض کرتے ہین کہ یہ اشیاے
بےبہا خاص ولایت سے آپہی کیواسطے لائے ہین چار ناچار مول لینا پڑتا ہے
قیمت بہی اونکی خاطر خواہ دینی پڑتی ہے المختصر جمعیت نے سے دو آنے معاف
ہوے اور انگریزی سوداگرون سے محصول لینے کی اجازت ہوئی اور یہہ
بہی حکم رزیڈنٹ کا نافذ ہوا کہ کوئی انگریز بدون واسطے رزیڈنٹ کے ملاقات
کو نواب آصف الدولہ کے پاس نہ جایا کرے چنانچہ امیر الدولہ نے اس بات کی

کامیابی کی عوض کلکتے مین ایسی زر افشانی کی کہ آج تک مشہور ہے آنجہانی راجہ

جہاؤلال کا سنیئے کہ انکے جانے سے نواب آصف الدولہ بہادر کو کمال غم و رنج

پیدا ہوا یہانتک ضبط کیا کہ بیماریون نے ہجوم کیا اور دوا سے انکار محض کی

کہتے ہین کہ راجہ جہاؤلال کے فراق مین ۲۴ ربیع الاول ۱۲۱۲ ہجری مین جمعے کے

دن انتقال کیا اور پہر رات گئے اپنے امام بارہ کلان مین کہ تعمیر فرمایا تہا دفن

ہوے تاریخ وفات کلام ملا محمد ندیم اصفہانی استاد نواب وزیر علیخان سے

یہہ لوح مرقد پر کندہ تہی + گلشن عشرت تاراج خزان رفت ای ندیم + شاہ اہتشام

حسرت مینا بہار نسیم + لکہنو بی آصفست و آسمان بی آفتاب + شہر یونان بی مسیح

و طور سینا بی کلیم + وارد آصف عشرتی در صحن آصف باغ خلد + انبیا ہمدم سلیمان

ہمنشین آصف ندیم + نقد رحمت در کنار فرد بخشش در بغل + عاصیان را جنس

غفار است اعطای کریم + نقش بند کاف و نون بر تربت آصف نوشت

ہہنا روح و ریحانٌ و جنات نعیم

۱۲۱۲ھ

یہہ نواب ۸ سال کئی مہینے کی عمر مین دنیا سے گذرے ۲۳ برس کئی

مہینے ریاست کی مدت ہوئی جناب مغفور و مبرور کا عدن مقام لقب تہا

امیر الدولہ حیدر بیگخان مختار الدولہ وایلچ خان و سرفراز الدولہ حسن رضا خان و

تفضل حسین خان نائب رہے مہاراجہ ٹکیت رائے کو عہدہ دیوانی سپرد تہا

خطاب راجہ یہہ تہا معتمد الدولہ مشیر الملک مہاراج الدہراجہ بہادر راجہ ٹکیت رائے

وزیر علیخان

بہادر صلابت جنگ یہ نواب شاعر بہی تہے آصف تخلص یہ رباعی یون کہتے ہین فکر
دل مین سب تجہے سو لگی رہے + پر شرط یہی کہ اودہر لو لگی رہے + ملنے نہ ملنے کا
تو وہ مختار آپ ہے + پر تجہکو چاہیے کہ تک و دو لگی رہی +

مرزا وزیر علیخان بہادر

بعد وفات نواب آصف الدولہ بہادر مرزا وزیر علیخان ۸ ربیع الاول ۱۲۱۲ سنہ ہجری
مین مسند نشین وزارت ہوئے خصلتین اور عادتین بُری تہین تفضل حسین خان اور میان تحسین
علیخان وغیرہ کارندون سے صورت بگاڑ کی پیدا ہوئی یہ لوگ اپنی حفظ جان
اور آبرو کیواسطے دشمن وزیر علیخان کے بن گئے اودہر نواب سعادت علیخان
سے صاحبان صدر نے اقرار فرمایا تہا کہ بعد وفات نواب آصف الدولہ کے
مسند وزارت تمہارے نامزد ہوگی ادہر ارکین وزارت مرزا وزیر علیخان کے
دشمن ہی تہے درپے تخریب ہوے صورت ابطال فرزندی کی تجویز
نکالی یعنی محضر مہر ہوا بہو بیگم و ارکان دولت و افسران فوج وغیرہ اس مضمون کا
تیار کروایا کہ مرزا وزیر علیخان فرزند نواب آصف الدولہ بہادر کا نہین ہے آخرکار
مسٹر جان شور صاحب نے حسب قاعدہ اونکو کوٹہی بیبا پور مین دربار عام کرکے
نظربند کیا اور چند روز کے بعد اپنی ذاتی نقد و جنس کے ساتہہ بنارس کو روانہ
کیے گئے وہان مطلق العنان رہے تین لاکہہ روپیہ اس سرکار سے اونکے مصارف

کے لیئے مقرر ہوا لیکن ذاتی شرارت اور جبلی فتنہ انگیزی سے راجہ علی بہادر
رئیس بندیل کھنڈ اور گوشائین ہمت بہادر اور سرکار سیندھیا وغیرہ سے
نوشتخواند رکھتا تھا اس سے اوسے کلکتے جانیکا حکم ہوا ایک دن کا ذکر ہے
کہ چیری صاحب کہ وہان کا بڑا صاحب تھا اوس سے باتون باتون مین چل گئی جانسے
ہلاک کیا جب تک سپاہ انگریزی اوسکا محاصرہ کرے بھاگا انگریزی فوج نے
اوسکا تعاقب کیا بعد سرگردانی اور پریشانی بسیار والی جیپور کا پناہ گزین ہوا
اوسنے بمصلحت وقت اور دبدبے سرکار انگریزی سے مخوف ہوکر حوالے
کر دیا وہان سے بحراست سرکار انگریزی کلکتے مین گیا قید مین مرگیا وہین دفن
ہوا اور اوسوقت سے زیادہ تر اقتدار سرکار کا ہو گیا القصہ مرزا وزیر علیخان
کو کچھ لطف مسند نشینی وزارت کا اس کشمکش مین حاصل نہوا اور نہ رعایا
کو کچھ کیفیت اونکی عدالت اور سخاوت وغیرہ کی کھلی سچ ہے چاکر بیدل
دشمن جان ہوتا ہے اگر راکین مرزا وزیر علیخان سے نہ پھر جاتے
تو یہ صورت ظہور مین نہ آتی یہ شخص اپنے عہد وزارت مین جواہرات بیجا
لکھوکھا روپیہ کا بیش از گرفتاری کوٹھون سے نکال کر ساتھ لے گیا
تھا کارپردازون نے بہو بیگم سے اس معاملے کا اظہار کیا انھون
نے یہ جواب دیا کہ وہ جو کچھ اسباب نقد و جنس وغیرہ ہمراہ
اپنے یہان سے لے گیا ہے ہمنے اوسکو معاف کیا فقط

نواب سعادت علیخان بہادر

ریاست نواب سعادت علیخان بہادر

جب یمین الدولہ ناظم الملک نواب سعادت علیخان بہادر مبارز جنگ
لکھنؤ سے رونق بخش بنارس ہوئے اور وہان طرح اقامت کی بموجب
حکم آصف الدولہ بہادر کے والی تین لاکہ روپیہ سالیانہ واسطے خرچ کے
اس سرکار سے پاتے تھے لیکن سحبان زمان اور ارسطو روزگار تھے
اپنی فکر سے ایکدم غافل نہ تھے کلکتے مین جاکر صاحبان کونسل سے
دعویدار ریاست آبائی کے ہوئے اونھون نے بھی انکے دعوی کو
تسلیم کیا اور امیدوار وقت معلومہ کا رکھا آخر نواب سعادت علیخان
منتظر بفضل الہی کر کے کلکتے سے پھر آئے ایام شماری مین عمر بسر
کرتے تھے رفتہ رفتہ اوس دن کی نوبت پونہچی کہ جسکی تمنا مین
جیتے تھے یعنی بعد ایک مدت کے خبر وفات آصف الدولہ اور مسند نشینی
وزیر علیخان کی مسند وزارت پر سنی نہایت ملال ہوا اوسی بیتابی مین
بجرے پر سوار ہوکر پھر کلکتے کو روانہ ہوئے ابھی نواب صاحب
راج محل تک پونہچے تھے کہ تحریر تفضل حسین خان کی بنام مولوی علیخان
اس مضمون کی پونہچی کہ نواب بہادر یہان تشریف لائین کام دشمن کا
تمام ہے یہ سنتے ہی نواب سعادت علیخان اولٹے قدمون راج محل سے
پھرے اور ہوا کے مانند کانپور مین پہونچے یہان جس شب کو وزیر علیخان

گرفتار ہوئے اوسکے دوسرے دن صبح کو یکم جنوری ۱۷۹۸ء مطابق
سوم ماہ شعبان ۱۲۱۲ہجری بسنت کے دن بڑے تجمل وشان سے
نواب سعادت علیخان داخل لکھنؤ ہوئے پہلے دولتخانے مین تشریف
لائے بہو بیگم صاحبہ کو نذر دی پھر مسند وزارت پر بآئین مقرری بٹھائے گئے
تاریخ تشریف آوری بنارس سے لکھنؤ مین اور تاریخ جلوس مسند وزارتکی یہ ہین

بنارس سے آنا لکھنؤ مین

از بلدۂ بنارس با جاہ و کامرانی	در لکھنؤ چو ماہ ببرج وزارت آمد
تاریخ مقدمش را جستم ز پیر دانش	گفتا بگو سعادت با صد سعادت آمد

۱۲۱۲ھ

جلوس فرمانا مسند وزارت پر

خداوند امین الدولہ در دہر	حکومت را صد و سی سال باشد
خرد سال جلوس مسندش گفت	بجاہ و حشمت و اقبال باشد

۱۲۱۲ھ

صورت تقسیم ملک اودھ کہ انگریزون کو حسب اقرار نواب سعادت علیخان
نے مسند آرا ہونے کے بعد دیا اسطرح ہی

اول تفصیل ملک کہ انگریزونکو تقسیم مین ملا

خیرآباد [illegible]	محالات ریہر [illegible]	چکلہ کوڑہ و کڑہ اناؤ [illegible]	کہیراگڈہ [illegible]
اعظمگڈہ و بوٹان [illegible]	تنبول [illegible]	گورکھپور [illegible]	صوبہ الہ آباد [illegible]

مگر دوست دشمن کا خیال مکنون خاطر عالی تھا زبان پر نہین لاتے تھے
کہ ایسا نہو وزیر علیخان کا سا معاملہ پیش آئے فراست اور دانائی مین ارسطوے
وقت تھے نواب سعادت خان سے واجد علی شاہ تک ایسا بیدار مغز
عالی فہم عقیل کوئی صاحب مسند و تخت نہین ہوا جب سب طرف سے
طبیعت انکی مطمئن ہوئے تفضل حسین خان کو بعہدہ وکالت کلکتہ ٹالا
اور اس انداز سے نمکحرامون کو جنسے دل کھٹکتا تھا آہستہ آہستہ سزا کو
پہونچایا نواب نصیر الدولہ بہادر جو ملقب بہ محمد علی شاہ ہوئے اور نواب
شمس الدولہ بہادر شہزادے کام نیابت کا کرتے تھے امیر الدولہ
بشراکت راجہ ٹکیت رای کار سرکار کو انتظام دیتے تھے اور نواب
سرفراز الدولہ برائے نام شریک ہوتے تھے خطاب ناظم الملک کہ
مہر مین کندہ تھا وہ بموجب حکم حضور پرنور بافتخار الملک مبدل ہوا راے
رتن چند کہ ملازم قدیم تھا صورت انصرام جملہ امور کی اوسکے تعلق تھی
اوسی آدھے ملک سے جو انگریزون کو دیا تھا یہ صورت قرار پائی

شاہزادہ ہای دہلی مقیم بنارس کی تنخواہ	حافظ رحمت خان کی اولاد کا سالیانہ	نواب ناصر جنگ اور احمد خان بنگش کی اولاد	معافیداران جاگیرداران و روزینہ داران
[illegible]	لک	یک لک	لک
جاگیر نواب مبارز الدولہ مہم [illegible]	جاگیر الماس علیخان [illegible]	جاگیر تفضل حسین خان [illegible]	اسیطرح اشرف علیخان کی جاگیرین مقرر ہوئین

انکے عہد مین پرچون کی دہوم تھی ہرکارون کو حکم ناطق تھا کہ وہ روبرو جاکر خبر زبانی عرض کرتے تھے دن رات مین اختیار تھا جب چاہین سوتے جاگتے مین عرض کرین اس زمانے مین ہرکاران اخبار کے بڑے کارخانے تھے رای رتن چند اخبار نویس تھا بلا کا آدمی تھا ارکان دولت کم عزرائیل سے نہین جانتے تھے بظاہر باب شوت بند تھا دستخط نواب سعادت علیخان کے مشہور ہین جب نواب نے اپنے عہد وزارت مین عدالتین مقرر فرمائین عدل و انصاف نے رونق پائی ایک دن پرچہ کچہری عدالت کا ملاحظہ عالی مین گذرا دستخط اوسکے یہ ہین کہ فلان صاحب عدالت مثل ماکیان بچہ دارست خود میخورد بچگان را میخوراند تمام کاروبار وزارت منجملہ پرچہ ہای اخبار تھا کیا مجال تھی ہرکارہ یا اخبار نویس کچھ خبر خلاف تحریر کرتا اگر کوئی بات خلاف ظہور مین آتی تھی سزا پاتے تھے عمارات عالی بھی اس [illegible] ہین کہ باعث آرایش و رونق لکھنو اب تک ہین تفصیل اونکی [illegible] سانہ لکھی جاویگی ایک روایت تازہ یہ ہی کہ نواب سعادت علیخان کو تقسیم کردینا ملک کا نہایت ناگوار و شاق ہوا لیکن کیا کرین فکر اسکی ہر طرح سوہان روح تھی اسی تصور مین تھے بدون زور شمشیر تدبیر وہ ملک اپنے قبضے مین آئے بہت سی خاک اوڑائی اور عرق ریزیان کین

آئین یہان تک کہ وکیل لندن کو روانہ کیا اور درخواست مستاجری عام قلمرو
سرکار کی مانند سرکار کمپنی انگریز بہادر کے گذرانی اور سوال جواب نے رونق
پائی یعنی بادشاہ لندن نے درخواست نواب ممدوح کی قبول فرمائی سماعی
ہی کہ یہ شرط اوس اقبال مین لگی تھی کہ اٹھارہ کرور روپیہ پیشگی اگر داخل سرکار
فیض آثار ہوگا یہ صورت ظہور مین آئیگی + نواب سعادت علیخان نے جو
ان دستخطون کی خبر پائی بہت متفکر ہوئے کہ اسقدر زر کثیر خزانے مین
نہین اور اجتماع اوسکا سردست دشوار کمال لیکن مرد صاحب ہمت و
تدبیر تھے درپی تدبیر فراہمی زر رہے جسطرح ہوسکا بہزار تدبیر سترہ کرور
روپیہ سترہ برس کی مدت مین جمع کیا تھا فقط ایک کرور کی تدبیر باقی
تھی وہ بھی قریب ممکن تھی مگر طالع سرکار کمپنی کا یاور تھا جس سے تدبیر اور
کوشش نواب کی مراد پر نہ پہونچی کوئی روایت ہی لیکن یہ نواب بڑا
اولوالعزم اور صاحب ہمت و منتظم تھا دوسری یہ بات مشہور ہے کہ
نواب سعادت علیخان بیماری سرطان مین مبتلا ہوئے مصلحتاً تبدیل
مکان کے واسطے ایک کوٹھی جنرل مارٹین صاحب سے مول لیکر دولتخانے
سے اوٹھ آئے اور شفا پائی نام اوس کوٹھی کا فرح بخش قرار پایا اسطرح
ایک مدت گذری جب اسازگورنر ویلزلی صاحب کہ نواب سعادت علیخان کے
دوست و مصاحب خاص سے تھے رخصت لیکر ولایت کو گئے یہ بات

اونکو بدل منظور تھی کہ کوئی ایسی بات مجھسے بہتر ظہور مین آئے کہ مقدمات
نوابصاحب درست ہوجاوین اسی خیال و فکر مین تھے کہ یہ بات تازہ
ہاتہ آگئی کہ لارڈ ہیٹنگ صاحب بہادر پادشاہ وقت یعنی جارج چہارم کا بڑا
رفیق ہی آج کل بوجہ بے زری کے تمام املاک اوسکی بیع ہوگئی ہے
اگر اسوقت مین نواب سعادت علیخان اونکے ساتہ کوئی سلوک غائبانہ
فرماوین خالی مطلب سے نہوگا چنانچہ اس معاملہ سے نواب صاحب کو
آگاہ کیا اونھون نے بھی اونکی تحریر پر عمل کیا تحفہ اور تحائف بے بہا
سے باحسن الوجوہ لارڈ صاحب بہادر سے مسلوک ہوئے کہ اونکو
نواب پر نظر عنایت ہوئی اتفاقاً صاحب ممدوح گورنر کلکتہ کے ہوئے
اور براہ رسم محبت کے نواب سعادت علیخان بہادر کو بواسطہ تحریر فرمایا
کہ ہم ہندوستان مین اسی واسطے آئے ہین کہ تمھارے مقدمون کو
بخوبی درست کرین مقام شکر اور خوشی کا ہی نواب ممدوح اس مضمون سے
بہت محظوظ ہوئے سمجھے کہ اب مدعای دلی بخوبی کرسی نشین ہوا لیکن
شدنی سب پر فضل ہی اکثر صحبت خاص مین یہ سخن زبان پر عالم خوشی مین
آجاتے تھے کہ گورنر جنرل بہادر انشاءاللہ قریب تشریف لاتے ہین
ہر صلہ دل بخوبی اونکی عنایت سے نکل جائیگا اور نمک حراموں کو
سزا دیجائیگی کہ بہت یاد کرینگے جن لوگون کو خوف سزا تھا دلون مین

کھٹکے کہ اب آفت سر پر آئی نواب ممدوح کے دشمن جان ہو گئے
ایکدن نواب صاحب تھوڑے سے مصاحبون کے ساتھہ بسواری تامجان
دروازۂ دلکشا تک بہلے پہنگے جاکر دولتخانے مین پھر آئے پہر رات
گذرے تک بخوبی عیش وعشرت کا جلسہ گرم رہا ناچ رنگ مین مصروف
تھے جواہر علیخان خواجہ سرا یا رمضان علیخان اپنے سالے کے ہاتھ
سے گوشت کی یخنی معمولی پی کر پلنگ پر آرام فرمایا ہنوز آنکھ خواب سے
آشنا نہوئی تھی کہ یکبار کچھ چونک اوٹھے تین بار حضرت عباس علمدار کا
نام زبان مبارک پر آیا اور ایک بڑے مرزا یعنی غازی الدین حیدر کو
بھی پکارا بہر صورت حالت غیر تھی وہ یخنی مسموم کام تمام کر گئی
اسمین روایتین بہت کچھ ہین مصلحت وقت سے زبان قلم پر نہین
آسکتین واللہ اعلم بالصواب ۲۳ ماہ رجب سنہ ۱۲۲۹ ہجری مطابق
سنہ ۱۸۱۴ء کو منگل کے دن پہر رات سے گئے چراغ حیات کا گل ہوا ۶۳ برس
کئی مہینے کی عمر تھی اور مکان مدیر خلف ارشد اپنے کے دفن ہوئے
جنت آرامگاہ اوس دن سے لقب ہوا

قطعۂ تاریخ وفات جنت آرامگاہ

ناگہان رحلت ازین عالم نمود	زینت افزا شد بفردوس برین
من شنیدم سال تاریخش ز غیب	آہ شد گنج سعادت زیر زمین ۱۲۲۹

غازی الدین حیدر بادشاہ

بعد وفات کے کئی برس مین مقبرہ اونکا تیار ہوا صاحبان رزیڈنٹ اوس
عہد مین یہ تھے پلیمڈن صاحب بہادر کرنیل ولیم اسکاٹ صاحب بہادر
کرنیل کالنس صاحب بہادر۔ کرنیل جان بیلی صاحب بہادر اور نواب
شمس الدولہ نائب اور نواب نصیر الدولہ یعنی محمد علیشاہ دیوان تھے
۴۲ پلٹن اور پانچ ہزار سوار بعد برطرفی ملازم تھے مدت ریاست کی ۱۷ سال
۹ مہینے فقط

تاریخ وفات راجہ ٹکیت رای

راجہ ٹکیت رای سخا پیشۂ زمان	چون جان پاک خود بجہان آفرین سپرد
رفتم بغور از پی تاریخ سال او	آمد ندا زغیب کہ فیاض عہد مرد

۱۲۱۱ھ

حال ریاست نواب غازی الدین حیدر

جب نواب سعادت علیخان جنت آرامگاہ ہوے نواب رمضان علیخان
نے کرنیل جان بیلی صاحب بہادر کو اس سانحے سے آگاہ کیا
اونھون نے حسب ضابطہ شتر سوار بھیجکر منڈیاون سے پلٹن واسطے
بندوبست کے طلب کین اور مرزا جعفر اور مرزا حاجی کو بلایا اور آپ
نے ڈاکٹر ڈلس صاحب اور کپتان فارخرن صاحب کو ہمراہ لیکر نواب صاحب
کے مکان مین تشریف لائے اور جا بجا پہرے واسطے حفاظت
کے مقرر کیے اور حکم دیا کہ کوئی بدون اجازت کے قدم اندر مکان کے

رکھنے بنائے محمد غلام عباس نے یہ خبر نواب غازی الدین حیدر کو پہونچائی

وہ بلباس فاخرہ ولایتی کمر مین لگائے نواب خاص محل کے مکان سے

بارہ دری مین داخل ہوئے آغا میر بھی کسیطرف سے راہ پیدا کر کے

پہونچا کرنیل صاحب بہادر نواب سعادت علیخان کے سرہانے آئے

دوشالہ کہ اوپر پڑا تھا اوٹھایا اور ڈلس صاحب نے واسطے رفع شک

دونون کنپٹیون مین نشتر دیا ایک طرف سے تھوڑا خون اور دوسری

جانب سے اندر کے چربی نکلی یہان کیا تھا باقی طبیعت مطمین ہوئی

گفتگو رئیس بنانے کے باب مین ہوئی شمس الدولہ کا بھی نام آیا تھا

لیکن غازی الدین حیدر بہادر کا طالع وریر تھا ا۴ برس کی عمر مین کرنیل

بیلی صاحب بہادر اونکو کمرہ فرح بخش مین لائے اور مسند وزارت پر

حسب آئین بٹھا کر حکم شلک کا دیا ارکان دولت نے نذرین گذرانین

تاریخ وزارت

وزیر غازی دوران و رستم آفاق   زہی جلوس وزارت منور بادل شاد

ندا رسید زہاتف من کہ تاریخش   بگو سعید بتو دائما وزارت باد

مرزا جعفر و مرزا حاجی کا بھی دور رہوا اب آغا میر کی نیابت اس عہد کی مشہور ہے

آغا میر نواب غازی الدین حیدر خان بہادر کے خواصون مین منسلک تھا

رفتہ رفتہ قسمت نے صورت ترقی کی دکھائی کاروبار خانگی متعلق ہوا

طبیعت چالاک تھی رنگ زمانے کا دیکھکر منشی علی نقی خان منشی رزیڈنٹ
بہادر سے رسم اتحاد یہ بڑہائی یہان تک کہ اونکو اپنا پدرخواندہ کیا اس
درمیان مین لارڈ ہینگ صاحب بہادر بھی لکھنو مین تشریف لاے
وفات سعادت علیخان سے نہایت ملول تھے اور کمال افسوس
فرماتے تھے اور ایسی مرضی مبارک معلوم ہوئی کہ درستی مقدمات کی
حسب خواستہ نواب سعادت علیخان جنت آرامگاہ کی منظور تھی قریب
تھا کہ صورت دلخواہ غازی الدین حیدر بہادر کی ظہور مین آئے لیکن آغا میر
نے بطمع نیابت نواب غازی الدین حیدر کو اس وادی مین نہ آنے دیا
بلکہ یہ بات برعکس ذہن نشین کی کہ ایسا نہو کہ یہ ریاست طرف شمس الدولہ کے
منتقل ہوجاے جو حق نمک تھا وہ ادا کیا آیندہ نوابصاحب بہادر کو
اختیار ہی انکو وجہ صلہ کہ جو نواب سعادت علیخان کو تھا کہان تھا
دام فریب مین آگئے اقرارنامہ جدید پیش کردہ کرنیل بیلی صاحب رزیڈنٹ پر
دستخط کردیے دوسرے دن خلعت نیابت آغا میر کو نصیب ہوا اور
معتمد الدولہ خطاب پایا مرزا حاجی کی صحبت برہم ہوئی گھر بیٹھے منتظم الدولہ
حکیم مہدی علیخان منتظم خیرآباد ہوے نو مہینے کے بعد معتمد الدولہ ساتھ
نصیر الدین حیدر کے لارڈ ہینگ صاحب بہادر کی ملاقات کو گیا تھا
اونپر سب حال روشن تھا معتوب ہوا بلکہ ابعد معاودت فرخ آباد سے

گرفتاری معتمد الدولہ کی ظہور مین آئی اس تنے دونون کے بیچ مین مرزا جعفر مر گئے

قطعہ

میرزا جعفر کہ دائم از امام جعفر شش	حب در دل بود این بر ہر دو عالم ظاہر ست
بہر تاریخ وفاتش چون تامل شدمرا	آمد از ہاتف ندا جعفر بنزد جعفر ست

۱۲۴۳ھ

نواب غازی الدین حیدر خان بہادر نے پھر بنظر مہربانی مرزا حاجی کو بلا کر اپنا مقرب بنایا اور محمد آفرین علیخان خواجہ سرا کا بھی اس زمانے مین ستارہ چمکا بڑا دور رہا میر خدا بخش انکا کار ندہ تھا او سنے کربلا بنائی بہت مشہور ہے۔

قطعہ

در ایام غازی دستور ہند	کہ ہم نام حیدر بجود و عطا ست
زہی رکن اقبال او ناظر ست	جہان آفرین خوان او دائماست
بدربار او سید باوفا	خدا بخش نامش بفضل خداست
بنا کرد چون کربلا کربلا	بچشم جہان خاک او طوطیاست
ز روی بشارت خرد سال او	بگفتا کہ این نقشہ کربلاست

القصہ مرزا حاجی اور محمد آفرین علیخان یہ دونون نواب غازی الدین حیدر کے مشیر ہوئے کچھ دنون محبت نے رنگ کھایا چین سے گذری باہم شیر و شکر تھے یکایک پھر پیر فلک نے کروٹ لی نواب ممدوح نے

معتمد الدولہ کو پھر خلعت نیابت سے سرفراز فرمایا مرزا حاجی اور محمد آفرین علیخان خانہ نشین ہوے بعد کچھ زمانے کے محمد آفرین علیخان مر گئے تاریخ انکی وفات کی زیب قلم ہوتی ہے۔

قطعہ

چون محمد آفرین رحلت ازین عالم نمود	مدفن او شد بخاک آستان شاہ دین
چون نمودم فکر بہر سال تاریخ وفات	ہاتفی گفتا کہ ہی ہی کرد رحلت آفرین ۱۲۴۳

میر خدا بخش کو معتمد الدولہ نے مقید کیا بیچارے نے بڑی مصیبتین اوٹھائیں مرزا حاجی جو مقید تھے مع گھر بار کانپور کو نکالے گئے۔

تاریخ

میرزا حاجی کہ آن از سالہا در قید بود	ناگہان او را برون از شہر کردہ این فلک
سال حال سرگذشتش چون ز ہاتف خواستم	گفت مرزا حاجی بیچارہ رفتہ یک بیک

بسکہ مرکوز خاطر سرکار ہوا اور گورنر جنرل کو بھی منظور تھا کہ اودہ کی ریاست آباد رشاد ہو اسواسطے ارکان دولت انگلشیہ نے نواب غازی الدین حیدر کو تاریخ ۱۵ ماہ ذیحجہ ۱۲۳۵ھ ہجری مطابق ۱۸۱۹ء تخت شاہی پر جلوہ افروز کیا بخطاب شاہ زمن شہرت پائی۔ تاریخ یہ ہے

بحمد اللہ کہ با اقبال و دانش	بہ تخت شہ جلوس شاہ گردید
زمین و آسمان یکسر ہم عیش ست	زما ہی خرمی تا ماہ گردید

مبارک باد ای آفاق و عالم	طلوع آفتاب جاہ گردید
ندا آمد بگوشم زود یا رب	کہ شاہ امروز شاہنشاہ گردید

اور سکہ اونکا یہ جاری ہوا

سکہ زد بر سیم و زر از فضل رب ذوالمنن — غازی الدین حیدر عالی نسب شاہ زمن

اور نواب معتمد الدولہ کا خطاب وزیر اعظم ہوا تاریخ وزارت یہ ہے

چون شاہ زمن صاحب جود و انصاف	شد بر اورنگ مرصع جالس
کردند وزیر اعظمش ضیغم جنگ	کو ہست بضمار فراست فارس
از نصفت شاہ شد قوی ہر مظلوم	وز جود وزیر شد غنی ہر مفلس
ساز د قدم شاہ خزف را یاقوت	وز خاک در وزیر زر گردد مس
تاریخ سعید کرد ناسخ تحریر	شاہ اسکندر وزیر ارسطاطالس

۱۲۳۴ھ

حکم اقتدار وزارت بڑھا اپنے پرائے حساد اور اعدا کو دست سمجھنے لگا کثر اشخاص مخالفان کو کانپور پہونچایا کہ ایک چھوٹی سی بات یہ ہے کہ بادشاہ بیگم اور ولیعہد کے بیچ مین بڑے بڑے فساد ڈالے میر فضل علی داروغہ اور فیض النسا مغلانی کو سرکار بادشاہ بیگم سے نکلوایا بڑے ظلم و ستم ظہور مین آئے نوبت کشت و خون کی پہونچی تھی کہ صاحب رزیڈنٹ بہادر بواسطہ امن کے ہوے اونکو فرخ آباد مین پہونچایا وہان جاکر منتظم الدولہ سے ملے رابطہ اتحاد کا پیدا کیا درمیان بادشاہ بیگم اور ولیعہد بہادر کے

وہ آتش افروزیان کین کہ جسکا بجھانا آب تدبیر سے دشوار تر تھا بنا بان جب
پیدا ہوے دھوبن کے شکم سے قرار دیا پادشاہ کے کئی بھائی اسی کے
ہاتہ سے غریب الوطن ہوئے بہت شہر مین نظر بند رہے اور یہ بھی بیان
اوسکا ہی کہ معتمد الدولہ لیاقت اور مروت اور اور صفتون مین بی نظیر تھا
مگر ہر کسی کو اپنی اپنی زندگی اسکے وقت مین دو بھر تھی غریبون پر جور فنوق
اوسکے ظلم و ستم کرتے تھے وہ کسی کی فریاد نہین سنتا تھا مکانات
رعایا کے بجبر چھین لینا ایک بات تھی اور اسنے زمین جبر یہ پر بہت سے بڑے
وسیع وسیع مکان بنوائے مگر رہنا بھی نصیب نہوا غرض اس نائب کی
بیدار مغزی اور معاملہ فہمی کی تعریف ہی لیکن سلوک اسکا چہ عام وچہ خاص
اچھا تھا اسکے عہد عنایت مین زمانہ اچھا عیش دوست رہا لکھنو مین
آبادی ہوتی گئی اور یہ شخص شعرا کا دوست تھا اب اسکے خاندان سے
کانپور مین کئی رئیس موجود اور وثیقہ دار سرکار ہین۔

تفضل حسین کہ بعہدۂ وکالت کلکتے مین تھا وہ فوت ہوا لیکن معتمد الدولہ
نے پھر عرق ریزی کر کے محمد خلیل الدین خان کو کہ مقبول سرکار تھا
وکیل کروا دیا تقریبا کرور روپیہ سرکار شاہی کا سرکار کمپنی انگریز بہادر مین بمنافع
فی ہزار پانچ روپیہ داخل کر کے وثیقہ کرا لیا جسکا سود دلہ ہوا بابت ۵
حسب تفصیل ذیل وثیقہ جاری ہوا۔ اور پانچ

نواب مبارک محل	سلطان مریم بیگم	ممتاز محل	سرفراز محل
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
ملازمان متعلقان مع اسامیہائے سرفراز محل	خرچ امام باڑہ نجف اشرف	نواب بیگم زوجہ معتمد الدولہ	امین الدولہ پسر ایضاً
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
معتمد الدولہ وزیر اعظم	وزیر بیگم و عالیہ بیگم دختران معتمد الدولہ	نامعلوم	
[illegible]	[illegible]	[illegible]	

یہ پادشاہ بھی بہت نیک نیت تھا عادل و زر نصف اور سخی کمال تھا نظم و نسق سلطنت عام تعلق معتمد الدولہ کے تھا جو روپیہ کہ نواب سعادت علیخان جنت آرامگاہ نے خون جگر کھا کر ہزار تدبیرون سے جمع کیا تھا نصف سے بھی زیادہ صرف عمارات شاہی مین درآیا اور ناچ رنگ تماشا مین کوڑیون کیطرح خرچ ہوا یہ کلام سعدی کا سچ ہے هر که آمد عمارت نو ساخت رفت و منزل بدیگرے پرداخت ۲۷ ربیع الاول ۱۲۴۳ ہجری مطابق ۱۹ اکتوبر ۱۸۲۷ء ۵۶ برس کی عمر مین بعارضہ اسہال خونی محل مین وفات پائی امام بارۂ نجف اشرف مین کہ لب دریا بنوایا تھا دفن ہوئے لقب خلد مکان ہوا

تاریخ وفات کی شیخ ناسخ سی یہ ہے

از وفات جناب شاہ زمن	گو ہمہ عالمی ہلاک شدہ
دہر گردیدہ بہر ما موزرخ	بہ بہشت آن جناب پاک شدہ

نصیر الدین حیدر بادشاہ

دیده ها شد بیاتش نمناک	سینه ها آه دردناک شده
رفت داماں صبر از دستم	جیب صبر و شکیب چاک شده
گشت تاریخ مصرعه استاد	ای ربا آرزو که خاک شده

١٢٤٣ھ

کرنیل جان بیلی صاحب استریچی صاحب جنرل ریپر صاحب مینن صاحب مارونٹ رکٹس صاحب اس عہد مین ریزیڈنٹ رہے معتمد الدولہ نائب سردار قمر الدین احمد خان مرزا حاجی محمد آفرین کارپرداز تھے اسوقت مین سات ہزار سوار اور اکتالیس پلٹن تھین ملک کی آمدنی ایک کرور اسی لاکھ مدت سلطنت قریب ۵ برس کے

بیان ریاست نصیر الدین حیدر بادشاہ

بعد خلد مکان کے ابو النصر قطب الدین سلیمان جاہ نصیر الدین حیدر بادشاہ پچیس برس کے سن مین ۲۷ ربیع الاول ١٢٤٣ ہجری دیوالی کے دن شمع افروز کاشانہ تخت سلطنت ہوئے تاریخ اونکے جلوس کی یہ ہی —

قطعہ

بر تو ای پادشه فیض رسان عالم	تخت این مملکت هند مبارک باشد
سال تاریخ جلوس طرب افزا بشنو	جاه و دان سلطنت هند مبارک باشد

١٢٤٣ھ

اس بادشاہ کے دو سکّے جاری ہوے پہلا سکہ یہ ہے —

سپهر مرتبه شاه جهان سلیمان جاه	بدهر سکه شاهی زده ز لطف الله

بعد چند روز کے یہ سکہ یون بدلا گیا

سکہ زد بر سیم و زر از فضل حق ظل الٰہ	نائب مہدی نصیر الدین حیدر بادشاہ

اب تک اس سلطنت مین معتمد الدولہ وزیر سے تھے فقیر محمد خان اور میڈو خان
وغیرہ رسالدار مع افسران سوار و پیادہ اس نائب سے کے مطیع و فرمان بردار سے تھے
رسالہ فقیر محمد خان مین ایک ہزار آٹھ سو سوار اور رسالہ میڈو خان مین ایک ہزار
سات سو سوار سے تھے اور افسران پیادہ سوا اسکے سبحان علیخان قوم کنبوہ
سا مشیر تھا بڑا صاحب عقل و نیک تدبیر تھا تاج الدین حسین خان کنبوہ عہدہ
سفارت پر مامور تھا ہر ایک اپنے وقت کا ارسطو تھا لیکن بادشاہ
حرکات معتمد الدولہ سے کھٹکتے تھے اسقدر قدرت بخیال برپا ہونے
فتنہ و فساد فوج سے حاصل نہ تھی کہ معتمد الدولہ پر دفعۃً ہاتھ صاف کرین چونکہ
ذکی و عاقل سے تھے بھائی آغا بھائی آغا ہر وقت زبان پر جاری تھا
مگر دلمین دشمن خاندان اپنا تصور کرتے سے تھے ظاہر مین وزیر روز بروز صورتین
ترقی کی ظہور مین آتی تھین ایک دن پچاس ہزار روپیہ نقد یکمشت خزانہ
سلطانی سے بحکم بادشاہ معتمد الدولہ کو ملا سبحان علیخان نے کہ مرد کنبوہ اور
عاقبت اندیش مشیر اوسکا تھا مزاج مین بہر حال دخل تھا معتمد الدولہ سے
بخیال دور اندیشی یہ بات بیان کی کہ نواب صاحب یہ عنایات شاہی خالی
علت سے نہین کچھ دال مین کالا ہے باعث تباہی کی ہوگی خبر شرط ہی

آپ دانا ہین دام عیاری سے دور رہیے گا قریب ہی کہ کوئی گل تازہ کھلے
ایسا نہو کہ ان روپیون کے لینے کے عوض دینے پڑجائین وہ لڑکا
قیامت کا ہی مجکو اوسکا کلام یاد ہی کہ ایکدن کہتا تھا کہ وزیر علیخان سے کچھ
کرتے نہ بن پڑا بہت بہادری گرگذرا آغا میر نے درجواب اوسکے بکشادہ پیشانی
یہ کہا کہ تم عبارت کا لکھنا خوب جانتے ہو اس مضمون سے خبر نہین ہم
خوب اس مطلب کو پہونچتے ہین بادشاہ کی اگر تدبیر اور چال چل گئی نوبت محاسبہ
حساب کی آوے گی اسکے سدباب مین یہ روپیہ صرف کرونگا جہان
کرورونکا محاسبہ میرے ذمہ ہوگا یہ کون بات گران ہی کہ نہ اوٹھے گا اور
اگر یہ گمان بد تمہارا ظہور مین نہ آیا در اصل بخوشی عنایات سلطانی سے
سرفراز ہوا ہون شیر بادری فکر بے سود سے دل کو پریشان کرنا بیفائدہ
ہی القصہ بادشاہ اور معتمد الدولہ بظاہر شیر و شکر سے تھے ایکدن بے تکلف
بادشاہ نے وزیر سے قفلیان برف کی طلب فرمائین اس سخاوت پیشہ نے
پانچ چار حاضر کین مشہور ہی کہ بادشاہ دیجاہ اسکی سرد مہری سے اپنے
دلمین بہت گرم ہوئے اور طلب فرمائین ناظرین کیفیت ملاحظہ فرمائین
کہ کیا نشہ شراب نخوت آنکھون مین چڑھا تھا کہ عوض برف کے یہ حرف
زبان پر آیا کہ اسوقت اور قفلیان تیار نہین ہین واللہ اعلم بالصواب
یہ روایت سنی ہی اب آغا میر کی فراست اور دانائی دیکھیے کہ مقدمہ

مناسب تھے رفتہ رفتہ عمل مین آیا کہ رزیڈنٹ لکھنؤ سے لیکر صاحبان صدر تک
وہ رسم اتحاد بڑھایا کہ وہ سب ہم اسکی محبت کا بھرنے لگے معین و مددگار
تھے بہر صورت مطمئن تھا یہ بات ذہن نشین تھی کہ ہم چاہین آج پادشاہ
بنا دین آخرکار عزور دولت و تدبیر نے یہ دن دکھایا نصیر الدین حیدر
پادشاہ کہان تک ضبط کرتے اسکے عزل کے درپی ہوئے چونکہ
امور خانگی مین مختار تھی رزیڈنٹ بہادر کو اس بات پر آمادہ کرلیا اور انھون نے
یہ فرمایا کہ تم معتمد الدولہ کو ہماری کوٹھی مین بھیجدو ہم گرفتار کردینگے آپ
اس امر مین مبادرت نہ فرمائین کہ بیٹھے بیٹھے ناحق کو فساد اوٹھے گا
مختصر یہ تجویز جب قرار پائی نصیر الدین حیدر نے معتمد الدولہ کو ایک دن
دوپہر کے وقت خوشی خوشی کوٹھی رزیڈنسی مین بھیجا کہ تمھین بڑے صاحب نے یاد کیا ہی
چونکہ آمد و رفت جاری تھی اور شدنی درپی گرفتاری تھی راز پنہان سے
آگاہ نتھا دانائی کام نہ آئی بڑی شان و تزک سے کئی ہزار سوار و پیادہ
ہمرکاب تھا کوٹھی رزیڈنسی مین پہونچا صاحب کلان حسب سررشتہ برسم
و آئین مقررہ پیش آئے کوٹھی خاص مین جگہہ دی نقیر محمد خان وغیرہ حسب قاعدہ
باہر تھے تھوڑی دیر کے بعد کچھہ باتین مناسب وقت ادہر اودہر کی کرکے
اوس مقام سے باہر آئے معتمد الدولہ وہان بیٹھا تھا کہ دوسرے دروازے
سے وہ انگریز جو کمین گاہ مین کھڑے تھے کرچین حسب ضابطہ برہنہ ہم

لیے ہوے مانند عزرائیل کے اوسکے سر پر آلپہونچے اور یہ حکم سنایا
کہ آپ بموجب حکم بادشاہ سلیمان جاہ کے قید ہوئے ہتھیار رکھد یجیے
یہ سنتے ہی چہرہ زرد ہوا روح قبض ہوئی بس کیا تھا قید ہوا کہ ایک ساعت
کے بعد صاحب کلان بہادر پھر تشریف لائے اور بہت تشفی اور دلداری
کی کہا کہ نواب صاحب یہ مقام شکر جا نیے اضطراب نہ کیجیے ہمنے آج آپکی
عزت و آبرو بچائی کہ بادشاہ کے پنجۂ قید و قہر سے چھوڑا کر اپنے پاس
رکھا وگرنہ بادشاہ تمھارا دشمن تھا بہت بری طرح پیش آتا اب جو بات کہ
تمکو منظور ہوا اور بہتر سمجھو وہ کہو کہ وہ صورت عمل مین آئے معتمد الدولہ اوسوقت
آنکھون مین آنسو بھر کے اسطرح بولا کہ خیر جو کچہ ہوا وہ ہوا اب اس بات کا
میزان عدالت سے امیدوار ہون کہ بٹہ آبرو مین نہ آنے پائے صاحب کلان
بہادر نے بہت اطمینان فرمایا کہ خاطر جمع رکھو ایسا نہوگا اب فیقون کا
حال سنیے جنکو دعوی تھا کہ جہان پسینا نواب صاحب کا گریگا وہان اپنا
خون گرائین گے ہر ایک باہر اپنے مقامون پر بیٹھے تھے کہ یہ حال اونپر
آشکارا ہوا نہایت دست و پاچہ ہوے ادہر اودہر بغلین جھانکنے لگے
ساری رفاقت اور بہادری بھول گئے ہراسان اور پریشان اپنی اپنی جان
او رمال کی خیر مناتے تھے یہان تو یہ معاملہ گذرا وہان نصیر الدین حیدر
بادشاہ خوش کہ معتمد الدولہ گرفتار ہوگیا اوسیوقت یہ حکم جاری فرمایا ابھی

متوسلان معتمد الدولہ گرفتار ہوئے اور سد ین شہر مین عجب ہنگامہ برپا تھا
کہ چوبدار سلطانی پہرے لیے ہوئے ہر طرف کوچہ و برزن مین سے تھے
جہان کچھ بھی پتا پاتے تھے کہ یہ شخص آغا میر سے سروکار رکھتا تھا اوسکو
بلا تامل گرفتار کرتے تھے مکان پر چوکی پہرہ بٹھاتے تھے القصہ او سدن
اس معاملے مین بہت لوگ گرفتار ہوے زیادہ تصریح اسکی بیکار ہے
سارے شہر مین کھلبلی مچ گئی اکثرون کے گھر مین سامان شب عاشورہ تھا
اب سنیے صاحب کلان بہادر نے معتمد الدولہ کو قید کرکے اجازت دی
کہ بسواری فیل اپنے گھر جاے اوسوقت کا عالم کیا بیان کیا جاے دروازہ
بیلی گارد سے آغا میر کے مکان تک ایک ازدحام تھا کچھ افسوس اور کچھ
خوشی صورت قید کی مکان پر یہ تھی کہ ایک کمپنی انگریزی واسطے حفاظت
آبرو کے مامور تھی منڈیاون سے آتی تھی اور ہر ہفتہ مین اوسکی بدلی بھی
ہوا کرتی تھی لیکن قید ہونے کے بعد مہاجن اور بیوپاری وغیرہ کہ جنکا
روپیہ اوسکے ذمے کثیر تھا رات دن دروازہ گھیرے رہتے تھے
اوقات خواب و خور آغا میر کی اونکے ہاتھون نہ تنگ تھی یہ معاملہ
کچھ سرکاری نہ تھا صاحب کلان بہادر نے حکم دیا کہ جلد زر قرضہ کہ لازم الادا
ہی ادا کرے اور ایک انگریز بھی مامور تھا کہ اوسنے میر روشن علی کے
ہاتھون سب کا قرضہ ایک کے چار حسب دلخواہ قرضخواہون کے دلوائے

بعد عرصے کے آغا میر عزت و آبرو معیت بتصدق حسین خان بہادر کے
مع زن و بچہ و مال و اسباب لکھنو سے کانپور کو گیا تیس لاکھ روپیہ بابت
ضمانت اور تنخواہ کے جو خزانہ رزیڈنٹی مین جمع تھے اور وہ جملہ املاک کہ لکھنو مین
بنوائی تھی محاسبہ شاہی مین محسوب ہوئی مگر یہ کون بڑی بات ہوئی راوی بیان
کرتے ہین کہ اسباب اور جواہرات وغیرہ کے سوای چالیس پینتالیس
چھکڑے فقط اشرفی اور روپیون کے یہان سے اپنے ساتھ لیگیا
چنانچہ کانپور پہونچتے پہونچتے ایک چھکڑہ اشرفیون کا اعظم علی داروغہ
راہ سے گم کیا اور اسیوجہ سے باہم صورت ملال کی پیش آئی خلاصہ
اس تحریر کا یہ ہی کہ باوجود اس خرابی اور بربادی کے آغا میر نے کانپور
جاکر پچیس ہزار روپیہ کا وثیقہ تازہ سرکار انگریزی سے اپنے نام کا جاری
کروایا وہ آج تک اوسکی اولاد کو ملتا ہے اور سنئے مکان میدان جو بیچ مین
تعمیر کروائے اب یہ روایت سنئیے کہ جب آغا میر قید ہوا فیض النسا معلانی
اور میر فضل علی جو فرخ آباد مین نکالے ہوے تھے خفیہ پھر اس شہر مین
آئے اور بواسطہ بادشاہ بیگم کے میر فضل علی نے وزارت پائی اور
اعتماد الدولہ خطاب ہوا منتظم الدولہ اور مرزا حاجی بھی بامید وزارت کانپور
سے شہر لکھنو مین آئے تھے لیکن منتظم الدولہ اور اعتماد الدولہ مین موافقت
نہوئی مایوس پھر گئے لیکن مرزا حاجی رفاقت منتظم الدولہ سے کنارہ

کرکے رفیق اعتماد الدولہ کے بنے پر لکھنو کا رہنا غنیمت جانتے تھے
اعتماد الدولہ مدار المہام تھے اس درمیان مین رتبہ اقبال الدولہ کپتان کے
بیٹے کا زیادہ ہوا عہدہ جرنیلی کا پایا کاروبار سلطنت مین بھی دخل کامل ہوا
طبیعت بادشاہ کی اعتماد الدولہ کیطرف سے پھر گئی لوگون سنے یہ
ذہن نشین کردیا کہ یہ شخص معتمد الدولہ سے در پردہ ساز رکھتا ہی موقوف تو
نکیا لیکن ایسا ضیق مین ڈالا کہ وہ خود خانہ نشین ہوا اور تھوڑے عرصے
مین بیمار ہوکر دنیا سے گذرا اور لاش اوسکی کربلای خدابخش مین دفن
ہوئی یہ بادشاہ جسجا بڑا سیر چشم و دریادل تھا سخاوت مین بی نظیر ہوا
چار روپیہ کا نوکر تک اس عہد سلطنت مین امیر ہوگیا مہینون تنخواہ نہین
پاتے تھے لیکن سب طرح فارغ البال تھے اپنے محلون کو اس بادشاہ
نے بڑے بڑے مرتبے اور رتبے بخشے یہ وثیقہ اور مشاہرہ مقرر کیا

نواب ملکہ زمانیان	مخدرہ علیا	تاج محل	سلطان عالیہ جاودختر ملکہ زمانیان
—	—	—	—
	بادشاہ محل		
	معہ لک		

اس بادشاہ کے زمانے مین محلات مین قدسیہ محل کا اقتدار
بہت تھا اور اس محل نے بڑی سخاوت کی اور کروڑون روپیہ کا صرف
کیا سارا شہر اب تک اس محل کی سخاوت کا قائل مگر وہ بھی کسی

وجہ سے آخر وہ بیراکھا کر قضا کر گئین ۔

اس زمانے مین منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان کانپور سے بلاکر عہدہ وزارت پر سرفراز ہوئے تھے نظم و نسق ملک سب ونکے تعلق قدر و منزلت کمال پیش نظر تھی حضور خطاب دیا یہ شخص منتظم اور معاملات مالی مین اپنا ثانی نرکھتا تھا اور اسکی بہت سے لوگ دشمن تھے خصوص قدیمی خائن و بے ایمان اس شخص سے جلتے تھے یہ نائب منتظم اور کفایت شعار تھا خوب ہی انصرام خدمت نیابت کیا اور اسی عہد مین حضرات کنبوہ بھی بڑے معزز اور صاحب اقتدار تھے تاج الدین حسین کی لیاقت و سفاہت مشہور ہی لیکن تاج الدین حسین اسی فکر مین رہتا تھا کہ حکیم مہدیعلیخان منتظم الدولہ کو اس عہدہ وزارت سے گرادے چنانچہ بادشاہ بیگم سے ملکر بادشاہ کی خاطر مین حکیم صاحب کیطرف سے شک ڈالا اور آخرکار وہ معتوب و معزول ہوئے جسکی تاریخ معزولی شیخ امام بخش ناسخ سے یہ ہے

قطعہ تاریخ

افتاد حکیم از مراتب	تاریخ بطرز نو رقم کن
از جای حکیم ہشت بر گیر	سنہ مرتبہ نصف نصف کم کن

مگر عزل اسکا باعث برہمی مزاج صاحب ریذیڈنٹ ہوا اختلاف رای انکے
یہ بات ظہور مین آئی تھی کچھ کچھ کدورت ہونے دلمین گھر کیا چونکہ بادشاہ
فہیم اور عقیل کمال تھا اثر ہونے ندیا لیکن بادشاہ بیگم اور داروغہ حسین علیخان
اور امانی بیگم کی صلاح سے روشن الدولہ محمد حسین خان فرزند نواب
اشرف علیخان نے خلعت وزارت پایا یہ وزیر بھی سخی تھا اکثر عمارات
بھی اپنی وزارت مین تعمیر کرائین اب تک کوٹھی روشن الدولہ کی
معروف بہ قیصر پسند مشہور ہی تاریخ بنیاد یہ ہے

کیا رشک ارم ہے کوٹھی

اس سلطنت مین راجہ درشن سنگہ راجہ بختاور سنگہ بڑے
ذی عزت وذی اختیار تھے جنکی یادگار اسوقت مہاراجہ مانسنگہ
بہادر ہین وعلی ہذا راجہ درشن سنگہ غالب جنگ قوم کورمی جسکا بیٹا
راجہ رگھوبر دیال سنگہ بغاوت کے جرم مین بمقام لکھنو پھانسی دیاگیا
بڑا صاحب اختیار تھا اکثر عمارات شاہی زیر اہتمام راجہ بختاور سنگہ
تعمیر ہوئین نواب سعادت علیخان نے جو روپیہ جمع کیا تھا اور بعد
صرف نصیر الدین حیدر بادشاہ کے باقی رہ گیا وہ مع آمدنی ملک کے
اور وثیقون مین جو کچھ روپیہ دیکا بی علاوہ سب اس بادشاہ نے صرف کیا
سوداگری تجارت کے جرات وہمت اور کروفر کی بو دماغ مین سمائی تھی

مزاج نہایت برق تھا آخرین بعض نمک حراموں کی سازش
سے پادشاہ بیگم اور پادشاہ مین ... ہوا اور نوبت بفساد بھی پہونچی
اسلیے پادشاہ بیگم نے مناجانکو لیکر الماس باغ مین استقامت اختیار کی
تخم عناد کا دلون مین پڑگیا روز بروز ترقی رہی کئی ہزار آدمی جدا گانہ
پادشاہ بیگم نے نوکر رکھے نگاہداشت جاری کی اس بابت پر پادشاہ
اور بھی مناجان کے فرزند ہونے سے انکار محض کیا اور آیندہ بالغیب عند اللہ
اشتہار دیا کہ وہ فرزند میرا نہین ہی اور انواع انواع کے معاملے پیش
آئے کہ اوسی زمانے مین پادشاہ نے بھی فرح بخش چتر منزل چھوڑ کر
دلکشا مین رہنا اختیار کیا اسکے بعد پادشاہ نے اپنی عمر عیش ونشاط
مین بسر کی کوئی دشمن اندرونی و بیرونی برسر عداوت نرہا صاحبان انگریز بھی
اس پادشاہ سے موافق رہے عیاش و شکار دوست بشدت تھا اگرچہ بحد
نازک مزاج تھا لیکن سخی و قدردان تھا اندوختہ سابق کرورون روپیہ صرف مین
لایا اسکے عہد سلطنت مین خاص صفتین یہ تھین کہ اہل تجارت کو رفاہ ہوا آمدنی
بھی نہین رکی ملک بھی آباد رہا رعب سلطنت و اسباب سیاست بھی بہت تھا
اچھے اچھے شعرا اس زمانے مین تھے اپنے مذہب امامیہ کا بہت پابند تھا بلکہ
اونھین کے عہد دولت سے اس مذہب نے لکھنؤ مین ترقی پکڑی نائب اول یعنی حکیم مہدی
جو کئی مرتبہ عہدہ وزارت سے سرفراز اور معزول ہوا بعد اسکے زمانہ روشن الدولہ کا تھا

تعریف تھا اسی بادشاہ کے عہد میں ... ی ماز نیر تعمیر ہوئی اور
اچھی اچھی اور عمدہ عمدہ تعمیرات طیار ... صاحب رزیڈنٹ سے
دوستی رہی گومتی کے کنارے بکثرت مکانات تعمیر ہوئے
اسوقت میں اکثر اوہی سلطنت کے کارپرداز اور دیکھنے والے موجود
ہین اور بہت کچھ بالتفصیل ہمکو معلوم ہی لیکن اختصار مین گنجایش تفصیل
نہین آخر مین ملکہ امون نے اس شاہ جم جاہ کے ساتھ دغا کی زہر دلوا دیا اور یہ
بات بھی زبان زد خلائق ہی کہ دہنیا مہری نے زہر دیا اور بعضے کوتہ عقل رای
لگاتی ہین کہ بعض حرکات اسکی ناپسندیدہ صاحب رزیڈنٹ کو ہوئین اسواسطے اسکے
مار ڈالنے مین شورہ ہوا العیب عند اللہ ۲۰ ربیع الثانی ۱۲۵۳ ہجری مطابق ۱۸۳۷ء
جمعہ کے دن ۳۵ برس کے سن مین وفات پائی اپنی کربلا مین کہ اوسپار
دریای گومتی کے تعمیر کی تھی دفن ہوئے خلد منزل لقب مشہور ہے
مدت سلطنت ۱۰ برس ۵ یوم تاریخ وفات یہ ہی
رفت شاہ جہان سلیمان جاہ   سوی جنت ز بارگاہ اودہ
ہاتفی گفت از سر افسوس   بارم رفت پادشاہ اودہ
۱۲۵۳ھ
کرنیل جان لو صاحب بہادر رزیڈنٹ تھے معتمد الدولہ واعتماد الدولہ
ضیاء الملک سید فضل علیخان بہادر سیادت جنگ   روشن الدولہ نصیر الملک
محمد حسین خان بہادر قائم جنگ رکن رکین خلافت وجہانداری عضد السلطنت

وشہریاری مقیم جنگ مدار المہام وزیر الملک منتظم الدولہ مہدی علیخان بہادر
جلادت جنگ اقبال الدولہ اور مظفر الدولہ بہادر معظم الملک کپتان
فتح علیخان ہیبت جنگ منشی الملوک افتخار الدولہ دبیر الملک مہاراجہ
رتن سنگھ بہادر ہوشیار جنگ متخلص بزخمی ظہیر الدولہ مصلح الملک
غلام یحیی خان مقیم جنگ منور الدولہ بہادر بعد انکے شرف الدولہ سفیر الملک
محمد ابراہیم خان بہادر مستقیم جنگ بعد انکے رکن رکین خلافت جہاندار
اعتضاد سلطنت شہریاری امیر الامرا مدار المہام وزیر الممالک یار وفادار
رستم ہند نواب امین الدولہ عمدۃ الملک امداد حسین خان بہادر ذوالفقار جنگ
یہ سب مدار المہام اور کارپرداز سلطنت تھے۔

بیان حال ریاست رفیع الدین حیدر محمد مہدی افریدون بخت بہادر عرف مناجان

صاحب رزیڈنٹ خبر وفات کی پاتے ہی بارگاہ پادشاہ میں تشریف
لائے بنظر تقدم بالحفظ پہلے ہزار سپاہی مع توپوں کے واسطے
حفاظت خزانہ وغیرہ کے مامور کیے اور ممانعت آمد و رفت دوست و
دشمن کی عمل میں آئی بعد اسکے محل میں جہاں نصیر الدین حیدر بادشاہ
جان بلب تھے گئے دیکھا کہ حضرت نے حسرت سے آہ سرد کھینچکر
جان بحق تسلیم کی اسوقت ہاتھ کی فصد بھی کھولی گئی مگر اوسنے کیا باقی تھا

اب سنیے جب کرنیل جان لو صاحب بہادر کو یقین کامل ہوا کہ نصیر الدین حیدر ناگاہ دنیا سے گذرے ایک عرضداشت آویز کا شتمل اس مضمون سے کہ جو کچھ نواب گورنر جنرل بہادر ارشاد فرمائینگے ہم عہدنامہ جدید پر دستخط کر دینگے پاس نصیر الدولہ کے بھیجا مزین بدستخط منظوری ہو کر آ گیا ابھی یہ گفتگو کرسی نشین مطلب نہوئی تھی کہ پادشاہ بیگم مع مناجان کے کہ بفاصلہ چہار میل بارگاہ سلطانی سے الماس باغ مین تھین باوجود حکم ممانعت رزیڈنٹ بہادر کے بافوج کثیر بعد گذرنے تین پہر رات کے در دولت پر آ پہونچین کرنیل جان لو صاحب بہادر کہ مہیا کرنے سامان جلوس مین سرگرم تھے یہ خبر سنتے ہی سخت متحیر ہوئے اور کپتان جمس پاٹن کو اجازت دی کہ محافظان دروازہ بیرونی کو حکم دو کہ کوئی یہان بدون اجازت نہ آنے پائے اور روشن الدولہ بہادر سے تاکید فرمائی کہ تم سدباب مقابلہ بادشاہ بیگم کا کرو اور لفٹنٹ بیکسر صاحب کو یہ فرمایا کہ تم جلد سپاہ انگریزی منڈیانون سے لاؤ کپتان جمس پاٹن صاحب بہادر حسب الحکم دروازے پر آئے اور بگفتگوے ملایم مقابل سے فہمایش کرنے لگے کہ یہ حرکت تمھاری باعث بربادی مطلب ہوگی یہ کب سنتے تھے ہوا سے گھوڑون پر سوار سے تھے بزور فیل دروازہ توڑ کر مکان سلطانی مین اپنے گھر کی طرح درآئے پاٹن کپتان جمس صاحب اس چپقلش مین مجروح بھی ہوئے مگر

بتیغ زبان وہ بھی کام کرتے رہے گفتگو سے نہ باز آئے کہ دیکھو انجام اس
آغاز کا بہت بہت پیش آئیگا پھر کیمپ یہ تو گرفتار ہوئے سپاہی پادشاہ بیگم
کے یک قلم شمشیرین کھینچے ہوئے اور نڈے بندوقون سے شیر اندرون
حجرے کے پہونچے کرنیل جان لو صاحب کو اپنے قبضے مین کیا اور
نصیر الدولہ اور امجد علیخان اونکا فرزند اور عظیم اللہ خان اور رفیق الدولہ
اور روشن الدولہ وغیرہ ایک مکان مین نظربند سے تھے اور یہ لوگ ایوان شاہی مین
بھر جانب پھرتے تھے اور ہتیارون کو بدستے تھے قریب دو ہزار آدمی
کے تھے اس شور و غل سے پادشاہ بیگم نے مناجان کو لاکر تخت سلطنت پر
بٹھا دیا اب ہر طرف ناچ رنگ کا ہنگامہ شروع ہوگیا سلامی توپون کی
حسب قاعدہ ظہور مین آئی اوس جگہ مشعلین بیشمار روشن تھین کشمکش
حد سے زیادہ تھی کرنیل جان لو صاحب بہادر پر ایک یورش کا ہنگامہ
نازل تھا یہ کہتے تھے کہ تم حسب آئین و ضابطہ کے اپنی زبان سے
مناجان کی سلطنت کا اقرار کرو مگر انکی زبان سے کب یہ کلمہ نکلتا تھا
ہرگز نہ کہا خداوند کریم نے اوسوقت صاحب بہادر کے حال پر رحم فرمایا
کہ اور لوگون نے آکر حسب الحکم پادشاہ بیگم کے اس گروہ کے پنجہ سے نجات
دلوائی اور سب مقید ہے اب جان لو صاحب بہادر جو اونکے ہاتھو نسے
جانبر ہوئے پادشاہ بیگم سے سوال و جواب شروع ہوا کلمے صاحب بہادر کے

یہ تھے کہ اگر سر موہمارے کہنے سے انکار کروگی تو انجام نہایت برا ہوگا دیکھوگی اپنے ہاتھون آپ گرفتار غضب ہوگی یہ باتین ہوتی تھین کہ فوج انگریزی طلب فرمودہ صاحب ممدوح کی منڈیاؤن سے آپہونچی ہنگامہ حرب و ضرب گرم ہوا میکنس صاحب کہ سرکار شاہی کا ملازم تھا اسکے رسالے کی تو پین واسطے سلامی مبارکباد کے آئی تھین برعکس پیش آئین پوچھار چھرون کی لال بارہ دری پر پڑنی شروع ہوئی ۴۰ آدمی پادشاہ بیگم کیطرف سے مجروح اور مارے گئے اور تین سپاہی انگریزی زخمی ہوئے ظہیر الدولہ غلام یحیی خان سے کہ اون دنون مین مقید تھے کیا جرات کی کہ اس معرکے مین کوٹھی فرح بخش کی پشت پیچھے سے لب دریا کو د پڑے پانون مین چوٹ آئی کشتی مین جا چھپے پادشاہ بیگم مع مناجان کہ ۱۴ برس کا سن اسوقت مین تھا مع امام بخش کار زندہ کے گرفتار ہوئین جو ذلت کہ اونکے پیش آئی زبانپر لانے مین غیرت اور شرم آتی ہی آخر کار یلی گارد مین لا کر بحفاظت تمام مقید ہوئین جسقدر اس پادشاہ نصیر الدین حیدر کے جوان مرنے اور حسرت سے جان دینے کا بعد افسوس چرچا ہی اوسیقدر مناجان کی بدنصیبی کا اور پادشاہ بیگم کی کم قسمتی کا بیان زبان خلائق پر ہی یعنی یہ فرزند پادشاہ کا بخطاب رفیع الدین حیدر محمد مہدی مرزا فریدون بخت بہادر جو خاص شاہزادہ ہوتا ہی معروف تھا اور حیات پادشاہ کے بے حفظ مراتب اور بے پاس پان

محمد علی شاہ

رہتا تھا اوسبوجہ اس بات کے کہ پادشاہ کو اسسے ملال کمال حاصل تھا پادشاہ بیگم
کے ساتھ تھا وہ پرورش کرتی تھین پادشاہ نے طیش مین آکر
مغضوب اور عاق کرکے باجرای اشتہار فرزندی سے خارج کردیا اوسکی
سلطنت کے حق مین یہ وجہ سرکار کو چشم پوشی کی ہوئی یہ انقلاب بہت
برا ہوا فقط

بیان حال ریاست نصیر الدولہ محمد علی پادشاہ

ابو الفتح معین الدین سلطان زمان نوشیروان عادل محمد علی شاہ پادشاہ عم حقیقی
پادشاہ مغفور یعنی فرزند نواب سعادت علیخان جنت آرامگاہ کو صاحبکلان بہادر
نے بعد دستخط کاغذ مذکورہ کے نظربندی سے نکال کر تشفی تمام اپنے
پاس بٹھایا اور حکم دیا کہ وہ مکان تخت گاہ شاہی جلد صاف و آراستہ ہو
معاً کارپردازان نے لاشین تو دریا مین پھینک دین اور مجرموں کو وہا سے
دور کرکے [illegible] شاہی کو پاک کیا ۵ ربیع الثانی ۱۲۵۳ ہجری کو پہر دن
چڑھے صاحب کلان بہادر نے روبرو افسران فوج کے محمد علی شاہ کو
۶۰ برس کے سن مین تخت نشین سلطنت فرمایا اور تاج شاہی حسب آئین
سر پر رکھکر پادشاہ اودہ اپنی زبان سے کہا تو مین مبارکباد کی حسب ضابطہ
سرہوئین نذرین گذرین خلعت ہوے خاص و عام کو طمانیت حاصل ہوئی
تاریخ تخت نشینی یہ ہے

شہ عرش تمکین فلک مقتدار چو گردید پشت و پناہ اودہ
سروش از سر دولت آواز داد محمد علی گشتہ شاہ اودہ
۱۲۵۴ھ
اور سکہ بھی اس بادشاہ کا تاریخی ہی

بجود و کرم سکہ زد در جہان محمد علی پادشاہ زمان
۱۲۵۴ھ

جسوقت دربار برخاست ہوا محمد علی بادشاہ کرنیل جان لو صاحب بہادر کو خلوت مین لائے اور فرمایا کہ رہنا بادشاہ بیگم کا شہر لکھنو مین مناسب اور زیبا نہین ہے کسواسطے کہ یہ عورت بڑی فتنہ انگیز ہی ہر دم اسکی ذات سے فساد تازہ ایجاد ہوگا صاحب بہادر نے کہنا اونکا قبول کیا ۱۲ تاریخ کو آدھی رات کے وقت بحراست سوار و پیادہ ہای انگریزی کانپور روانہ ہوئین وہان ایک مکان مین بکمال حفاظت نظر بند رہین اور وہان سے قلعہ چنارگڈہ مین پہونچین دو ہزار چار سو روپیہ ماہانہ واسطے صرف کے خزانہ بادشاہی سے مقرر تھی ۱۶ محرم سنہ ۱۲۶۱ ہجری مطابق ۱۸۴۶ء مُنّا جان نے انتقال کیا وہین دفن ہوئے (زہی رفت) تاریخ وفات کی ہی دو لڑکی ایک لڑکا چھوڑ گئے ۳ صفر سنہ ۱۲۶۳ ہجری پنجشنبہ کے دن بادشاہ بیگم نے اس جہان فانی سے کوچ کیا (آہ قضا کرد آہ) تاریخ وفات ہی

اس بادشاہ نے خوب سرانجام جزو کل امور سلطنت کا کیا اسوجہ سے کہ تربیت یافتہ نواب سعادت علیخان کے تھے مسن اور کار آزمودہ تھے

برادرپروری اور رفقا نوازی نے رونق پائی انتظام وزارت ملک کا بھی حسن الوجوہ ظہور مین آیا آمدنی کا بھی انتظام ہوا زرکثیر اپنے عہد سلطنت مین جمع کیا اور باوجود ضعف پیری اور کثرت امراض کے ہر جزو کل کار سلطنت کا خود کرتے تھے اس بادشاہ کے وقت مین صورت برہمی کار سلطنت مبدل بخوش اسلوبی ہوئی لیکن باوجود اس بیدار مغزی کے اکثر امورین نے وہ کام کیا کہ باہم متفق ہو کر تنخواہ رسالون اور پلٹنون کی دو دو اور تین تین جگہ وصول کی اوسی رسالہ اور پلٹن کی تنخواہ جمعخرچ سلطانپور مین مندرج اوسی رسالہ پلٹن کی تنخواہ کاغذ خیرآباد مین اور اوسی کی تنخواہ علاقہ گونڈہ وبہرایچ مین اور اوسی کی تنخواہ بخشیگری لکھنو مین پڑتی تھی لاکھون کا تغلب ہوتا تھا سچ ہی جب کارپرداز ہی یہ کام کرین بادشاہ کیا کرے خلاصہ یہ بادشاہ بہت نیک نیت تھا کسی کام خیر کے انتظام دینے مین بند تھا لاکھون روپے درگاہ حضرت عباس کی ترمیم مین صرف کیے اور درستی نہر اور روضہ حضرت حُر کی طیاری مین خرچ کیے اور ہزار روپیہ مہینا اون ہندی لوگون کے واسطے مقرر کیا کہ جو کربلا مین زیارت کو جاتے ہین اور متوسلونکو بواسطہ صدریہ وثیقہ بطور وظیفہ مقرر کیا

صاحبان متعلق آل نواب ملکہ جہان فخر الزمانیان ~~شہزادے اور اونکے محل~~
سلطان آرا بیگم
[illegible]

شرف الدوله محمد ابراہیم خان ——— عظیم الله خان

مالہ عہ ——— ۱۰ اسر ہیاپ

شہزادیان ——— متفرقات

ے اسم

امـــ ——— نے اسم ——— للعہ

ایضاً نوٹ واسطے امام باڑہ حسین آباد

مدعہ

اور بہت سا زر وزیور اور مکانات اپنے عزیزون کو تقسیم کیے یعنی
ہر ایک کو صاحب املاک اور اہل دول کر دیا محتاج دوسرے کا نہ رکھا
کرم پروری انکی مشہور ہی کنبہون سے کمال نفرت تھی روشن الدوله کو نیابت
نصیب نہوئی اسی تمنا مین مر گئے کیا وجہ کہ سبحان علیخان دست راست
کارپرداز تھے منتظم الدوله کو فرخ آباد سے بلا کر اپنا وزیر بنایا اور منور الدوله
کو اونکی جرنیلی دی صاحبان صدر انکی روش نیک سے بہت راضی اور
محظوظ تھے ہر خواہش صدر مین مقبول ہوتی تھی عمارت حسین آباد وغیرہ
جو کچھ تعمیر کروائی عمدہ یادگار ہی فصل مکان مین مفصل بیان ہوگا مگر موت نے
نچھوڑا اتیس محرم سنے ۶۸ برس کے عمر مین کام تمام کیا ۵ ربیع الثانی
سنہ ۱۲۵۸ ہجری روز سہ شنبہ کو وقت رات کے انتقال فرمایا اور حسین آباد مین
دفن ہوے فردوس منزل کہلائے —

امجد علی شاہ

کرنیل جان لو صاحب بہادر اور کرنیل کالفیلڈ صاحب بہادر رزیڈنٹ تھے
نائب روشن الدولہ اور منتظم الدولہ اور ظہیر الدولہ اور منور الدولہ اور پیشتر
شرف الدولہ محمد ابراہیم خان اور انکے عہد مین فوج ۳۲ ہزار پیادہ اور
تین ہزار سات سو سوار اور ملک کی آمدنی ایک کرور پچاس لاکھ روپیہ
کی تھی تاریخ وفات رفت شاہ اودہ بملک قدس ۱۲۵۸ھ
لیکن کبرسنی کی وجہ سے حواس مین خلل تھا سارے کاروبار صاحب رزیڈنٹ
کے مشورے سے طی ہوتے تھے اور انکی سلطنت مین کوئی بات
جدید نہین ہوئی۔

بیان حال ریاست امجد علی بادشاہ

ابو المظفر مصلح الدین ثریا جاہ سلطان عادل خاقان زمان محمد امجد علی بادشاہ
۴۳ برس ۶ مہینے ۲۰ دن کے تھے ۵ ربیع الثانی ۱۲۵۸ھ ہجری منگل کے
دن تخت نشین ہوئے رحمین معولی عمل مین آئین تاریخ جلوس کی ساجد
الفت رای بخشی نے کہی۔

شاہ فلک مرتبہ امجد علی	مہر سما شرف انجم سپاہ
دادہ دہ عدل چو نوشیروان	ثانی دارا و سکندر بجاہ
ناصر دین دافع کفر و ظلام	دادرس عالم و ظل الہ
پنجم از ماہ ربیع دوم	ساعت فرخندہ بوقت پگاہ

ساختہ بر تخت خلافت جلوس　　　از مدد سبط رسالت پناہ
ساختہ الفت پی تاریخ فکر　　　تا بودش بار دران بارگاہ
مصرعہ برجستہ ز ہاتف شنید　　　تاج و اورنگ مبارک بشاہ
۱۲۵۸ھ

اور سکہ اس پادشاہ کا یہ جاری تھا

در جہان زد سکۂ شاہی بتائید اله　　　ظل حق امجد علی شاہ زمن عالم پناہ

یہ پادشاہ کمال دیندار خدا پرست اپنے مذہب کی ترقی بہت مدنظر تھی
عدالت کا کام سلطان العلما اور سید العلما کو سونپا اور انکے عہد مین
سلطان العلما کا کمال دور دورہ تھا اہل ہنود اور سنت جماعت کے
عروج پر حسد کرتے تھے کتنے ہندو مسلمان اور کتنے سنی شیعہ ہو گئے
بازار اس امر کا گرم رہا زر زکوۃ شاہی ہر برس سلطان العلما کو سرکار شاہی
سے ملتا تھا وہ اپنی راے پر جسکو چاہتے تھے تقسیم کرتے تھے
مخنث یعنی ہیجڑے مکارم نگر مین اور جہان جہان اس شہر مین رہتے تھے انکے
حکم سے نکالے گئے انکے انتقال کے بعد بیچارے خانمان برباد آباد
ہوئے اور مدرسہ شاہی کی بنیاد اور رصدخانے کی کمیل انکی سلطنت مین ہوئی پل آہنی
بنوایا شرف الدولہ کہ عہد ولیعہدی مین نظروں سے گرے تھے اونکو بعد
تین مہینے کے عہدہ وزارت سے موقوف کیا اور امین الدولہ امداد حسینخان
کو خلعت نیابت دیا اور پیشدستی کے عہدے پر اکبر علیخان نواب امیر الدولہ

سے بیٹے کو مامور کیا اور دیوانی مشیر الدولہ بہادر کی چلی آتی تھی وہی بدستور
رہی اور سید عنایت علیخان معین الدولہ جو پادشاہ کے ماموں تھے اونکو
ملک کی نظامت اور امور سلطنت کے مشورے کے لیے مقرر کیا بعد وفات
اکبر علیخان قطب الدین حسن خان کو پیشدستی وزارت کی ملی اور بعد انکے
معین الدولہ کو یہ عہدہ نصیب ہوا لیکن امین الدولہ اور معین الدولہ مین صورت
ناموافقت کی ظہور مین آئی لوگون نے بادشاہ کا دل امین الدولہ کی
طرف سے باتون مین پھیر دیا کدورت نے یہ دن دکھایا کہ امین الدولہ
ناچار ہوکر مستعفی ہوے اور گھر بیٹھے مگر معین الدولہ کو عہدہ وزارت
نصیب نہوا منور الدولہ بہادر کانپور مین تھے بلا آئے خلعت وزارت کا
اونکو دیا گیا کئی مہینے معین الدولہ کاروبار سلطنت مین مصروف رہے
مگر چاہ کنندہ را چاہ درپیش یہ بھی بادشاہ کی نظرون سے گرے ولمین
میل آیا یہ بھی گھر بیٹھے اب منور الدولہ تنہا کاروبار سلطنت کا کرتے رہے
چونکہ آرام طلب تھے محنتین رات دن کی گوارا نہوئین عہدے سے
معزول ہوئے پھر امین الدولہ بہادر اپنے عہدہ وزارت پر بدستور
قائم ہوئے نواب حامد علیخان اعتماد الدولہ کے خویش کو سررشتہ
پیشدستی کا ہوا انکے بعد سعید الدولہ علی محمد خان فرزند میر بندہ علی کے
پیشدست ہوئے سعید الدولہ عجب مرد چالاک تھا ایکدن جلسۂ بار میں

جملہ وکلای تعلقداران وزمینداران کو طلب کرکے بہت دلجوئی اور استمالت
بیان کی کہ جس جس کو ضرورت روپیہ کی بصیغہ تقاوی وغیرہ درپیش ہووے
وہ معروضے اپنے مہری وبدستخطی وبمچلکے لکھدین اون مفت خورون کا کیا تھا
حسب لیاقت اپنی اکثرون نے درخواستین لکھکر حوالہ کین اس شخص کی کارسازی
دیکھا چاہیے کہ وہ سب کاغذ سرکار شاہی مین پیش کرکے زر کثرت سے
حاصل کیا اور اپنے تصرف مین لایا یہ بیچارے سب اوس سے محروم
رہے سبحان اللہ کیا گھر عالیشان تھا کہ ہزارون محتاج نواب وزیر بن گئے
کوری باری ڈھاری وغیرہ راجہ اور دولہ اور بہادر ہو گئے سچ ہی یہ لکھنو
چراغ شبستان ہند کا تھا اور جو سامان امارت یہان اس آخری وقت مین تھا
وہ کسی ریاست مین نہوگا ایک یہ حال بھی قابل ذکر ہی کہ سنہ ۱۲۴۶ ہجری کو
انھین کے عہد سلطنت مین نواب صمصام الدولہ بہادر فرخ آباد سے
نواب لکھنو مین واسطے ملاقات بادشاہ ممدوح کے آئے تھے جن باغ مین
جو کہ عمارت عمدہ اور باغ پر فضا تھا اوسمین حسب الحکم شاہی فروکش ہوئے
بلکہ وہ باغ خاص اسیواسطے مقرر تھا کہ جب رئیس اور امیر جلیل القدر کی خاندان
شاہی مین سے کسی کی شادی ہوتی تھی اوسکو یہ باغ عنایت ہوتا تھا چنانچہ
شادی مرزا نصیر الدین حیدر بادشاہ کی اور مرزا عالیجاہ اور مرزا والاجاہ
پسران دلیر الدولہ مرزا حیدر نیشاپوری کی بھی اوسمین سرانجام پذیر ہوئی تھی

اکثر اسیطرح عمائد کو عنایت ہوتا تھا اور رئیس تازہ وارد بھی اوسمین اوتارا جاتا تھا چنانچہ کارن صاحب بہادر سوداگر جاگیر دار کوڑیا کاس گنج سے کے بھی زمانہ نصیر الدین حیدر مین وارد شہر ہوئے اونکو بھی بسبب اعزاز و اقتدار کے بذریعہ پرچہ پام میجر جان لو صاحب بہادر کے یہ باغ عنایت ہوا تھا اسی باغ مین صاحب موصوف نے لاکھ روپی صرف کر کے محرم مین تعزیہ داری بڑی دھوم سے کی تھی وجہ اس تعزیہ داری کی یہ ہی کہ انکی بی بی مسلمان تھی اوسکو کمال چاہتے تھے لہذا یہ خرچ گوارا کیا تھا اور وہ بی بی بنت مرزا سلیمان شکوہ بہادر پسر محمد شاہ بادشاہ کی تھی اور سبب اس بی بی کا انکے پاس آنے کا یہ ہوا کہ مرزا سلیمان شکوہ شاہزادہ جلیل تھے زمانہ بادشاہ غازی الدین حیدر خلد مکان مین یہان تشریف لائے تھے بادشاہ نے کمال اونکا اعزاز کیا اور مکان رہنے کو اونکے واسطے متصل سلی گارد تا تکیہ جھم سرشرک لب دریا کئی لاکھ روپیہ صرف کر کے بنوادیا تھا دس ہزار روپیہ ماہواری اور دو ہزار روپیہ میوہ خوری کے لیے مقرر کر دیا تھا بعد دلجوئی اور خاطر داری کے اپنے فرزند ولیعہد نصیر الدین حیدر کی شادی کا اونکی لڑکی کے ساتھ پیغام دیا چنانچہ بعد شرائط مرزا سلیمان شکوہ نے وہ شادی منظور کی چنانچہ بڑی بیٹی سلیمان شکوہ کی عقد نصیر الدین حیدر مین آئی اس شادی ہونے سے غازی الدین حیدر بادشاہ نے

پچیس لاکھ روپیہ کے نقد وجنس سے اونکے ساتھ سلوک کیا تھا بعد
چند روز کے نواب معتمد الدولہ وزیر بادشاہ نے دوسری بیٹی کے واسطے
اپنے فرزند کے ساتھ پیام شادی کا دیا مرزا سلیمان شکوہ بسبب طمع دولت
کے راضی ہو گئے شادی قرار پا گئی یہ خبر بادشاہ غازی الدین حیدر کو پہونچی
آگ ہو گئے اور دونون سے اسقدر آزردہ ہوئے کہ جسکی شرح حد سے باہر
ہی یہان تک کہ مرزا سلیمان شکوہ کو اوسی دن شہر سے نکال دیا اور مکان
بھی اونکا کھدوا ڈالا بار بار یہ فرماتے تھے کہ ہم اس شاہزادے کو لاابچی
ایسا نجانتے تھے کہ مجکو بیٹی دے کر میرے نوکر کو اپنی بیٹی دے گا
سلیمان شکوہ جو یہان سے نکالے گئے قریب شاہجہان آباد کے پہونچے
اوس زمانے مین اکبر شاہ ثانی کا دور تھا اونھون نے جو یہ حال سنا
حکم دیا کہ ایسے شخص کا یہان آنا مناسب نہین چنانچہ سلیمان شکوہ وہان سے
پھر کر کوڑیا کاس گنج مین گئے طرح اقامت کی ڈالی گاڑن صاحب موصوف
نہایت دولتمند تھے اسکے دام طمع مین آکر شاہزادہ موصوف نے شادی
اوس لڑکی کی اوس صاحب کے ساتھ کر دی اس عرصے مین غازی الدین حیدر
بادشاہ نے قضا کی اور سلیمان شکوہ نے وفات پائی یہان نصیر الدین حیدر
بادشاہ کو بھی اوس بی بی کے یہان آنے کی کمال تمنا تھی بذریعے
رزیڈنٹ بہادر بادشاہ نے اجازت آنے کی دی صاحب موصوف

۱۲۴۲ ہجری کو مع اوس بی بی کے لکھنؤ مین تشریف لائے تھے اور حسن باغ مین اوترے اور تعزیہ داری کی آنحاصل اوس باغ مین صمصام جنگ بہادر رونق افروز ہوئے اور دوسرے دن بادشاہ کی ملاقات کو گئے بطریق تحفہ ایک تھالی جوڑ مع آبخورہ سنگ یشب کے مرصع کار مطلا بہت عمدہ وبہتر حلے گئے تھے اور اپنے نزدیک وہ سکو نایاب نہ جانتے تھے۔ بادشاہ کو دیا بادشاہ نے بھی بپاس خاطر اونکے بہت خوش اور محظوظ ہو کر اوسکو قبول کیا اور تعریفین بہت زبان مبارک پر آئین یہان دستور یہ تھا کہ جس دن سے بادشاہ ملاقات کرتے تھے روز اداے رسم تحفہ و تحایف ادا ہوتے تھے عطردان اور کشتی وغیرہ موافق رسم کے دی جاتی تھین دوسرے روز سامان دعوت کا ہوتا تھا اسمین خواہ انگریز ہو خواہ ہندوستانی چنانچہ نواب مسبوق الذکر کی تین دعوتین قرار پائین اور دوسرے ہی دن سی مقرر ہوئین اور یہان کی شان و شوکت اور انداز دعوت چاہیا بابت کھانے کا یہ تھا کہ ایک عالیشان مکانمین کہ وہ سب طرح شیشہ آلات وغیرہ سے آراستہ ہوتا تھا اوسمین تیس گز کا لانبا اور بارہ گز کا چوڑا میز بچھتا تھا اور اسکے گرد ایک سو پندرہ کرسیان بچھتی تھین اوسپر بادشاہ اور اعزہ بادشاہ اور کارپرداز ممتاز اور ریزیڈنٹ بہادر مع صاحبان عالیشان جلوہ افروز ہوتے تھے قصہ کوتاہ اوسی میز پر بذر دعوت اول تمام

برتن مع چنگیر و گلدان و حوض و فواره وغیره سب سنگ یشب کے مرصع کار مطلا جواہر نگار چنے اور کھانون کا کیا وصف بیان ہو کہ بادشاہی خاصہ تھا وہ نواب اور سب حکام عالیشان یہ سامان دیکھکر متحیر تھے دوسرے دن دوسرے مکان مین سامان ضیافت کا مہیا ہوا اسمین بھی اوسیقدر میز پر جملہ برتن اوسی انداز سے جواہر نگار سنگ یشب کے صورت مین اور طرحکے لگائے گئے تیسرے دن بھی اسیقدر سامان اوتنی ہی بڑی میز پر سب برتن اوسی مقدار پر اور روزون سے نہایت تحفہ عمدہ خوبصورت باریک کار جواہر نگار سنگ یشب کے مہیا تھے نواب ممدوح یہ سامان دیکھکر اپنے دلمین سخت محجوب اور شرمندہ ہوتے تھے شان خدا کو یاد فرماتے تھے حاصل کلام بعد برخاست چاہ پانی اور کھانے اور بعد رخصت نواب ممدوح کے امجد علی شاہ بادشاہ نے مجد الدولہ بہادر مہتمم خزانہ کو شہجات سے بوجہ اس حسن انتظام کے نہایت خوش اور محظوظ ہوے اور زبان مبارک سے بہت تعریفین کین خلعت گرانبہاے سے مخلع فرمایا اوسوقت مجد الدولہ بہادر نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ غلام اقبال بادشاہ سے تیس دن تک کا اقرار کرتا ہے کہ اگر حکم ہو تو اسیطرح کے ہر روز سنگ یشب کے برتن طرح طرح کے صورت مین سے نئے لگایا کرے اس عرض سے بادشاہ اور دوسرا خاص اسکے رتبے سے کھین زیادہ جلدی

دیانت و امانت مین عنایت ہوا یہ فضول فیاضی ہمیشہ سے اس سرکار مین
رہی کچھ نئی نہین ہی — اور عوام نے اسکو قدردانی اور واہ واہ سبکے فقرے سے
گھر لوٹ کھایا کارخانہ خدا ہین کہ اب وہ نہین امجد علی شاہ کے فرزند
واجد علی شاہ بادشاہ کو ایک پشت کے بعد شاید ایک پھول دان بھی
سنگ یشب کا میسر نہوگا مگر ہان ان یشب خانون مین عوض ان ظروف
یشب کے اینٹونکا ڈھیر البتہ نظر آتا ہی اس انقلاب اور زوال پہ سخت حسرتکا
مقام ہی فقط — اوس زمانہ امجد علی شاہ مین وکیل الدولہ دلاور الملک مرزا
محمد حیدر علیخان بہادر فیروز جنگ یعنی والد اعلی جاہ والا جاہ کا بڑا اقتدار رہا
جو اس عمل انگریزی مین قضا کر گئے مشہور بلقب مرزا حیدر تھے اور انکے
لڑکونکا ذکر اوپر آچکا ہی عمدہ رئیس تھے —

اور امجد علی بادشاہ کا حال کیا لکھا جاے اس بادشاہ کے عہد دولت مین
کوئی جدید بات نہین ہوئی اور مجتہد کا زمانہ رہا اور منجملہ اس بادشاہ کا
یادگار ہی سنہ ۱۲۶۳ ہجری مین ۲۶ ماہ صفر یوم شنبہ پانچ بجے ۴۸ برس
پانچ مہینے دو دن کے سن مین بعارضہ سرطان آٹھ دن کے درمیان مین
جہان فانی سے گذرے اور میڈو خان رسالدار کی چھاونی مین دفن
ہوئے جنت مکان لقب پایا تاریخ وفات کی منشی مظفر علی اسیر
اوستاد مومن سے یہ ہی

شاہ عادل نیک خصلت نیک سیر نیک خو	ترک دنیا کرد در دلہای ما یان شد قلق
از سروش غیب پرسیدم چو تاریخ وفات	گفت شد امجد علی جنت مکان اصل الحق

۱۲۶۳ھ

لاکہ روپیہ اونکے مقبرے کی تعمیر اور امام باڑیکے خرچ کے واسطے تجویز ہوے تہے اپنے عہد مین نوٹ سے کے کاغذات تفصیل سے مقرر کر گئے —

دفعہ اول نوٹ کے کاغذ	نواب مغفور محل ملکہ کشور وغیرہ	مرزا جواد علی جرنیل	نواب امین الدولہ
[illegible] لکہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
معین الدولہ	نواب افسر بہو	نواب تاجدار بہو	جہو بیگم
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
مہر شمس الدولہ	حسین علیخان	دفعہ دوم نوٹ کے کاغذ و قطعہ	نواب تاج آرا بیگم
[illegible]	[illegible]	[illegible] لاکہ	[illegible]
جناب عالیہ متعالیہ	نواب مغفور محل	دفعہ سوم نوٹ کے کاغذ جو ڈیوڑہی صاحب کے عہد مین بنے گئے	نواب ناکہ عہد اور متعلق
[illegible]	[illegible]	[illegible] لکہ	[illegible] لکہ

بیان ریاست امجد علی شاہ

۲۶ صفر سنہ ۱۲۶۳ ہجری مطابق سنہ ۱۸۴۷ ع کو اورنگ نشین خلافت ہوئے تاریخ ہی

شہ عدل پرور سلیمان حشم	فزون رتبہ تخت شاہی نمود
زملک و ملک این صدا شد بلند	ملک رونق تاج شاہی فزود

واجد علی شاہ

ابتدای خلافت مین نواب امین الدولہ وزارت پر ممتاز تھے لیکن عہد
ولیعہدی سے بادشاہ کا مزاج انسے درپردہ مکدر تھا اسواسطے عہد تخت نشینی
سے خیال تھا کہ کسی دوسرے کو خلعت وزارت دیا جاوے اس بادشاہ
کی عہد حکومت مین کئی باتین ظہور مین آئین جو ابتک یادہین نواب امین الدولہ کا
سانحہ مولوی امیر علی کا شہید ہونا ہنومان گڈھی کا دنگہ اور فساد عیاشی
غفلت نالائق اہلکارون کا دخل تعمیر قیصر باغ امین الدولہ کا قصہ
بہت مشہور ہے کہ بسواری بگھی دردولت پر آتے تھے وقت صبح
شیخ فضل علی احمد خان غلام غوث خان وغیرہ پانچ جوان بدمعاش
سڑک گولہ گنج مین زیر دیوار امام باڑہ نواب ملکہ زمانیان بیگم زوجہ نصیر الدین حیدر
بادشاہ بگھی سے نواب کی لپٹ گئے اور انمین سے دو شخصون نے
بچا لاکی امین الدولہ کو بگھی سے اوتار کر زمین پر گرا دیا اور چھری سینہ پر
رکھدی اور تین آدمی قرابینین لیے ہوئے اونکے سر پر کھڑے
تھے اور یہ کہتے تھے کہ جو کوئی پاس آویگا ہم نواب کا کام تمام کرینگے
اسوجہ سے کوئی دست اندازی نکر سکتا تھا اس عرصے مین یہ خبر
عام ہوئی افسران فوج شاہی مع اراکین موقع واردات پر پونہچے
بڑے صاحب بہادر اور چھوٹے صاحب بہادر وغیرہ وہان آئے
سوای تالیف قلوب اور طمع زر کے کچھ بن نہ آئی ۷۵ ہزار روپیہ پر

صاحب کلان بہادر نے اونکو رضی کیا ذمہ دار ٹھہرے منگوادیا مگر
اصل مطلب اونکا معلوم ہوا وادمی طمع مین آ گئے نواب مجروح کو رہا کیا
کہ امین اباد گئے تاریخ اوسکی تدبیر الدولہ منشی مظفر علی اسیر سے یہ ہی
بوقت کینہ اوباش چند با نواب زمانہ گفت کہ یارب ذوالجلال بخیر
اسیر سال وقوع فساد کرد رقم رسیدہ بود بلای ولی تمام بخیر
۱۲۶۴
چنانچہ وہ سب روپیہ ہاتھیون پر رکھکر پانچون بدمعاش سوار ہوئے اور
صاحب کلان بہادر کے ساتہ بیلی گارد مین گئے بحکمت عملی ہتھیار
اونسے لیے گئے گرفتار ہوئے چوتھے دن چار بجے کے بعد
اونکو اپنی کوٹھی سے نکال دیا دروازے پر ازدحام تھا اور سپاہی
سرکار شاہی جوق جوق جمع تھے جیسے وہ باہر نکلے گرفتار ہوئے
مارے گئے قید خانہ دیکھا اور نواب مجروح کا علاج ڈاکٹر لوکن صاحب
نے اس حسن تدبیر سے فرمایا کہ ۱۲ دن مین غسل صحت کیا دربار شاہی
مین آئے نذر دی خلعت معمولی سے سرفراز ہوئے خوش خوش گھر
گئے دوسرے دن چوبدار سلطانی نے زبانی انجم الدولہ کے حکم پہنچایا
کہ آپ عہدے سے معزول ہوئے سوار نہو جیے گا اور انتظام اور
کاروبار وزارت پر بدون عطای خلعت نواب نقی علیخان چچیا سسر
بادشاہ کے مامور ہوئے بعد تین مہینے کے خلعت وزارت پایا

جو کہ یہ بادشاہ نوجوانی مین بادشاہ ہوا اور ایام [illegible] تھا مین تقاضاے
شباب سے طبیعت مائل عیش ہوئی رفتہ رفتہ صحبت گانے بجانے
اور طوائف اور میراثی کی گرم ہوئی انجام افراط و تفریط عیش و عشرت کا
یہ ہوا کہ سوای محلات ممتازہ کے کئی بیگمین [illegible] بیبیان زمرہ متعہ اور نکاح
مین دراین اونکے سوا جو طوائف گانے بجانے کی خدمت پر مامور
تھین وہ بوجہ ایجاد پسندی اور اختراعات شاہی کے بلقب پری اور
پریون کے نام زد ہوئین ایک عالیشان عمارت بنا کے موسوم بہ قیصر باغ
کی جسمین سب بیگمات بڑے بڑے سامان اور ٹھاٹھ سے بعیش و
عشرت رہتی تھین ہر ایک بیگم کا انوکھا اور نرالا خطاب اور لقب ہوش ربا
اور نام دلربا تھا اسیطرح بھڑوے اور میراثی بھی خوشامد اور لگاوٹ سے
دخل اور قرب پیدا کر کے دولہ اور نواب اور بہادر کے خطاب سے
مخاطب ہوے اور لکھوکھا روپیہ پیدا کر کے مالامال ہو گئے مگر یہ سب
کمینے اور نالائق تھے چند خواجہ سراؤن نے موافق اقبال شاہی کے
عروج اور مرتبہ بلند پایا اونمین سے مثل حاجی دیانت الدولہ و حاجی مسرور الدولہ
کئی خواجہ سرا لائق اور وفادار بامنش تھے اور علاوہ عیش دوستی
اور ایجاد پسندی اور تکلفات کے اس بادشاہ کو کچھ مرض مثل مالیخولیا وغیرہ
بھی تھا معہذا بقول حافظ عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو نفی حکمت مکن از بہر دل عام چند

چند اوصاف اس بادشاہ کے قابل ذکر کے بھی ہین گو یہ بادشاہ اقدر عیاش تھا مگر موافق مذہب شیعہ کے سب عورتین نکاحی اور متاعی تھین اب بے اسکے کسی عورت نامحرم سے اس بادشاہ نے مقاربت نہ کی اور نہ کسی کو جبر سے بیگم بنایا آس کثرت عیش و عشرت اور عالم جوانی اور سلطنت پر نماز پنجگانہ مین سے کوئی نماز قضا نہین ہوئی یہ حکم رہا اور اب بھی ہی کہ اگر صبح ہوتے بھی ہم سو جائین تو بھی زبردستی بے خوف و خطر اور بے پاس ادب جگا دینا چنانچہ ایسا ہی ہوتا ہی اور کبھی نماز اور تلاوت قضا اور ترک نہین ہوتی ہی — این کار از تو آید و مردان چنین کنند —

یہ بادشاہ اسقدر رحم دل اور رقیق القلب ہی کہ باوجود اس قدرت سلطنت اور زور وزر کے اس سن شباب مین کسی پر طیش اور بیرحمی نہین کی بلکہ گالی تک بھی زبان پر نہین آئی نہ کسی موافق اور مخالف کو ظلم سے ستایا نہ کسی کی جان لی — باوجود اس سلطنت اور جاہ و حشمت اور شباب کے اس بادشاہ مین غرور و نخوت جس سے ہزارون مین بھی کوئی امیر خالی نہین ہوتا نام کو نہ تھا مصرعہ گر بدولت برسی مست نگردی مردی + جیسے یہ بڑی نعمتین خداداد تھین ویسے ہی غفلت اور عیش کا عیب بھی تھا مگر وہ اپنی ذات کے واسطے تھا بے عیب ذات خدا کی ہے چنانچہ اب بسبب اعتدال قوام جوانی اور سن کے بہ نسبت سابق بہتر بھی ہے اور

وہ باتین خواب خیال بھی ہوتی جاتی ہین یہ بادشاہ عادل تھا کسی موافق
اور مخالف یا امیر یا بیگانے کی عدل مین رعایت نہین کی یون ہندستانی
سرکار کے اہلکار جو اپنے اپنے کام کے مالک اور محول علیہ ہوتے تھے
اگر اونھون نے کوئی حق تلفی کی تو اونکے نصیب ایک عدل بادشاہ کا
جو مقدمہ بزنالہای مکان میر مہدی حسن متخلص شمشیر داروغہ عمارت سلطانی
بمقابلہ امانی بیگم داروغہ سرکار نواب مخدرہ عظمی ظہور مین آیا اور بادشاہ نے
عدالت غربا ئی وہ مثنوی درۃ التاج مین نظم ہی - اول سال جب یہ بادشاہ
تخت نشین ہوئے یہ منظور تھا کہ تمام علاقجات قلمرو سلطانی حضور تحصیل
ہو جائین زمیندار اور تعلقدار اپنے کلا کی معرفت زر آمدنی داخل خزانہ
سلطانی کیا کرین ناظم اور چکلہ دار موقوف ہو جائین کہ یہ عملا قوان پر جابکر
زیادہ ستانی اور تنگ طلبی کرتے ہین رعیت تباہ اور نقصان سرکار بھی
ہوتا ہی لیکن اہلکارون نے کہ اونکی جامدات لاکھون روپے کی جاتی تھی
اس حکم کو جاری نہونے دیا آغاز مین وکیس اقرائی تیرون پر بنام مشغلہ سلطانی
ہمراہ رکاب سرکار بادشاہ رہتے تھے مستغیث اپنی عرضداشتین او سمین
ڈالدیتے تھے اور اوسکو بادشاہ اپنے ہاتھ سے کھولکر حکم لکھتے تھے
اور طبیعت بھی نہایت رسا اور چالاک تھی ترتیب فوج بھی باآئین تازہ ہوتی
تھی یعنی قانون رزمیہ زبان فارسی مین موجد طبع عالی تھا ترجیحے اور

بانکے دور سالے اور اختری اور نادری دو پلٹنین تلنگون کی بموجب
ہدایت اور تعلیم بادشاہ کے کام کرتی تھین بادشاہ آپ قواعد لیتے تھے
اور روش اور بول چال سکھاتے تھے ایکدن نواب علی نقی خان نے
عرض کی کہ یہ امر خلاف مزاج صاحب رزیڈنٹ بہادر کے ہی لہذا بادشاہ
نے بالکل اس طرف سے کنارہ کیا اور ایک میلہ قیصر باغ مین پوشاک جوگیا
بحکم سلطانی تھا ۱۴ ذیقعدہ ۱۲۶۹ ہجری کو ہوتا تھا لہذا چھوٹے بڑے
لڑکے بوڑھے امیر غریب جوگیا لباس پہنے ہوئے شریک میلہ ہوتے تھے
وجہ یہ تھی کہ سفید پوش اندر قیصر باغ کے جانے نہ پاتا تھا انگریز امیر ہوگئے

تاریخ میلہ

بقیصر باغ چون سلطان عالم	نمودہ میلۂ رنگین و نادر
پئی تاریخ این فرخندہ جاسہ	ندا آمد نشاط افزای خاطر ۱۲۶۹ھ

اس میلے کا سامان اور تکلفات اور آرایش قیصر باغ اور چہلے
کیطرح بیان مین نہین آسکتے جسطرح کا بازار دوکاندار اوسی رنگ
کے تھے اور بنیاد اس میلے کی یہ تھی کہ واجد علیشاہ کی چھٹی کی آرزو میں
اونکی مان نے لڑکپن مین جوگیا لباس پہنایا تھا اوسکی سالگرہ اس
لباس سے ہوتی تھی بادشاہ نے عہد سلطنت مین میلہ قرار دیا اور اس
بادشاہ کا تخلص اختر تھا افسانۂ عشق دریای تعشق بحر الفت اور چند دیوان

اور مثنویات اور رسالہ موسیقی وغیرہ تصنیف اور تالیف بادشاہ کی مطبع سلطانی مین چھپی تھی اور بادشاہ کے پانچ شاہزادے بھی اس طرح ہین

ملکہ مخدرہ عظمیٰ نواب بادشاہ محل صاحبہ عرف خاص محل سے سہ فرزند

اول مرزا نوشیروان قدر محمد حیدر علی بہادر

دوم فلک قدر مرزا جاوید علی بہادر جو دیوانے مشہور تھے

سوم کیوان قدر مرزا محمد حامد علی بہادر

چہارم ملکہ ملک تاج آرا نواب معظمہ محل صاحبہ سے یک فرزند

فریدون قدر مرزا مہر علی بہادر

پنجم نواب حضرت محل صاحبہ سے

برجیس قدر مرزا محمد رمضان علی بہادر

یک فرزند

پہلے مرزا جاوید علی بہادر ولیعہد ہوئے ڈھائی برس کے بعد پھر مرزا محمد حامد علی ولیعہد ہوئے اور مرزا محمد مہر علی بہادر جرنیل ہے ان بادشاہ کو نوابصاحب سے کمال محبت تھی اکثر گئو گھاٹ مین نوابصاحب کے مکان پر تشریف لیجاتے تھے اور دو دو دن چار چار دن وہان رہتے اون نوابصاحب کی کتخدا دو بیٹیان تھین ایک بیٹی کی شادی نواب محسن الدولہ بہادر کے فرزند کے ساتھ بڑی دھوم سے ہوئی اور دوسری بیٹی کا

کہ نواب اختر محل صاحبہ خطاب سے بادشاہ کے ساتھ عقد ہوا بڑی دھوم
اور رونق تھی روشنی نواب کے مکان تک کہ تخمیناً چار میل کا فاصلہ
ہی دو رویہ ٹٹر روشنی کے نصب تھے اسکے پیچھے آتشبازی اور جابجا پردے یعنی بڑے
بڑے دروازے روشنی کے سڑک پر سرخ کپڑے اور گوٹے پٹھے
سے منڈھے تھے اور عمدہ عمدہ ٹٹیان آرائش ابرک کی برنگ رنگ
گلکاریان بنی ہوئی لگین تھین کہ جس سے وہ عالیشان پر تکلف معلوم
ہوتا تھا اور نوابصاحب کے مکان عالیشان مین ہر چہار طرف دریا کی اس پار
اور اوس پار کمال روشنی کی دھوم تھی اور آتشبازی ہر قسم کی آرایش سے
زیادہ امیرون کے خیمے خانہ باغ مین جابجا نصب تھے محفل رقص و سرود دیتو نہ
اور خیمو مین گرم تھی یہ سامان ہمراہ جلوس شاہانہ قابل دید تھا کہ جسکا شمہ بیان سے
باہر ہے ۔ ۱۲۶۵ھ مین عہد سلطنت واجد علی شاہ مین نواب گورنر
جنرل لارڈ ڈلہوزی صاحب بہادر بعد فتح ملک پنجاب جب لکھنؤ مین تشریف فرما
ہوے تو بادشاہ کی ملاقات سے البتہ خوش ہوے اور ملک کی
بے انتظامی سے شاکی ہو کر بادشاہ سے فرمایا کہ کرنیل جان لو صاحب
سابق ریذیڈنٹ نے اس بابت سے عہد کیا تھا کہ درصورت فتور
و بے انتظامی اہالی سرکار انگلشیہ اس ملک کو قبضہ تصرف مین لاوینگے
اور جو منافع کہ بعد اخراجات بچیگا عوالہ خزانہ شاہی ہوا کریگا لیکن

حکام ولایت کے نزدیک یہ تجویز ناپسندیدہ ہوئی اور اوسکو عرصہ دراز
ہوچکا اب تک سرکار انگریزی کو انواع و اقسام کی مراعات اس ریاست کے
ساتہ مرعی تھی باوجود اسکے اب تک کچہ بندوبست نہو سکا اسپر بادشاہ
نے عذر کیا کہ اور دو برس کی مہلت چاہیے بااینہمہ یہان تو ون عید
شب برات خواب غفلت بدستور رہا دو برس کیا کئی برس
ٹل گئے پہر ولایت سے تحریک ہوئی کرنیل سلیمن صاحب بہادر رزیڈنٹ
اول نے اس ریاست کا حال مفصل و مشرح تحریر فرمایا چنانچہ حسب تحریک
گورنمنٹ اور ایمای بادشاہ کرنیل سلیمن صاحب بہادر نے دورہ فرما کر ایک
رپورٹ گورنمنٹ کو بھیجی اور ہر وقت سے اس بارہ مین متواتر تحریرات
فیمابین گورنر جنرل بہادر اور شاہ اودہ کے رہین چنانچہ اوسی رپورٹ
کے معاینہ سے بے سر و سامانی معلوم ہوئی حکام ولایت کو ایما ہوا
کہ شاہ اودہ اور اوسکے خاندان کے وظائف مقرر ہون اور انتزاع
سلطنت عمل مین آوے چنانچہ کارپردازان گورنمنٹ نے بجا آوری
اس حکم کی کی بعد سلیمن صاحب کے جنرل اوٹرم صاحب ریذیڈنٹ لکھنو
ہوئے اونھین کے زمانے مین مولوی امیر علی صاحب شہید ہوئے
اس معرکے کا بہت طول بیان ہی مختصر یہ کہ نیٹھے بٹھائے حمیت
مذہبی سے مولوی صاحب آمادہ استیصال ہنومان گڈھی کے ہوئے

اور اکثر اشتعال کت ورادا اشخاص بدوضع اور شہر کے ناعاقبت اندیشون
کی بھی جہالت مذہبی تو مشہور ہی ہی ہرچند ارکین سلطنت شاہی سنے بہت کچھ
سمجھایا نہ مانا آخرکار ضلع دریاباد کے مقام ہندؤن اور مسلمانون کا معرکہ
ہوا کہ جسمین فوج شاہی سنے واسطے فروکرنے اس بلوے کے بھی
معرفوزہ کی آخرکار جب مولویصاحب سنے نمانا تو ادہر فوج شاہی نے
قافیہ تنگ کیا اور ادہر ہندو کچھ بتعمیل حکم اور کچھ بمصلحت وقت اگر مذہبی
تعصب سے جو جمعیت کثیر مجتمع تھے مقابلے مین درآئے اور مولویصاحب
اور بہت سے اونکے پیرو اور ہمراہی اس معرکے مین شہید ہوے
آخر زمانہ بادشاہ مین یہ معرکہ بھی اونکی بے انتظامیون پر قوی
دلیل ہوگیا غرض تقدیر کے لکھے کو امکان نہین ہی دہونا آخرالامر
۷ر فروری ۱۸۵۶ء حسب الایماء حکام ولایت موجب حکم گورنمنٹ ہند کے
سپاہ جرار گورہ و ہندستانی کانپور سے آکر لکھنؤ کا محاصرہ کیا اور
جنرل اوٹرم صاحب بہادر سنے دولتسرای سلطانی پر جاکر بادشاہ کو
منشا حکم سے اطلاع دی بادشاہ سنے مصلحتاً حکم سرکاری کو تسلیم
کیا اور اسیوقت احکام قلمرو مین جاری کرائے گئے کہ آج کی
تاریخ سے اس ملک پر قبضہ سرکار انگلشیہ ہوا غرض باطاعت شاہی
جملہ ارکین و توابع و اہلکاران و زمینداران وغیرہ نے فرمان طاعت کی تعمیل کی

اس شہر کے رؤسا و امرا بلکہ اکثر ارا کین سلطنت اسوقت تک خواب غفلت مین محض بیخبر تھے جبکہ فوج سرکار نے لکھنؤ کا محاصرہ کیا اگرچہ بادشاہ کو عزمیت گورنمنٹ سے اطلاع تھی بلکہ اہلکاران نالائق نے والی ریاست کے دل پر یہ بات نقش کالحجر کی تھی کہ سلطان عالم ہم خیرخواہون نے ولایت مین سب بندوبست کرلیا ہی گورنر جنرل اور دیگر حکام کیا ہین غرض ہمیشہ سبز باغ تذویر دکھاتے رہے وقت انتزاع سلطنت محلات شاہی مین جو کہرام مچا وہ بیان نہین ہوسکتا شہر مین گھر گھر ماتم تھا سارے شہر مین ہلچل تھی کہ کیا سے کیا ہوگیا عبرت و حسرت کے سوا کیا تھا۔ مادہ تاریخ یہ ہی

مرگ انبوہ بہ از جشن نشاطی دارد

غرۂ جمادی الثانی سنہ مذکور کو کہ ابتدای برہان الملک سے اب ایک سو چالیس برس ہوتے ہین عمل انگریزی اودہ مین ہوا۔ القصہ جب سابہ ارا کین سلطنت کے دلون مین خداوند تعالی نے یہ ولولہ ڈالا کہ رہا سہا جو کچھ باقی ہی اوسکا بھی خاتمہ بالخیر ہو۔ سب اہلکارون نے بادشاہ کو یہ صلاح دی کہ ولایت مین تشریف لیجا کر حضور ملکۂ معظمہ سے دادخواہی کیجیے ہرچند اسرا مر کے واسطے بادشاہ کے عزیزون اور ارا کین سے ولایت جانے کے واسطے

گیا کم تھے لیکن تقدیر کا اتفاق ایسا ہی تھا کہ لکھنؤ کی رونق اور سلطنت کا نام بھی مٹ جاے عزمیت مصمم ٹھہر گئی بالآخر مرزا محمد جواد علی بہادر برادر خورد و مرزا ولیعہد بہادر و جناب عالیہ و محلات وغیرہ بامید استرداد ملک موروثی بصوابدید نواب منور الدولہ بہادر روانہ کلکتہ ہوے مہاراجہ ایشر سنگھ بہادر رئیس بنارس بکمال عقیدت نذر لائقہ اور مہمانداری سے جو شایان ریاست کے تھا انسے پیش آئے کہ قیامت تک یادگار رہیگا اور وہانسے بادشاہ بعد طی راہ دریا ۳ شوال سنہ الیہ کو کلکتے مین پہونچکر کوٹھی راجہ بردوان واقع مٹیا برج مین مقیم ہوے اور اکثر وابستگان شاہی مثل نجم الدولہ بہادر و حسام الدولہ و فتح الدولہ محمد رضا برق بتدریج پہونچے ۲۹ شہر مذکور کو جناب عالیہ متعالیہ اور مرزا سکندر حشمت بہادر اور مرزا ولیعہد بہادر مع مسیح الدین خان سالن کاکوری وغیرہ واسطے دادخواہی دار الحکومت سلطنت کے بسواری جہاز روانہ لندن ہوے اور بعد طے منازل راہ دریای شور منزل مقصود پر پہونچے بھی گوہر مقصود ہنوز ہاتھ نہ آیا تھا کہ آتش فساد بغاوت فوج باغی سرکار مشتعل ہوئی اسی عرصہ مین مرزا سکندر حشمت و جناب عالیہ متعالیہ بقضای الہی بحسرت ناکامی پیرس مین راہی ملک عدم کے ہوے —

قطعۂ تاریخ

جناب عالیہ رشک مریم و بلقیس ... بہم سکندر حشمت بہادر دیجاہ
چو ارتحال نمودند در سواد فرنگ ... دو چند گشت بعالم ظہور حسرت و آہ
دوبارہ مصرعہ تاریخ سال باید خواند ... دوبارہ قلب ہمہ از دو صدمہ جانکاہ

بعد گذرنے اس سانحے آٹھ سال کے مرزا ولیعہد بہادر حسب الطلب بادشاہ
۲۷ صفر ۱۲۷۳ ہجری کو ولایت سے کلکتے کو پھرے بقول حافظ
تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را
بیان تفصیل سرگذشت سفر بے اثر کی محمول بشکایت اور خالی از عبرت نہ تھی
لہذا طول لاطائل جانکے قلم انداز کی وہ ہی لکہ پڑی مشاہرہ شاہ موصوف کو معین
ملتا ہی جو مقرر ہوا تھا اور کل مال و اسباب و جاید اد ضبط سرکار رہی مگر
نیک نیت سر ہنری لارنس صاحب بہادر نے تخمینا بیس لاکھ کا جواہرات
منجملہ مال شاہی سے بچا رکھا تھا جو اونکو کلکتے مین دیا اور اوس سے جو
بادشاہ پر قرض تھا کچہ ادا ہوا ایک سال پانچ مہینے گیارہ دن لغایہ آخر
ذیقعدہ ۱۲۷۳ ہجری عملداری انگریزی بخوبی ہی کرنیل اوٹرم صاحب بہادر
چیف کمشنر اور میجر گلین صاحب بہادر اور کرنیل سر ہنری لارنس صاحب بہادر چیف کمشنر
تھے کہ ناگاہ نمکحرامی و حق فراموشی سے سپاہ سرکاری نے نشان بغاوت
بلند کیا چنانچہ اودہ مین بھی ماہ جون ۱۸۵۷ع مین بغاوت فوج ہوئی
۱۲ ذیقعدہ ۱۲۷۳ ہجری جلیس قدر مرزا محمد رمضان علیخان کو مسند حکومت پر

بٹھاکر اپنا بادشاہ بنایا اور بدستور سلطنت قائم کی۔ تاریخ یہ ہے

رکن دین کیوان مکان برجلیس قدر انجم سپاہ

شرف الدولہ محمد ابراہیم خان نائب تھے اور ممو خان بخطاب علی محمد خان بہادر داروغہ دیوان عام ہوئے اسطرح سے بہت لوگون کو خدمتین ہوئین ناظم اور چکلہ دار علاقون پر بدستور مامور ہوئے گورکھپور بھی شامل اس ملک کے ہوگیا تھا آٹھ نو مہینے فوج سرکار محصور بیلی گارد سے مقابلہ رہا اور دردہ باقی رئیس شہر کے سرکار سے موافق رہے جنکے سبب سے جاسوسی اور دیگر کار ضروری جاری تھے آخر فوج سرکاری کانپور سے آکر بشجاعت اور استقلال تمام انکو نکال کرکنت عالم باغ مین لےگئی مفصل ذکر اسکا بیچ دیگر تالیفات مین لکھا جایگا مگر سبب سرزنگی اور حسن انتظام سرہنری کرنیل لارنس صاحب چیف کمشنر کا تھا جنھون نے شجاعت اور وفاداری مین آپ کو سرکار پر نثار کیا دوسری بار فوج سرکار مع کمک راجہ جنگ بہادر سرچہار طرف سے یورش کرکے سرحد لکھنؤ مین پونہچی اور ناکہ ہندولہ سے حسین گنج اور حضرت گنج مین کہ نہر سے پورب طرف واقع ہی در آئی اور بعد عبور دریای گومتی محاصرہ مکان شاہی کا ہوا ۲ رجب ۱۲۷۴ ہجری اندر مکان کے در آئی سلخ رجب اور غرہ شعبان سنہ مذکور تمام شہر مین عمل دخل ہوگیا صاحب عالم نوشیروان قدر بہادر فرزند کلان واجد علیشاہ کی

جو دیوانے مشہور تھے ہمدمۂ گولی سے کہ اونکے مکان سکونت
مین برستی تھین مارے گئے اور شرف الدولہ جو نائب تھے درگاہ
حضرت عباس مین نالے کے اوپر مردمان احمد اللہ شاہ کے
ہاتھون سے باشتباہ سازش سرکار مارے گئے

تاریخ دیا کرشن ریحان

بے گور و کفن رہی جو لاش اوسکی سرو کش	بولا کہ وہ سب شرف ملا مٹی مین

لکھنو مین عجب ہنگامہ محشر برپا تھا کہ تمام رعیت امیر غریب پاداش اعمال سے
گھربار اپنے چھوڑکر بخوف جان یک بینی دو گوش خوف سرکار سے
بے سامان خانہ بدوش ہوکر جنگل او ربیر و نجات مین چلے گئے وہ
وقت تھا کہ شہزادیون کو سواری ایک ڈولی کی بھی نصیب نہ تھی
اس سبب سے یہ شہر خوب لوٹا گیا اور مرزا برجیس قدر اور حضرت محل صاحبہ
مان اونکی ۹ مہینے ۱۸ دن کی حکومت کرکے لکھنو سے کنارہ کر گئے
پار پہونچے وہان مرزا برجیس قدر کی اس لقب سے برجیس قدر
محمد رمضان علی سکندر جاہ اقبال شاہ خلد اللہ ملکہ کندہ ہوئی و ممو خانکو
عہدۂ وزارت اس خطاب سے ملا ناصر الدولہ نصیر الملک علی محمد خان بہادر
منصور جنگ ناظم و عامل بھی باقی ضلعون پر مقرر ہوگئے مگر محاربے اور
مجادلے مین بسر ہوئی انجام کار جمادی الاول ۱۲۷۵ ہجری صاحبان

عالیشان بہادر او تر بے مطمین ہوکر اوس پار گھاگرہ کے پہونچے نو مہینے چند روز یہان بھی برجیس قدر اور اونکی مان حکومت کر کے نواح ملک نیپال مین سے گئے اور کل ملک پر قرار واقعی بدستور تسلط سرکار ہوا ملک سے جلد آشوب کا رفع ہونا اور آسودگی و اطمینان سے رعایای پریشان کا آباد ہونا یہ سب نتیجہ سرکار کی چشم پوشی و اشتہار شاہی کا تھا ــ

یہ عجب بات ہی اس محل پر قابل ذکر ہی کہ واجد علیشاہ تو ایسے عیاش اور کاہل و آرام طلب ہون اور اونکی ایک خادمہ حضرت بیگم نام اور دہ سالہ فرزند ایسا بیباک اور جری نکلے جسکی نکہ توپ تلوار سے بھی نہ جھپکی اور بدعوی سلطنت سرکار سے مقابلہ او تخالف کیا اور اب جوالی بھوٹ مین سلامت سنی جاتی ہین اگرچہ بیجا بائی اور رانی جھانسی نے مردانگی مین اور سکندر بیگم والی بھوپال تال نے سوغ اور انتظام مین اور رانی چندہ ماد روالی لاہور نے چالاکی مین او زینت محل بیگم شاہ باغی دہلی نے وفاداری مین نام نکالا مگر اس بیگم لکھنو نے کہ یہان کے مرد عیاش و آرام طلب ہوتے ہین ایسی باتون کا ظہور مین آنا تعجب سے ہے آر سے ــ

نہ ہر زن زنست و نہ ہر مرد مرد ۔ خدا پنج انگشت یکسان نکرد

تعمیرات لکھنؤ

بنا و نقش عمارات شہریاران ہین کہ این سپہر جفا پیشہ جون شکست و بست

اس شہر مین عہد نواب آصف الدولہ بہادر سے ہر ایک کی عہد
حکومت و سلطنت مین مکانات عمدہ عمدہ تعمیر ہوتے رہے
شہر کے اوتر کی طرف گومتی کے کنارے کنارے کثرت سے
مکانات شاہی موجود تھے ہنگامہ بلوہ سے کے پہلے بعض بعض
مکان سرکاری کام مین آ گئے پھر ایام غدر مین توپ کی زد مین
جو مکانات رہ گئے گولے اور گولیون سے بالکل مسمار
اور شکستہ ہو گئے چونکہ بعد انتظام بلوہ مرمت مین صرف
کثیر ہوتا اس سبب سے اکثر مکانات مسمار کیے گئے
اون سب کی احوال عبرت مآل بخیال طوالت کتاب قلم انداز کیا گیا شعر

ہر کجا افتادہ بینی خشت ویرانہ
ہست فرد دفتر احوال صاحب خانہ

اب جو تعمیرات مشہور مشہور باقی ہین حد شرقی سے سلسلہ
اوس کا شروع ہو کر حد غربی تک تمام کیا جاتا ہے

کوٹھی بیبیاپور

جسکو نواب آصف الدولہ نے سیرگاہ و شکارگاہ کے طور پر تعمیر
کروایا تھا اور وہان جاکر سیر و شکار کیا کرتے تھے مگر جنکر صاحب

رزیڈنٹ بہادر سابق لکھنو سے تبدیل ہوکر روانہ ہوے اور دوسرے
صاحب بجاے اونکے کارفرما ہوسے تو دوسرے روز اس مقام پر نواب وزیر
بڑے ترک و شان سے واسطے ملاقات صاحب رزیڈنٹ بہادر
کے تشریف لاے و بروقت رخصت صاحب بہادر کو اپنے ساتھہ ہاتھی
پر سوار کرواکر کوٹھی رزیڈنٹی مین لیگئے اور اس امر کا تصفیہ ہوا کہ وزیر علی
کو مسند سے بہناست کر کے سعادت علیخان پسر متبنی آصف الدولہ
کو بجاے اونکے مسند نشین کرین اور یہ بات مشہور عام ہے کہ اسی مقام
مین جناب لاٹ صاحب ٹلین ہوتہہ بہادر نے دربار اہالیان دربار شاہی
کا فرمایا تہا اور اسی جلسے مین وزیر علی کو حکم معزولی مسند کا سنایا تھا
اور اسی مقام سے اونکو روانہ شہر بنارس کیا تھا جو جگہہ
اونکے قیام کیواسطے سرکار سے تجویز ہوئی تھی

کوٹھی دلکشا

اس کوٹھی کو سعادت علیخان نے اپنے سیر و شکار کیواسطے بنوایا تھا
اور جنگل گرد و پیش کو صاف کرواکر ایک چراگاہ مقرر اور اوس مین
جانوران شکاری مثل ہرن وغیرہ چھوڑوا دیے تھے اس کوٹھی مین
اکثر بیگمات بھی سیر کے واسطے آیا کرتی تھین

ولایتی باغ

اس باغ کو بادشاہ نصیر الدین حیدر نے تیار کیا تھا اور اوسمین اکثر ولایتی درخت لگائے تھے اسی وجہہ سے اوسکا نام ولایتی باغ مشہور ہوا واجد علی شاہ نے اوسکی چار دیواری کو وہ بلندی بخشی جواب موجود ہی کیونکہ اونکے محلات اکثر وہان جاکر سیر کیا کرتے تھے اور اسکے واسطے پردیکا مکان ضرور تھا

کوٹھی مارتین

جسکو کنسٹین ٹیا بھی انگریزی زبان مین کہتے ہین اوسکو جنرل کلاڈ مارتین صاحب نے تعمیر کیا تھا صاحب نے اوسکی تعمیر شروع کی اور نقشہ نواب آصف الدولہ بہادر کو دکہلایا نوابصاحب نے نقشہ کو پسند فرماکر خواہش اوسکی خرید فرمانے کی ظاہر کی اور دس لاکھہ روپیہ اوسکی قیمت قرار پائی مگر نوابصاحب کی مرگ نے اس معاملے کو انجام نہونے دیا اور بعد چند روز کے جنرل مارتین صاحب بھی فوت کر گئے اور یہ تعمیر ناتمام تھی مگر صاحب موصوف نے بنظر اسکے کہ کوئی حکمران آیندہ اوسکو ضبط نکرلے یہ حکم دیا تھا کہ اوسکی لاش اسی مکان مین دفن ہو اور جو روپیہ اوسنے واسطے ترتیب مدرسہ کے جمع کیا ہی اوسکے سود کی آمدنی سے یہ تعمیر اختتام کو پہونچی بیچ ہنگام مفسدہ کے سپاہ مفسدین نے صاحب کی قبر کھود کر اوسکے استخوان وغیرہ جو باقی تھے اونکو باشن باشن اور پریشان کر دیا تھا مگر بعد فرو ہونے مفسدہ کے پھر

استخوان صاحب کے جو دستیاب ہوے دوبارہ قبر مین رکھے گئے

نہر گنگ

اس نہر کی کھودائی نصیر الدین حیدر کے وقت مین شروع ہوئی تھی
اور زر کثیر اوس مین صرف ہوا اور علت غائی اس مطلب سے بہت
مفید اور کارآمد تھی راجہ بختاورسنگہ نے یہ امر شاہ اودہ کے گوش گزار
اور عرض کیا کہ اس نہر سے پانی گنگا کا لکھنو تک آویگا اور اوسکے
سبب سے تجارت اور زراعت کو بہت فائدہ ہوگا بلکہ اونکو ترغیب
و تحریص دیکر شروع کروایا تھا مگر چونکہ یہ امر علم سے تعلق رکھتا ہے
اور کسی صاحب انجنیر کی صلاح اور مشاورہ اسمین نہ تھا اسلیے یہ امر
اختتام کو نہین پونہچا اور اکثر ٹھیکہ داران کو جنھون نے ٹھیکہ
کندیدگی کا لیا تھا متمول کر دیا یعنی وہ لوگ روپیہ لیکر بھاگ گئے
اور اس نہر کو ناتمام چھوڑا ہنگام بلوہ مفسدین نے اسی نہر کو
اپنا اول مورچہ قائم کیا تھا

تعمیرات عہد نواب سعادت علیخان

تعمیرات مفصلہ ذیل سعادت علیخان نے تعمیر کروائی تھین تاکہ شہر غربی
جانب سے ویساہی آراستہ ہو جیساکہ اوسکی بھائی علاقی نے
شرقی جانب کو درست کیا تھا کوٹھی حیات بخش جسمین جناب صاحب کمشنر بہادر

رونق افروز ہین کوٹھی دارالشفا جس مین صاحب سکرتر بہادر
تشریف رکھتے ہین کوٹھی بیگم جس مین توپخانہ اب قائم ہے
کنگڑہ والی کوٹھی جس مین برگیڈیر صاحب قیام فرما ہین، کوٹھی نور بخش
جس مین صاحب ڈپٹی کمشنر فروکش ہین بادشاہ منزل جس مقام
پر اب قیصر باغ طیار ہوا ہے یعنی بازار اور ٹیڑہی کوٹھی انکا نام
مین اکثر صاحبزادے رہا کرتے تھے اور جو خالی تھے وہ نواب صاحب
کے سیر و تماشا کیواسطے آراستہ رہا کرتے تھے جس مکان مین او
ولیعہد آتا تھا اوس مین سیر و تماشا کرتے تھے اور ٹیڑھی کوٹھی
واسطے سرانجام امور ملکی کے تیار ہوئی تھی جو کام ملکی ہوتا تھا
وہ وہان درپیش ہوتا تھا ان مکانات مین سے اکثر مکانون کے
نام بلوے مین مشہور ہوگئے یعنی کوٹھی حیات بخش مین میجر ہوڈس صاحب
جو نہایت دلیر و شجاع تھے جان بحق تسلیم ہوے اور بیگم کی کوٹھی مین
بہت سے سپاہیان شجاعت شعار نے ہاتھ مفسدین سے
شربت ممات پیا کوٹھی نور بخش کے بالاخانے سے سر ہنری
ہولک صاحب تیسری مورچال مفسدین پر گولہ مارتے تھے اور
راستا قیصر باغ کا نکالا تھا اور اس کوٹھی پر مفسدین کے گولے
اسقدر لگے تھے کہ اب تک نشان گولونکا اوسکی دیوارون پر موجود ہے

اور اس کثرت سے ہے کہ گویا دیوار چھلنی ہو گئی ہے

سبطین آباد یعنی مقبرہ امجد علی شاہ چہارم بادشاہ اودھ

جس میں اب گرجا گھر قرار پایا ہے اور جسکو عوام غلطی سے چھوٹا امام باڑہ بھی کہتے ہیں

مادۂ تاریخ

آرامگاہ ظل اللہ
۱۲۶۴

سکندر باغ

تعمیر کردہ واجد علی شاہ جو شاہ ممدوح نے سکندر بیگم کو عطا کیا تھا اور اسی سبب سے بنام سکندر باغ مشہور ہوا اس میں کوئی شئ قابل تعریف نہیں مگر یہ کہ اس میں ہنگام بلوہ سپہ سالار بہادر افواج سرکاری نے قریب دو ہزار سپاہ مفسدین کو سزا دی تھی اور انکی لاشیں بہتیری اوسی میں دفن ہوئی تھیں اور بہت اوس سڑک میں پڑی رہیں جو شمالی اور مشرقی جانب باغ کی جاتا تھا

قدم رسول

ایک مذہبی مقام اہل اسلام کا جسکو غازی الدین حیدر نے ایک مقام بلند تیار کروا کر تعمیر کیا تھا اوس میں ایک سنگ پارہ تھا جو عرب سے ایک حاجی لایا تھا اور جس پر نقش قدم پیغمبر کے ہیں ہنگام بلوہ سنگ پارہ مذکور گم ہو گیا کہ کدھر گیا اور کہاں گیا اور کسکا لیجانے والا معلوم نہ ہوا

نجف اشرف

جو نام شاہ نجف مشہور ہی اوسکو غازی الدین حیدر نے اپنا مقبرہ بنوایا تھا اور اوسی مین دفن بھی ہوے ہین اس مقام کو یہ نام اسواسطے دیا گیا تھا کہ ایک مقام کوہ نجف ہی جسپر قبر حضرت علیؑ داماد حضرت محمد پیغمبرؐ کی تعمیر ہی اور مشہور یہ ہی کہ یہ مقبرہ اوسکی نقل بنا ہی اور غازی الدین حیدر نے کچھہ روپیہ واسطے مصارف اس مقبرے کے سرکار مین جمع کر دیا تھا جسکے سود سے خرچ اس تعمیر کی مرمت کا اور تنخواہ عملۂ مقبرہ کی مثل سید وغیرہ ہوتا ہی اس مقام پر بھی سپہ سالار افواج سرکاری کو بمقابلہ مفسدین بڑی تکلیف اوٹھانی پڑی تھی اور مفسدین نے یہان نہایت سخت مقابلہ کیا تھا اس مقام پر ہنگام جنگ مفسدین سر ولیم پیل صاحب کی بھاری توپین آئی تھین اور دو گھنٹے تک اونکے گولے اسیر کرتے رہے اور اسی مقام پر بریگیڈیر ہوپ صاحب نے کارنمایان کیا تھا یعنی تنہا واسطے تلاش چور راستے کی گئی تھے اور ایک کھڑکی دریافت بھی کی تھی مگر اسی عرصے مین اتفاق سے توپ کے صدمے سے دیوار شق ہو گئی تھی اور سپاہ سرکار اوس شق کے راستے سے اس مکان مین داخل ہو گئی تھی۔

تاریخ

باحسن عقیدت نجف اشرف آ	فرمود بنا بہند نواب وزیر
تاریخ مبارکش چو جستم از عقل	ہاتف گفتا عجب نجف شد تعمیر

۱۲۳۲ ہجری

تعمیرات موتی محل

تعمیر کردۂ سعادت علیخان شمال کی جانب احاطے کے ہی اور موتی محل اس
واسطے نام رکھا گیا تھا کہ اس مین ایک برج بنا تھا جو بشکل موتی
کے تھا مگر اب وہ مسمار ہو گیا ہی دوسرے مبارک منزل اور تیسرے
شاہ منزل مبارک منزل غازی الدین حیدر نے کنارۂ دریا پر تعمیر
کیا تھا اور شاہ منزل جہان اب پل کشتیونکا ہی اوراس منزل سے
مبارک منزل بجانب شرق تھا شاہ منزل واسطے لڑائی حیوانات کے
تعمیر ہوا تھا چھوٹے چھوٹے جانورونکی لڑائی اندر احاطۂ شاہ منزل کے
ہوا کرتی تھی اور شیر وغیرہ کی لڑائی بھی اوسی احاطے مین ہوتی تھی
اسواسطے مضبوط پنجرے اور مستحکم مامن تماشا دیکھنے والونکے لیے
تعمیر ہوے تھے مگر لڑائی ہاتھی اور گینڈے کی دریا پار میدان مین حضوری باغ
کے سامنے ہوا کرتی تھی کیونکہ ایسی حیوانات کی لڑائی کی سیر کے
واسطے فاصلہ بہت ضروری ہی اور شاہ اور دیگر ارکان سلطنت
برامدۂ شاہ منزل پر سے دیکھا کرتے تھے +

خورشید منزل

اس تعمیر کو سعادت علیخان نے شروع کیا تھا اور غازی الدین حیدر
نے ختم کیا مگر کسی خاص مطلب کیواسطے یہ عمارت نہین بنی تھی
اور بعد تسلط ملک اوس مین سکونت ۳۲ رجمنٹ کا قرار پائی تھی

تارا والی کوٹھی

اس تعمیر کو نصیر الدین حیدر نے بہدایت اور بر اہتمام کرنیل
ولکوکس صاحب کی جو منجم شاہی تھے تعمیر کروایا تھا اور آلہ نجوم بھی
اوس مین نہایت اچھے رکھے گئے تھے ۱۸۴۷ء مین کرنیل صاحب
ممدوح مر گئے اور واجد علی شاہ نے عملہ صاحب مرحوم کو برخاست کردیا
اور آلہ نجوم بحفاظت رکھے گئے مگر مفسدے مین گم ہوگئے مین
اونکا پتا نہ ملا اس سے گمان کیا جاتا ہے کہ مفسدین نے اونکو توڑ ڈالا ہو گا
مولوی فیض آباد احمد اللہ شاہ نے جنکو ڈنکہ شاہ بھی کہتے تھے اس سبب
سے کہ جب وہ سوار ہوتے تھے تو اونکے آگے ڈنکہ بجا کرتا تھا
ہنگام بلوہ اس مقام کو قیام گاہ اپنا قرار دیا تھا اور
کونسل مفسدین کی اکثر اسی مقام مین جمع ہوا کرتی تھی

میدان

جو درمیان کوٹھی مذکور اور قیصر باغ کے

واقع ہی اس میدانکی حکایات ازبس حیرت آمیز باقی ہی یعنی اس میدان مین
دو گروہ صاحبان عالیشان کے جسکے ایک گروہ مین تو وہ صاحب
لوگ تھے جو راجہ دہولپور نے بھیجے تھے اور وہ لوگ جو بیلی گارد سے
بھاگ کر شہر مین گرفتار دام مفسدین ہوے تھے اور اس مین مس
جیکسن صاحبہ اور میم گرین صاحبہ اور میم رجرز صاحبہ اور کیر و صاحب اور
سلیون صاحب تباریخ ۲۴ ستمبر ۱۸۵۷ء اور دوسرے گروہ مین قیدیان
احسان مندی و مہمان نوازی راجہ متہولی کی جس مین سر جیکسن صاحب
اور کپتان اُرم صاحب اور لفٹنٹ بریز صاحب سرجنٹ مورٹن صاحب
تباریخ ۱۶ ماہ نومبر ۱۸۵۷ء تہی قصہ بیماری و قید و بیحرمتی و نا امیدی کو ختم
کرکے مفسدون کی بیرحمی سے راہی ملک بقا ہوے اور واسطے
یادگاران امور قبیحہ کے ایک عمارت مقامات واردات پر بنائی
گئی تہی دونون یہ واردات باعث غصہ سپاہیان مغلوب کے واقع ہوئی
تھین جب اونسے مقابلہ فوج ظفر موج جنرل ہیولوک صاحب اور سپہ سالار
بہادر افواج ہند کی کوئی بات بن نہ پڑی مگر دونون مین ترغیب اور
تائید سرگروہان مفسدین اور رئیسان اودہ کی تھی ایک ان رئیسون مین
سی یعنی راجہ جی لال سنگہ جو ایک بڑا رئیس ملک تھا اور جسکی خاطرداری
درمیان مفسدونکی بہت تھی اور جو ساتھہ گروہ اول کے قتل گاہ تک

گیا تھا اور ایک دروازہ قیصر باغ پر جواب منہدم ہو گیا ہی اس مراد
سے چڑھا تھا کہ سیر اس واقعہ قبیحہ کا اچھی طرح دیکھے کہ کیونکہ تڑپ
تڑپ کر یہ لوگ جان دیتے ہین اور کارگزاری اپنی سپاہ کی کہ کس طرح
اونپر ہاتھہ صاف کرتے ہین دو برس بعد اس واقعہ کے وہ پھر
ذیل عاطفت سرکار مین آیا اور اوسکی سرکشی پر بھی چشم پوشی کی گئی
اور اوسکی دل مین یقین واثق ہو گیا کہ تجسس وتکدر واقعہ معلومہ کا
اب صاحبون کے دل سے دور ہو گیا اور گویا اب وہ اپنی موت
مریگا اور سب سے ملاقات ہوگی مگر انصاف نے مجرم کا پیچھا
نچھوڑا گو بدیر مطلب بر آیا مگر اتفاقاً اور یکایک اوسکے سر پر آ پڑی
اور اوس طرف سے آئی جسطرف سے اوسے بالکل اطمینان
حاصل تھا یعنی اوسکے معتمد ملازم اوسکے مخالف ہو گئے اور ہر مدت
پر ثبوت اس امر کا بخلاف اوسکے ظاہر ہوتا گیا اور اوسکے سر پر
بوجھہ اس گناہ کا بھاری کرتا گیا کہ بتاریخ یکم اکتوبر ۱۸۵۹ء
اوسی مقام پر کہ جہان یہ واقعہ ہوا تھا اس راجہ نے سزا سے
پھانسی پائی اور بعد ازان بتاریخ ۱۲ ماہ مذکور بندہ حسین اور فتح علی کو بھی
جو چند صاحبان کو اور مقامات سے گرفتار کرلائے تھے سزای پھانسی ہوئی

قیصر باغ

ایک نہایت عمدہ تعمیر عہد واجد علی شاہ کی ہی یہ تعمیر ۱۸۴۸ء مین
شروع ہوئی تھی اور ۱۸۵۰ء مین ختم ہوئی اور مع اسباب و سامان
آرایش کے اس مین اسی لاکھ روپیہ خرچ ہوا تھا وجہ تسمیہ
اس نام کی یہ ہی کہ بادشاہان اودہ اپنی مہر وغیرہ مین لقب قیصر
کا لکھا کرتے تھے کیونکہ قیصر خطاب بادشاہ روم کا ہی اور شاہ
روم بڑا بزرگ اور نامی بادشاہ اہل اسلام ہی اس تعمیر کے بیان کرنی
مین لازم ہی کہ ایک جانب سے بیان شروع ہو اور بہتر یہ ہے
کہ دروازہ شمالی اور شرقی سے شروع ہو جو دروازہ روبرو اوس میدان
کے واقع ہی جو سامنے تار والی کوٹھی کے تعمیر کیا گیا ہی اسی دروازے
مین سے اور بعد ازان ایک کھڑکی مین سے جواب بند ہے
غدران گرفتار شدہ اپنے قیدخانے مین پہونچاے گئے تھے اس
دروازے سے آگے جاکر ایک صحن وسیع روبرو دروازہ جلوخانہ
کے ہی اس صحن مین سواری اور جلو شاہی تیار ہوکر آراستہ ہوا کرتی تھی
یہانسے آگے جاکر ایک دروازہ ہی اوس پر پردہ پڑا تھا اوس سے
گذر کر چینی باغ ہے اسکا نام چینی باغ اسواسطے تھا کہ اوس مین
اسباب چینی کا باغ کی آرایش کے لیے تھا وہانسے آگے جاکر
اور ایک دروازے سے گذر کر حضرت باغ ہی اس باغ کی جانب سمت

چاندی والی بارہ دری ہی اس بارہ دری مین فرش چاندی یعنی نقرہ کا تھا
اور اوسی جانب خاص مقام اور بادشاہ منزل ہی جس مین خاص کر بادشاہ
رہا کرتی تھی اس بادشاہ منزل کا بیان پیشتر ہو چکا ہی کہ اوسکو سعادت علیخان
نے تعمیر کیا تھا اب واجد علی شاہ نے اوسکو اپنے نقشہ قیصر باغ مین شامل
کر لیا تھا اوس دروازے پہ جس سے گذر کر حضرت باغ کو آتے ہین
نواب علی نقی خان وزیر اس مراد سے رہتا تھا کہ ہمیشہ قریب بادشاہ
کے رہے اور ہر وقت بادشاہ کی حرکات سے خبر لیتا رہے بجانب
جنوب اس مکان کے تعمیرات جو لکھی ہی یہ تعمیرات عظیم اللہ خان حجام
شاہی نے بنوائی تھین اور بادشاہ کے ہاتھ چار لاکھ روپے کو بیچ
ڈالی تھین ان تعمیرات مین خاص خاص محلات شاہی اور خاص محل صاحبہ تھی تھین
اور بیگم صاحبہ بھی انھین تعمیرات مین رہتی تھی اور ایک اصطبل تھا
جو متصل ہے قیدیان انگلشیہ کے ہفتے تک مقید تھی یہان سے
آگے چلکر ایک درخت ہی جسکے نیچے سنگ مرمر کا فرش کیا گیا ہے
اور اس درخت کے نیچے واجد علی شاہ زرد کپڑے مثل فقیران پہنکر
میلے کے دنون مین بیٹھا کرتے تھے یہانسے آگے بڑھکر لکھی دروازہ
ہی جسکی تعمیر مین لاکھ روپیہ خرچ ہوا تھا اور اوسکے آگے چوک خاص قیصر باغ
کا ہی جسکے گرد جسقدر مکانات ہین سب مین حرم شاہی رہا کرتی تھین

بماہ اگست یہان ایک بڑا میلہ ہوا کرتا تھا اور اوس میں شہر والے
بغیر مزاحمت کے بار پاتے تھے اس سے آگے پتھر والی بارہ دری ہے
جس مین اب تماشاگاہ مقرر ہوا ہے اور لکھی دروازہ مغربی سے غرب
کیطرف قیصر پسند ہے جسکے گرد نصف دائرہ بلمع طلا کا بنا ہوا ہے اسکو
روشن الدولہ وزیر نصیر الدین حیدر نے تعمیر کیا تھا اور واجد علی شاہ
نے ضبط کر کے معشوق السلطان اور محل خاص کو عطا کیا تھا یہ دروازہ
بھی اوسی مقام کا سا ہے جیسا مغربی لکھی دروازہ ہے اور اس تعمیر کے نیچے کے
مکانات مین جتنے انگلشیہ جو دہورہرے سے آئے تھے مقید تھے
اور یہان سے قتل گاہ کو پہونچائے گئے تھے بجانب راست اس مکان
کے ایک اور جلوخانہ اوسی قسم کا جیسا بجانب مشرق بیان کیا گیا ہے
اسمین سے محلات مین گذر کر اور اوسکے نیچے کی جانب چلکر باہر حد و
قیصر باغ کے جو روبرو شیر دروازے کے ہے آتے ہین اس شیر دروازہ
کو نیل دروازہ بھی کہتے ہین کیونکہ اسی دروازے مین جنرل نیل صاحب
گراب کے گولے سے جو قیصر باغ کے دروازہ کی توپون سے
آیا تھا جان بحق ہوے تھے

تاریخ

چو قیصر باغ را تعمیر فرمود	دل رضوان بہ جنتش گفت بارک

بصد جوشش بهارش کلک شمشیر | نوشته سال آن باغ مبارک

تاریخ نهر سنگین قیصر باغ که خطاب او چشمهٔ حسن ست ۱۲۶۶

حضرت سلطان عالم ابر جود و بحر عدل | ساحل دریای رحمت قلزم حسن صفات
نهر سنگ ابیض از حکمش بنا شد با وقار و تاب | صورت عین کرم شد چشمهٔ نهر التفات
سال طیاری سروش غیب از شمشیر گفت | چشمهٔ حسن آبروی منبع آب حیات

تاریخ بارہ دری سنگین واقع قیصر باغ ۱۲۶۹

چون حضرت سلطان عالم شاه اختر دین پناه | واجد علی شاه زمن خاقان عجم قیصر حشم
فرمود این باره دری سنگین بصد خوبی بنا | از بهر تشریف آوری مقدم شاه امم
از حسن نیت چونکه ندر چارده معصوم شد | نظارهٔ عتبات عالیات گردیدند هم
آید چو کس بهر زیارت اندران رضوان و هم | آواز طبتم فادخلوها خالدین هر قدم
شمشیر چون تاریخ آن پرسید از روح الامین | گفتا مکرر از ادب قیصر ارم قیصر ارم

۱۲۶۹ تاریخ باره دری نگینه والی واقع حضرت باغ

زهی قصر رفیع شد بحضرت باغ تعمیر | از امکان هیچ نایدنا زخلد برین هند
پی سالش چو جستم کلک شمشیر این رقم کرد | شد از باره دری با نگین زر نگین هند

تاریخ دروازهٔ اول قیصر باغ ۱۲۶۹

ساخت قیصر باغ چون شاه زمان | شد درش رشک در باغ جنان
زد رقم شمشیر بر محراب آن | سال دروازه در باغ جهان

تاریخ دروازۂ دوم

دربِ باغ قیصر پلبند ورفیع	کہ یابند ازان کیف زیادہ ورند
دربِ نایاب شمشیر کردہ چو فسکر	ندا داد رضوان دربِ باغ ہند

۱۲۶۶ ہجری

مقبرۂ سعادت علی خان

درمیان گوشۂ قیصر باغ اور چینی بازار کے دو قبرین ہین ایک تو سعادت علیخان کی جنکو بعد مرگ جنت آرامگاہ کہتے ہین دوسری اونکی بیگم مرشدزادی کی یہ دونون قبرین ان دونونکی وفات کے بعد غازی الدین حیدر نے تعمیر کرائی تھین اس سے محبت ملشری ظاہر ہی اس مقام پر اول ایک مکان تھا جس مین غازی الدین حیدر خود حین حیات رہتے تھے اور ایک بات مشہور ہے کہ جب غازی الدین حیدر تخت پہ بیٹھے تو ظاہر کیا کہ جب مین سعادت علی خان کے تخت اور محل پر قابض ہوا تو مجھے لازم ہی کہ اپنا مکان اون کو دون اسی خیال سے فوراً حکم دیا کہ جس مکان مین وہ رہتے تھے اوسکو مسمار کرکے ایک قبر سعادت علیخان کی تعمیر ہو + +

مکان چھتر منزل

جسکو نصیر الدین حیدر نے واسطے سکونت محلات حرم کے تعمیر کیا تھا اور جسکے متصل کوٹھی فرحت بخش اپنے رہنے کیواسطے بنوائی تھی

اس مکان کا نام چہتر منزل اسواسطے قرار پایا تھا کہ اوسکے اوپر چہتر طلائی
بنے تھے اور نہ اس لحاظ سے یہ نام اوسکو دیا تھا کہ وہ چہار منزلہ ہے
جیسے بعضے بعضے تصور کرتے ہین اس مکان کے ایک جانب
کچہری صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی ہے اس مکان کی وہ طرف جو جانب
دریا ہے اوسپر نشان گولہ ہای توپ جنرل ہوڈرم صاحب کے موجود ہین
واسطے دربار عام اور دیگر امور عامہ کے تیار ہوتا ہے

کوٹھی فرحت بخش

یہ کوٹھی عہد سعادت علیخان سے محل شاہی تھا اور واجد علی شاہ
کے اوس عہد تک مقام قیام شاہ رہا جب تک قیصر باغ تیار
نہین ہوا تھا اس کوٹھی کی وہ جانب جو بطرف دریا ہے اوسکو جنرل
مارٹین صاحب نے تعمیر کیکے نواب وزیر کے ہاتھ فروخت کیا تھا
باقی تعمیرات جو اس سے ملحق تھین اور تختگاہ سب سعادت علیخان
نے بنوائی تھین ان تعمیرات مین تختگاہ جسکو قصر السلطان کہتے تھے
اور اب یہ مکان یادگارانہ مرمت ہوکر خالی پڑا ہے وہ صرف واسطے دربار شاہی
کے آراستہ ہوا تھا اور جب کبھی نیا بادشاہ جلوس کرتا تھا تو اوسکو
صاحب رزیڈنٹ اس محل مین تخت نشین کرتے تھے اور نذر
دیتے تھے اس نذر سے مراد یہ تھی کہ سرکار گورنمنٹ نے اس تخت نشینی

کو منظور فرمایا اسی کوٹھی مین بادشاہ بیگم نے مناجان کو تخت پر بٹھانے
کا ارادہ کیا تھا اور جسکا حال سر ولیم سلیمن صاحب نے اپنی تواریخ
اودھ کی دوسری جلد مین تحریر کیا ہی اور اسی کوٹھی مین اسوقت
مقیدین ہمراہی بادشاہ بیگم نے کرنیل لو صاحب رزیڈنٹ پر ارادہ
جبریہ نذر دلوانے مناجان کا کیا تھا بدین لحاظ کہ اگر نذر گذر جاویگی
تو تخت نشینی مناجان کی صدر گورمنٹ تک ثابت ہو جاوے گی

کوٹھی رزیڈنسی

یہ کوٹھی بہت مشہور ہی اور اسکا بیان مفصل ضرور ہی جب نواب
آصف الدولہ بہادر دولتخانے مین رہتے تھے جسکا حال
دفعہ ۲۶ مین درج ہی صاحب رزیڈنٹ بہادر اوسکے ایک مکان
مین تشریف رکھا کرتے تھے لیکن جب نواب سعادت علی خان نے
کوٹھی فرحت بخش اپنے رہنے کو بنوائی تو اوسکے نزدیک ایک
کوٹھی صاحب رزیڈنٹ کیواسطے بھی تعمیر ہوئی اور اول مین اس
کوٹھی رزیڈنسی مین کوئی پہرہ جنگی نہین رہتا تھا مگر جب کرنیل بیلی صاحب
رزیڈنٹ مقرر ہوئی تو اونکے ہمراہ ایک گارد تعینات ہوا اتفاقا
اور ایک مکان بھی دروازہ احاطہ رزیڈنسی کے نزدیک اوسکے واسطے
سعادت علیخان نے بنوا دیا تھا اور یہ دروازہ تمام دنیا مین جنام

دروازہ بیلی گارد مشہور ہوگیا اس تعمیر کا نقشہ اور بیان گنس صاحب نے
اپنی کتاب مین اور دیگر کتب مین تفصیل بیان کیا ہی اور اب بیان
اوسکا اس مختصر مین موجب طوالت ہے

پل آہنی

یہ پل حسب الحکم بادشاہ غازی الدین حیدر کے ولایت انگلستان
سے طلب ہوا تھا مگر قبل آنے پل مذکور کے وہ آپ ستنا ور بحر
بقا ہوے اور اونکے لڑکے نصیر الدین حیدر نے بعد تخت نشینی
کے سگلر صاحب کو جو اونکا ملازم تھا اوسکی درستی کا ٹھیکہ کر دیا
صاحب موصوف نے کچھ کوٹھیان واسطے اوسکے برپا کرنے
کے روبروی کوٹھی رزیڈنسی کے جہان ایک چھوٹا سا گھاٹ
اور شوالہ ایروی دریا واقع ہی گلائین اور یہ کوٹھیان ابتک موجود
ہین مگر اوس سے اسکی درستی نہو سکی اور اسی سبب سے
پل مذکور برپا نہوا تا وقتیکہ امجد علی شاہ بعد محمد علی شاہ کے
تخت نشین ہوے اور اس بادشاہ نے ارادہ کیا
اور اپنے عزم کو ختم بھی کیا یعنے پل آہنی قائم ہوگیا

تاریخ پل آہنی از منشی مظفر علی اسیر

آن بادشاہ عادل کہ حکم محکم او	گردید آہنی پل بر گومتی ہمودار

فرمود حکم سلطان تاریخ نظم کردم | چون حکم شاہ محکم چون عدل شاہ ہموا
۱۲۶۶

پل پختہ

نواب آصف الدولہ بہادر نے قریب سنہ ۱۲۰۵ھ کے تعمیر کیا تھا

تاریخ

پل نو بنا گشت بر گومتی | بتدبیر نیک و بعقل رزین
چو از ہمت خود سال او خواستم | بگفتا پل استوار و متین
۱۲۰۶

قلعہ مچھی بھون

یہ قلعہ جسقدر سابق مین تھا جسکا نام اصل مچھی بھون ہے اوس سے زیادہ وسیع ہوگیا ہے سابق مچھی بھون صرف اوسقدر تھا جسقدر برج پختہ سڑک کے جنوب کی جانب موجود ہین اور یہی قلعہ لکھنو تھا اور بہت مستحکم قلعہ دو ڈھائی سو برس پیشتر مشہور تھا ایک مثل قدیم مشہور ہے کہ جسکے پاس قلعہ مذکور رہیگا وہی مالک شہر لکھنو ہوگا اس رسالے کے شروع مین جو مختصر حال لکھنو لکھا ہے اوسمین احوال اور نام اس قلعے کا درج ہے اور وہ ٹیلہ جو راستے کے بیچ مین درمیان گھو گھٹ قلعہ سے واقع ہے اور جسکے اوپر مسجد بنی ہوئی ہے وہ لچھمن ٹیلہ مشہور ہے اور اسی جگہہ سابق لچھمن پور آباد تھا عقب مچھی بھون خاص کے بجانب جنوب

و مغرب ایک میدان ہے جس مین توپخانے کا گودام ہی اوس مقام
پر رنگ محل اور بیچ محلہ آباد تھے اور بیچ محلہ نہایت قدیم مکانات
شہر لکھنو کے تھے جنکو خاندان شیخان نے جو سابق حاکم اس
جگہ کے تھے تعمیر کیا تھا جب سعادت خان جو مورث اعلی
خاندان شاہی اس ملک کی تھے ۱۷۳۲ء مین صوبہ دار ہو کر یہان آئے تھے
تو یہ مکانات بکرایہ چار سو ماہانہ مالکان مکانات سے
لیے تھے اور روپیہ کرایے کا اونکے عہد تک ادا ہوتا گیا مگر اون کے
وارثون نے بباعث تخلف آرای پادشاہان لکھنو کے اونکو
مال سرکار تصور کیا اور صفدر جنگ اور شجاع الدولہ نے تو اسقدر
اس عمل کو جاری رکھا کہ سرخط کرایے کا مالکان مکانات مذکورہ کو دیا
مگر زر کرایہ ادا نہین کیا لیکن آصف الدولہ نے یہ عمل بھی ترک کیا
اور مکانات کو یکقلم ضبط سرکار کر لیا یہ بات محتاج بیان کی نہین
بلکہ مشہور عام ہی کہ یکم جولائی ۱۸۵۷ء مین جو فوج سرکاری اوسمین
تھی اوسنے کسطرح اس قلعے کو خالی کیا تھا اور کیونکر بیلی گارد
کی جا کر شامل ہوئی تھی اور کس حکمت اور مطلب آری سی اس قلعے کو
فوج سرکاری نے بروقت یہانسے نکل جانیکے اوڑا دیا تھا +

بڑا امام باڑہ

یہ عمارت گویا تعمیرات لکھنؤ مین از ہمہ بہتر و اعظم ہی اور نواب آصف الدولہ
کی سلطنت کے کارہای عظام مین سے عظیم تر یہ مشہور ہی کہ نواب
ممدوح نے بیشمار روپیہ اسکی تعمیر مین صرف کیا ہی اور عوام مین مشہور
ہی کہ اس مین دس لاکھہ روپیہ خرچ ہوا ہی شاید اس مین کچھہ
مبالغہ بھی ہو کیونکہ قول ہندیان ایسے مقام مین ہمیشہ ساتھہ مبالغہ
کے ہوا کرتا ہے کارگیر اس کام کیواسطے بہت دور دور سے طلب
ہوے تھے اور سبکو حکم ہوا تھا کہ اپنی اپنی رای سے نقشجات
واسطے اس مکان کے پیش کرین صرف تاکید یہ تھی کہ کسی عمارت
کی نقل نہو اور یہ مکان ایسا تیار ہو کہ کبھی ایسا پیشتر نہ بنا ہو
اور جتنی تعمیرات مشہورہ ہین سب سے زیادہ خوش قطع اور خوش
اسلوب ہو کفایت اللہ ایک شخص تھا جسکی تدبیر سے یہ تیار ہوا ہے
اور جیسا وہ اب موجود ہے اوس سے ظاہر ہے کہ جو شرط
نواب کی تھین اونمین کمی نہین ہوئی ہی یہ عمارت اوسیقدر مضبوط
ہی جسقدر خوبصورت اور خوش قطع ہی بنیاد اسکی بہت عمیق ہے
اور ساری عمارات مین لکڑی کا کام بالکل نہین ہے اور اسکی
وسعت ۱۶۷ فٹ سے ۵۲ فٹ تک ہی اور نواب آصف الدولہ
بعد وفات کے اسی مقام مین دفن ہوے ہین ✠

تاریخ امام بارۂ کلان

کرد نواب آصف الدولہ	چون بنا جای عنسم بحسن یقین
داد ہاتف خبر زتاریخش	روضۂ امجد امام دین

۱۲۲۵

جامع مسجد

یہ عمارت متصل امام باڑے کے ہے اور لائق تعریف نہیں یہ مسجد نقل ہے اوس جامع مسجد کی جو شہر دہلی مین ہے

رومی دروازہ

یہ دروازہ بھی نواب آصف الدولہ کے وقت مین تعمیر ہوا ہے اور مشہور ہے کہ نقل دروازہ روم کی ہے مگر جو لوگ روم کو دیکھہ آئے ہین وہ بیان کرتے ہین کہ ایسا دروازہ کوئی شہر روم مین نہین ہے غالب ہے کہ نواب کو کسی شخص نے مغالطہ دیا ہو کیونکہ اگر وہ چاہتا کہ نقل دروازہ روم کی بنے تو اس مین شک نہین کہ دو صد نقشہ دروازہ ہای روم دوسرے ہی روز اوسکے سامنے پیش ہوتے یہ دروازہ اور امام باڑہ کلان دونون اوس زمانے مین بنا شروع ہوے تھے کہ جب لکھنو مین قحط سالی تھی اور اسی لحاظ سے یہ عمارات عالی شروع ہوئی تھین کہ جس سے غربا باشندہ شہر و بیرون

دولتخانہ

اس دروازے سے جو غرب کو چلو تو دولتخانہ یا محل قدیم لکھنو بجانب راست رہتا ہی یہ تعمیر یعنی دولتخانہ مشتمل ہے اوپر متعدد مکانات کے جو متصل ایک دوسرے کے ہین مگر اونمین کچھہ ہنر معمار ونکا صرف نہین ہوا ہی ان مکانات مین نواب آصف الدولہ اور اونکے عملے رہا کرتے تھے جب نواب نے فیض آباد کو چھوڑکر لکھنو کو اپنا دارالقرار ٹھہرایا تھا اور خاص محل نواب کا اوسیکے نام سے مشہور تھا یعنی جس مکانمین وہ آپ رہا کرتے تہے اوسکو آصفی کوٹھی کہا کرتے تھے مگر جب سعادت علی خان بعد اونکے مسند نشین ہوے اور قیام اپنا اونھون نے فرحت بخش مین مقرر کیا تھا تو یہ مکانات خالی رہے اور اسی سبب سے خستہ اور شکستہ ہوگئے

امام باڑہ حسین آباد

صرف یہ عمارت محمد علی شاہ سوم پادشاہ کے زمانے مین تیار ہوئی تہی اور ہرچند اس مین کچھہ کارگیری صرف نہین ہوئی ہے مگر خوش اسلوبی مین کسی اور عمارت لکھنو سے کم نہین اسکا باغ جو مربع ہی اوسکی خوش وضعی کو اون عمارات نے جو اوسمین بطور نمونہ تاج روضہ کے بنی ہین اور چھوٹی چھوٹی عمارات جو اونمین ہین اونھون نے

خراب کر دیا ہی اس حسین آباد مین بڑی رونق ہی معلوم ہوتی ہی جب اوسمین
شبکو روشنی ہوا کرتی ہی اور جب لکھنؤ مین سلطنت تھی تو محرم مین
بڑی دھوم ہوا کرتی تھی محمد علی شاہ نی اپنی والدہ و بیٹی کو اوسمین دفن
کیا ہے اور یہ بھی حکم دیا تھا کہ اونکا جنازہ بھی اوسمین دفن ہو اور
زر کثیر واسطے تزاید رونق اس امام باڑے کے نام نہاد
کیا تھا جو داروغہ مہتمم اس امام باڑہ کا قبل از بلوے کے تھا اور
باعث اوسکے عکس کی تصویر پہنچنے کے اکثر صاحب لوگون سے
اوسکی ملاقات تھی مگر وہ اس بلوے مین بدل و جان متفق مفسدین
کے ہوا تھا اور ایک گروہ کا جرنیل ہوگیا تھا اور اوسکی ملاقات
ساتھ صاحب لوگونکے کسیطرح مانع اوسکے شامل ہونیکی نہوئی

تاریخ امام باڑہ

جناب محمد علی پادشاہ	پسندیدہ بارگاہ اله
بصدق و صفا تعزیہ خانہ ساخت	بلند از سما تعزیہ خانہ ساخت
خرد سال جا ہی عزای حسین	بگفتا مزار شہ مشرقین

۱۲۵۴

تاریخ دروازہ امام باڑہ

شاہنشہ زمانہ و نوشیروان عصر	فرمانروای عالم امکان بود مدام
باب امام باڑہ والا بنا نمود	یارب بود قبول امام فلک مقام

ہاتف بگفت مصرعہ سال تاریخ آن	باب امام بارہ سلطان خاص و عام
	۱۲۵۳

تاریخ سبیل

نوشیروان عصر ابو الفتح شاہ ہند	مقبول بارگاہ شہ مشرقین ہے
رکھوائی ہی سبیل تو تاریخ یہ ہوئی	اب یہ سبیل نذر جناب حسین ہے
	۱۲۵۴

تاریخ چاہ

آب این چاہ ز شیرینی خود	شربت قند و نبات پاک ست
راست تر مصرع تاریخ رسید	چشمہ آب حیات پاک ست
	۱۲۵۴

تاریخ حمام

سلطان جہان خدیو با دل	سرای زمانہ شاہ عادل
حمام لطیف کرد تعمیر	تاکید نمود بہر تطہیر
تاریخ سعید ہست ظاہر	حمام لطیف حوض طاہر
	۱۲۵۳

تاریخ سڑک

خسرو ہند ابو الفتح معین الدین ہست	رشک شاہان جہان پادشہ ہندستان
چون سڑک ساخت بنا مصرع تاریخ بگفت	ہست این نوع سڑک جادہ راہ ایمان
	۱۲۵۳

تاریخ ضریح

عرش تک بن ہی ہی کہین عالی مقام ہی	یہ روضہ حسین علیہ السلام ہے
تاریخ اس ضریح کی مطلوب جب ہوئی	بولے ملک ضریح قبول امام ہے
	۱۲۵۴

تاریخ سرای حسین آباد

ابو الفتح منصور شاہ زمانہ	محمد علی سایۂ حق تعالے
رضا گفت تاریخ از حکم سلطان	سرائی ابو الفتح شاہ معلے

تاریخ رصد حسین آباد ۱۲۵۵

چو محمد علی شہ دوران	ساخت در لکھنو رصد تیار
کرد سالش رستم مهندس فکر	این رصد شد بحکم شہ تیار

تالاب نہ کھنڈہ حسین آباد ۱۲۵۴

متصل حسین آباد کی محمد علی شاہ نے ایک بڑا تالاب تیار کیا تہا جواب بہ راہ ہوگیا ہے اور متصل امام باڑہ کی تعمیر ایک مسجد کی شروع کی تہی جسکو اونہون نے چاہا تہا کہ جامع مسجد سے بہتر بنے مگر اونکی حیات نے وفا نکی اور قبل اوسکے ختم ہونے کے وہ خود ختم ہوگئے یہ مسجد ناتیار اب تک موجود ہے مگر چونکہ اوس وقت سے اب تک مرمت بہی نہین ہوئی اور اب عرصہ اٹہارہ برس کا ہوا اسواسطے اب وہ بہت خستہ و شکستہ ہوگئی ہی امسال ۶۳ ۱۸ء مین نماز عید الفطر کی بہی اسی جامع مسجد مین ادا ہوئی پہلے شرف الدولہ غلام رضا خان کی کاظمین مین ہوا کرتی تہی اِس بادشاہ نے ایک اور تعمیر شروع کی تہی جسکو نہ کھنڈہ کہتے ہین اور یہ

اور ارادہ تھا کہ اسکو سات منزل کا بنوا کر اوسکے اوپر سے سیر
تمام عمارات شاہی کی جو اونسے میان شہریار ایل بنوائی تھی کیا کرتے
مگر یہ تعمیر بھی ناتیار رہگئی اور صرف چار منزل اوسکی پوری ہوئی

تاریخ جامع مسجد

شاہ ہندوستان معین الدین	فخر کسرا و قیصر و فغفور
نام نامی حضرت اعلے	بمحمد علی شدہ مشہور
مسجدے بی نظیر کرد بنا	سجدا ہست رہبری منظور
ہر منارہ عماد گردون شد	پیش گنبد نماند رفعت طور
مہتمم گشت اعظم الدولہ	جان نثار حضور شد مامور
برق موزون نمود تاریخش	مسجد جامع جدید حضور

۱۲۶۵

موسی باغ

یہ باغ نواب آصف الدولہ نے تیار کروایا تھا اور جو تعمیرات
اوسمین ہین اونکو سعادت علی خان نے واسطے سیرگاہ
خاص کے بنوایا ہے اونکے وقت مین لڑائی حیوانات کی اوس
مین ہوا کرتی تھی اس نام کی روایت مشہور یہ ہے کہ ایک روز
آصف الدولہ سوار اوسطرف جاتے تھے اور سب ہمراہی پیچھے تھے
کہ وہان ایک چوہا یعنے موش نکلا اور نواب کے گھوڑے کے آگے

تاپ سے وہ مرگیا اوسکے مرنیسے کچہ دلمین اوسکے رنج آیا اور
اس لیے حکم دیا کہ ایک قبر اوس موش کی اوس مقام پر تیار
ہو اور باغ بہی بنے اور اوسی موش کے نام سے یہ تعمیر مشہور
ہوئی کیونکہ موش کو ہندی مین موسا کہتے ہین مگر ایک اور
روایت بہت قرین قیاس یہ ہے کہ سعادت علی نے یہ تعمیر
باہتمام ایک فراسیس کے تیار کروائی تہی اور مہتمم کا نام تو بہول گئے
مگر اوسکا اول کا حرف یعنی موسیو یاد رہا جسکی کثرت استعمال سے تخفیف ہوکر رہگیا

مکانات اراکین شہر

شہر لکہنو مین کوئی تعمیر ایسی نہین جسکی خوش وضعی قابل تعریف کی ہو
یا جو ایسا قدیم ہو جسکا ذکر کرنا واجب آوے

یہ چوک شہر کا نواب آصف الدولہ کے وقت مین تیار ہوا تہا
اور جو دو دروازے اوسکے دونو جانب ہین اونمین سے ایک
دروازہ جو جانب جنوب ہی اوسکو بہت قدیم بتلاتے ہین اوسکا
نام اکبری دروازہ ہی اور مشہور ہے کہ جب اکبر شاہ نیپال پر گئے تہے
شہر لکہنو ہوکر گئے تھے اور جب نیپال فتح کرکے آئے
یہ دروازہ یہان تعمیر کیا تہا مگر اس روایت کی صداقت
کسی کتاب تاریخ سے نہین ہوتی اور غالب ہی کہ غلط ہو کیونکہ

ایک آدمی کے نام کے سبب سے اوسکی تعمیر قرار دینا موجب
تامل مگر ایک روایت قرین قیاس ہی کہ کسی صوبہ دار اوده نے
اوسکو بنوایا تھا اور جب بادشاہ کے وقت مین کہ اول صوبہ داری
اس علاقے کی قرار پائی تھی اوسیکے نام سے اوسنے اس دروازے
کو مشہور کیا ہو گ سے آگے بجانب کانپور چلو تو دو عجیب درگاہین ملتی
ہین ایک کو کاظمین کہتے ہین جسکو شرف الدولہ نے بنوایا تھا
اور مشہور ہی کہ یہ درگاہ نقل مقبرۂ امام موسی کاظم ہے اور دوسری کربلا
دیانۃ الدولہ کی نقل مقبرۂ امام حسین ع کی ہی جو کربلا مین بنی ہے

تاریخ کاظمین شرف الدولہ

مشہد اقدس بنا چون شرف الدولہ کرد ‏— سایہ بفرقش شدہ فضل شہ خافقین
از شرف شہ اسش گشتہ منور زمین ‏— گنبد گردون ازان یافتہ صد زیب و زین
واہ چہ شرف النسا کرد اعانت دران ‏— ہر دو شرف یافتند از قدم آن شرفین
رابسکون دو اشتم در شرف از بہر شعر ‏— صحت لفظی مگر آمدہ از فتحتین
فکر بشہ شبیر شد چون پی تاریخ سال ‏— گفت سروش فلک گو حرم کاظمین

١٢٦٩

یہ دونون درگاہین جب تک اونمین روشنی چراغان نہو کسیطرح لائق
تعریف کے معلوم نہین ہوتین اور قابل دیکھنے کے نہین بلکہ اونسے
صاف ظاہر ہوتا ہی کہ ایسی بدوضع عمارت بھی انسان بنوایا کرتے ہین

درگاہ حضرت عباس

ایک اور درگاہ متبرک اہل اسلام مین ہے ایک روایت مشہور ہے
کہ سعادت علیخان اسی مقام مین بیٹھکر نہ دیکھا ایک جونک اوسکے اوپر
اوس روز سے وحشت و بدمزاجی جو اون کے مزاج مین سابق
تھی اوسکو چھوڑکر بہت رحم دل اور منصف دل ہوگئے تھے
مگر یہ روایت متعصبی لوگون کی مشہور کی ہوئی معلوم ہوتی ہے

تاریخ درگاہ حضرت عباس

این گنبد جدید بناے سعادت ست

ملکہ زمانیان کا امام باڑہ

یہ امام باڑہ گولہ گنج مین بسبب وسعت اور فراخی کے مشہور
ہے یہ گویا ایک شہر ناف شہر مین واقع ہے مگر اوس مین
کوئی تعمیر لائق تعریف کے نہین

وینگفانڈ منزل

یہ عمارت عالیشان تعلقہ دارون کی طرف سے یادگار جناب مسٹر وینگفیلڈ
صاحب بہادر چیف کمشنر اودہ بحسن اہتمام راجہ درگبجے سنگہ صاحب بہادر و راجہ
مانسنگہ صاحب بہادر طیار ہوگئی ہے اسکے طیاری مین قریب دو لاکہ روپیہ کی صرف ہوئے تھے

شہر لکھنو کے باشندون کا حال

آدمی را بچشم حال نگر
از خیال پری و دیو بگذر

۱ بڑا خاندان شاہی ہی کہ سلاطین اودھ کی نسل سے اونکے پوتا اور نواسے اور بیگمات وغیرہ بکثرت ہین سبکا علی قدر مراتب وثیقہ ہی عیش عشرت سے گذران کرتے ہین

۲ شاہ دہلی کی نسل سے اولاد جہاندار شاہ و میرزا سلیم سے بھی یہان چند شاہزادے ہین ابھی سرکار سے اونکو وثیقہ و پنشن سے قوت لایموت ملتا ہی

۳ عزیزان برہان الملک سعادتخان سے شاہزادہ ہای نیشاپوری کا بھی عالی خاندان ہی اونکے وثیقے بھی اچھے اچھے ہین سب چین کرتے ہین مگر بعض بیچارون کا وثیقہ غدر کی چپقلش مین بند ہوگیا اوس سے یک لخت فقیر ہو گئے مقام افسوس ہی و عبرت

۴ اونکے بعد امرای شاہی ہین جنکی نسل اور روا سطہ دار بھی اکثر وثیقہ دار اور صاحب معاش نوت وغیرہ سے خوش گذران ہین انمین ہندو بھی ہین اور مسلمان بھی سوا اونکے ہندو مسلمان سوداگر تاجر مہاجن بھی کروڑپتی لکھپتی سے لیکر ہزارپتی تک اکثر ہین اور ساکہ ابھی مگر نسبت عہد شاہی کے روزگار اونکا سست اور معاش وا جبی ہی مگر غنیمت

بعد اوسکے لوگ روزگار پیشہ ہین جو اسی شہر یا بیرونجات اور اور ملک مین روزگار کر کر بسر اوقات کرتے ہین

علم کی کثرت ملا فاضل اکثر عربی فارسی کا درس اور علم یہان کا مشہور اور طلب بکثرت اور یہ شہر علم کی ٹکسال ہر علم و فن کا آدمی یہان ہی اور طبیعت اردو کی خوشنویس بھی ہر خط کے صل علی احافظ خوش الحان ایک سے ایک اعلی

پھر اہل حرفہ اہل حرفہ ہر قسم کے دستکار صناع موجد سبکدست ہر کام مین کما کہلاتے ہین اور بہ نسبت اور شہرون کے یہان کے صناع غنیمت اسی طرح دوکاندار بھی کہ وہ بھی ایک فرقہ ہی یہان بسبب شیعہ مذہب کے مسلمان بقال اور حلوائی وغیرہ دوکاندار بھی اکثر ہین

اس شہر کا جوتا اور کلاہ زری و کارچوب کامدانی اور خمیرہ تماکو اور زیور مرصع اور زیور و ظروف طلا و نقرہ و کمہار و نقاش و آتشباز و چکن ساز عمدہ سے عمدہ مشہور دیار و امصار و دساور ہی دور دور مال جاتا ہی مگر بہ نسبت عہد شاہی کے یہ سب کام اب کم ہی صرف بھی کم ہی

ہندو مسلمان کے میلے بارہ مہینے اس شہر مین بکثرت اور دہوم سے ہوتے رہتے ہین مگر بڑی دہوم دہام محرم کے عشرے مین ہوتی ہی غرہ محرم سے ۱۳ روز تک اور کہین پندرہ دن بھی ہزارون گھر مین روزمرہ مجلس تعزیت ہوتی ہی خیرات ہوتی شیعہ پلنگ پر نہین سوتے شادی کی رسم نہین کرتے زیور خوش پوشاک

نہین پہنتے پان نہین کہاتے تعزیہ داری ہر گہر مین ہوتی ہی امام باڑے بڑے
اورانمین آرایش اور روشنی بکثرت اور مرثیہ خوانی سوز راگ اور تحت لفظ
یہان مین بے نظیر کتاب خوانی و ماتم بے انتہا — عیش باغ اور علی گنج اور
سورج کنڈ کا میلہ بہی مشہور ہی

واجد علیشاہ کے جانے سے ہزارون آدمی اور اکثر امرا اور وزیر و بیگمات بہی
اونکے ساتہ کلکتے چلے گئے اسلیے رونق شہر کی بالکل کم ہی جس سے
کلکتے مین اونکی ایک علیحدہ آبادی تکلف اور سامان کی دلچسپ و خوش
معلوم ہوتی ہی ع صد رہ جا کہ نشیند صد ست +

مرد یہان کے تماشا بین عیاش تن پرور خوش باش اکثر ہین اسلیے یہان کی
عورت کا چلن بہی کم پسندیدہ ہی کسی زمانے مین لونڈے بازی یہان کی
مشہور ہی کبہی رنڈی بازی کبہی جوا کبہی نشا کبہی چوری مگر اب بہی جس قدر
خیرات اور علم یہان ہی اور جگہ کم ہی — ہزارون اونمین حاجی ہین جو کربلا
اور حج ہو آئے ہین اور ہر سال صدہا ہزارہا آدمی کا قافلہ جاتا ہی

موسم یہان کے سب غنیمت مگر برسات مین فضا اور سبزہ زیادہ خوشنما ہوتا ہی
اور ہوا دلچسپ شہر کی آب و ہوا ذرا اچہی نہین پانی بہی کہاری ہی جابجا نشیب و
فراز و نالہ وغیرہ مگر اب صفائی ہوتی جاتی ہی قرب دریا سے سفید پوستی
زیادہ ہی — حضرت گنج در امیدان اور بلندی پر ہی اس لیے وہان کی

آب و ہوا و فضا بہت خوب ہی

ہندو مسلمان مین یہان شادی ہوم سے کرتے ہین روشنی آتش بازی تخت آرائیش ناچ تماشا محفل تکلف اور سامان سے ہوتی ہی برات بہی اسپے اور سعتار سامان سے دہوم سے لیجاتے ہین لڑکی کی طرف سے مقدور بہر جہیز بہی دیا جاتا ہی اور اوسکو اپنی نیکنامی جانتے ہین ہندو کی برات سے قبل سوگی نام سامان تخت مع تخت آرائیش وغیرہ اوٹہتا ہی وہ زیادہ تر قابل دید ہی عجیب عجیب کہلونے میوہ تصاویر مکان وغیرہ ہو بہو اصل جیسے ہوتے ہین

عہد واجد علیشاہ سے پریون کا ناچ اور اوسکے بہاو کا رواج ہی ایک اندر اور دو چار دیو اور دو چار پری بنکر فسانہ حسن و عشق بطور قصہ کے گاتے ہین اور ایک لطف آمیز کہانی سناتے ہین غرض گذشتہ حال عاشق و معشوق کی صورت کر دکہاتے ہین یہ اور کسی شہر مین نہین ہی اونکا مجرا عہ عہ سے عہ تک ہی افیون و پان کا رواج زیادہ ہی اور رنگین پوشی کا بہی اس لیے رنگریز اور حقہ والے اور تمبولی کی دکان اکثر ہین کوئی بازار اور کوچہ اور محلہ خالی نہین ــ لیکن خاص اس شہر کی ساقن مشہور ہین اور اکثر ہر میلے مین اونکا ایک بازار ہی علحدہ ہوتا ہی

ساقن ایک عورت ہی جو بن سجکر دکان حقہ و بنگ و چرس و گانجہ لگاتی ہی گالی بجاتی بہی ہی تکلف سے دکان کرتی ہی اکثر بازاری باسنے اور افیونی بہت یاز

اونکی دکان پہ حقہ افیون وغیرہ کہاتے پیتے ہین اوسکو ایک پیسے سے دو پیہ تک
دیتے ہین اونمین آگے پچاس پچاس ہزار لاکہ لاکہ تک کی ذی مقدور بہی تہین
اب بہی سو پچاس سے پانچ سات ہزار تک کی صاحب مقدور بہت ہین اونکے
لباس و زیور اور انداز پر اجنبی آدمی یہی جانے کہ یہ بہی کوئی بیگم صاحب ہین
بڑے بڑے عالیشان مکان اور محلات محلہ و بازار کہد سگئے اب بہی جابجا بازار
بہت ہین مگر چوک کا کڑا ذرا زیادہ رونق کا ہی ہر قسم کے دوکاندار جوہری بزاز
دوشالہ فروش جنت فروش صراف ہنڈی وال سوداگر نان پز حلوائی عطر فروش
گلفروش سبزہ فروش وغیرہ قسم قسم کے تکلف سے بیٹہتے ہین مگر ۵ بجے سے
شام تک خوب گرم بازاری اور رونق و کثرت ہتی ہی شہر کے امیر غریب بہی اکثر
سیر کو آتے ہین یہ بازار عہد اکبر شاہ کا بنا ہوا ہی سے اکبری دروازہ مشہور ہی
عہد سرکار مین دو بازار کلان عریض بننے شروع ہوئے مگر آبادی و عمارت اونکی
ابہی ناتمام ہی

سر بازار اکثر اور یون بہی قوم طوائف اکثر رہتی ہین شام کو سج بنکر باہر کمرے پہ
بیٹہتی ہین اونکے ٹہاٹ اور زیور و پوشاک کا تکلف بیگمات سے کم نہین گانا
بجانا بتانا یہان کا ہند مین ضرب المثل ہی کیون نہو جہان اونکے بیلرتی اونکی بدولت
نواب اور دولہا ہوگئے اور وہ خود اکثر بیگمات بن گئین اور خود بادشاہ سلامت
گاتے بجاتے ہون واقعی الناس علی دین ملوکہم۔

اونکا مجرا معہ رسے عسہ تک ہی — انمین اکثر لکھی پڑھی بھی ہین ـــــہ سوائے
خانگیان بی شمار غرض فحش کی کثرت اور رعار کم معاذ اللہ
شہر مین مسلمان اکثر ہندو اوسسے کم مگر باہم اتفاق اور سلوک اور رسم
مسلمان مین سنی کم اور شیعہ اکثر اسکی تفصیل ضرور نہین اسی قدر بس ہی کہ دونوں
مسلمان ہین مگر مثل رومن کیتھلک اور پروٹسٹینٹ کے نزاع لفظی ہی جو بسر
ہندو عورات کی وضع خاص ہوتی ہی مگر مسلمان مرد اور ہندو مرد کی وضع لباس
سب یکسان ہی داڑہی منڈانے کا رسم علی العموم اور داڑہی کہنا معیوب ہی
نفاست نزاکت خوشخوری خوشپوشی تکلف ہکا اے ردہوم شادی فضول خرچی
مین یہ لکھنو ہند مین انگشت نما گویا ہند کا پارس فرانس ہی
بعد دہلی کے اردو ریختہ زبان یہان کی ہند بہر مین فصیح اور صاف وشستہ
ومستند شعر وشاعری کا چرچا بکثرت ہمیشہ جابجا مشاعرہ اب بھی ہوتا ہی اپنے
شعر ہر شاعر اکثر پڑہتا ہی بہت سے شعرا نامی گذرے اب بھی اکثر ہین صاحب
دیوان علی ہذا مرثیہ گوئی مین انیس و دبیر ہی مثل مصحفی انشا میر جرات سوز
آتش ناسخ ذریہ مین کے شاعر ہین اور اب نثر مین سرور موجد وقت
جناب مولوی ہادی علی اشک تو جامع بکمالات صوری و
معنوی نظم نثر فارسی مخصوص اردو زبان ریختہ ومحاورہ مین
یکتاے روزگار ہین فقط

خاتمہ

شکر و احسان خداوند حقیقی کا کہ عجلۃً یہ چند اوراق منطبع ہوئے تصحیح و نظر ثانی مؤلف کی نوبت نہین پہونچی اکثر غلطی غلطنامہ سے رفع ہو سکتی ہی اور اتفاقاً اگر ناظرین با تمکین سہو و خطا کہ لازمۂ بشریت ہے پاوین معاف فرماوین ع کہ ہیچ نقش بشر خالی از خطا نبود منشی طوطارام شایان کی توجہ سے ہمسائی تاریخون اور تلاش مطالب کے شایان تعریف ہے اور سلاست فکر خداداد بس پسندیدہ صاحب ذہن رسا منشی گوبند پرشاد متخلص فضا خوشنویس مطبع نے بدیہی

یہ ایک قطعۂ تاریخ موزون کیا

چھپا احوال شاہان اودہ کا	عبارت جسکی ہی دلچسپ و مرغوب
جو ہین کرنیل ایپٹ صاحب جاہ	او نھین سے اسکی ہی تالیف منسوب
خدا پھر اونکو لائے لکھنؤ مین	یہ دن فرقت کے ہون گھڑیونسے محسوب
فضا موزون ہو وہ تاریخ تالیف	کہ ہو اہل سخن کو دل سے محبوب

اودہ نے سر سے کی تاریخ مقبول

کہا چھاپی تواریخ اودہ خوب

۶۱۸۶۳